



دست انتقام

PDFBOOKSFREE.PK

جلد حقوق بحق مملوٹ ہیں

را
دست انعام



۳۵



۲



۱۸۳



۱۴۲



۱۵۳



۵۷



۳۹



۲۱



۳۶۰



۱۳۶



۲۱۵



۷۳



۹۵



۷۶





ملک معاصر اپنے اہل قصبہ تک صحیح سلامت پہنچاتا ہے۔
فیض عمدہ کے کامیاب بلکل کئی بات ہے، میں نے پوری کوشش کر لی
ہے۔... یا تو اصرار سے وہ کہیں اور چلا گیا ہے یا بھی اصرار ہی ہے۔

تاسکمند ✓

آئی فیض محمد گمشدہ نوجوان کو تلاش کرتا ہوا ہمارے قصبے

[illegible]

کہا تو اس کا ساتھ اتر گیا میرا ہی ملا ہی ہے مجیب کے گھر والوں نے ملائی کے بارے میں اس طرح خبر لی ہے یہ تو وہ دہریہ کی تو قسمی نہیں جانتے اور یاد اس کی پر وہ بھی کنا جانتے ہیں۔ چرائی اس بات سے کہ لو کہ اس کا بکلی کوئی شراغ نہیں ملا ہو سکتا ہے کہ وہ کسی دوسرے علاقے کی رہنے والی ہو اور کسی بھاری لاپور آئی رہتی ہو۔

کوئی نفاذی دشمن کا مارتو نہیں ہے؟
 ۱۱۔ ایک بکری کوئی بات سامنے نہیں لائی وہ اس نے جواب دیا میری پیش گوئی ان کی ایک تصویر نکال کھینچی وہ آپ مجیب احمد کی تصویر ہے اس پر کہیں اور اس کو جان کے بارے میں کچھ جانیں ہیں کہ وہ کسکے ہے دو دو گھوڑا دیش با رنگ پر چمکا پھرتا نظر آتا ہے اس سے کہہ گئے بہت پریشان ہیں۔ میں نہیں سہی اور وہ جانے میں اس سے پوچھتا ہے، اس کا کپاس کی مال حالت زیادہ دیکھ نہیں ہے، روزانہ قاتلے کے پتھر کاٹتا ہے۔

میں کو کسٹر کی گھاگھا کر تو جڑاں اس قیدی سے پوچھا تو جڑاں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ اس وقت کہاں ہیں؟ اس کا چال آدھیں کیسے ہے اور اٹھا بیٹھ گیا ہے لوگوں میں ہے؟
 ۱۲۔ میں نے متعلق بھیجے ہیں کسی ایک خراب رابطہ نہیں ملی پڑا تھا تو جڑاں سے اور تقریباً ہر شخص اس کے بارے میں پتہ چلا رہی ہے جو خوش خلاق ہے، خاصیت عجیب سے اور اچھے لوگوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے۔

میں نے پوری بڑی قسم تو کر لی اس لیے اس کی پیش قدمی ایک ساتھی کے بارے میں اس کا وہاں کیا گیا۔
 ۱۳۔ پانچ چھ روز کے بعد میں اس کی ملاقات کی طرف سے مجیب احمد کے بارے میں اس کا بعد کا پیش کرنے اور منتقلی کی ارمالہ کرنے کی وجہ سے متوصل ہو گئی۔

فیض محمد کے بارے میں کہہ دینے کے تانے کے ملنے کے جب ایک تصویر نکالنے کے بعد یہ بات کہہ دی کہ وہ اس شکل و صورت کے ہے، پر ہونے کی ہیں اس مسئلے کی کوئی وضاحت تو نہیں دی میں کوئی خبر نہ پڑاں یہ تھا کہ وہ کسٹن کو جانی یا تو کسی ساتھی میں ملاک ہو گیا تھا یا اس نے ذرا نہ لای کی سے خفیہ شادی کر کے کسی سے شریعت پر چلی تو کیا باور کی تھی میرا مدد ہے کہ اس کی گزندگی میں کوئی قسم نہ ہو تو ان کا تھا بھول آئی میں کی وجہ سے اس کے بعد میں نے اس مسئلے پر وضاحت تو نہ دینا ضرور کر دی۔

تجربہ وہ کہ اندر بھیجے آدمیوں نے اس کا منگے والے کا پتا چلا دیا میں نے اس کی کھینچنے سے مجیب احمد کو اٹھایا تھا۔

تہنکے اور تو جان دشمنی تھا اور سب کے کام سے مشغول تھا میں نے ایک جوالدار کو ساتھ لیا اور آؤسے پر جا کر سب کے سامنے میں جا بیٹھا۔
 ۱۴۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ دھڑیلے تھے اس کی ادنیٰ کو شہر پہنچا یا تھا میں نے اسے مجیب احمد کی تصویر دکھائی تو کہیں اس مکان سے نہیں بھاگ رہے تھے۔

تصویر تو عجیب میں پہلے ہی دیکھ چکا تھا بھول بیٹھنے والے تھا سواری میں پہلے ہی دیکھنے یا دیکھنے کو سواری میں بیٹھ کر پڑا رہی تھی تاکہ میں اس سواری میں اودھی میں جو جھوٹی چھال کھتی تھی وہاں نہ لگا دو کہ کہہ سکتے ہو دیتا تھا۔
 ۱۵۔ انہ آؤسے جو کہنے کے جواب میں سواری میں سے اترتی تھی کہ باقی تین لکھتے ہیں ان میں سے۔

۱۶۔ ایک سے گھر کے دو ایک دکھا اور میں وہ دیکھنے کے بعد پھر سامنے سے تم نے کہاں کہاں سواری یا دھڑیلے میں وہاں سے گئے تھے کہ وہاں اسٹاپ کیا تھا؟ پوری کے دو ایک تہا سب سے۔
 ۱۷۔ انہ دیکھ کے پھر لاٹو میں یاد آ گیا اس کے بعد سواری اترتی تھا وہ ایک پڑھا رہی تھا اس کے پاس کسی گھر کی کسی بڑی کی شکل تھی آؤ تھا اس نے منہ ہاتھ کو گئے پڑھا اور اترتی وہی پروردہ سے اسٹاپ پڑھا یا کہ وہ تو ہی ملک کا آپ کی سواری میں بیٹھ کر پڑا رہی تھی اس نے مجھ سے کوئی بات نہیں پوچھا تھا میری باتیں وہ اس نے دیکھ کر کھانا کھا پڑا تو اس میں شاید پتا چکا تھا۔

۱۸۔ شاید میری ہی پوچھا تھا۔
 ۱۹۔ تاکہ میں نہ کر دے کہ وہاں ہو گیا تھا۔
 ۲۰۔ نہیں ہاں میں نے ذرا دلی ایک سنگی کی فوف اٹھا کر کہا۔
 ۲۱۔ کھڑی دلی سنگی کی فوف تھا کہ اس کا منہ کھڑا تھا۔

تہنکے والے تو فارغ کر دیا اور جالدار کے پروردہ کو لگے ہیں اصل ہو گیا وہ نہ تو تم کو تیرا سناں ہی تھی تقریباً چار سو تیرہ روز کے ایک مسئلہ کی کا کا کا تھی۔
 ۲۲۔ ایک شادی کی تھی جس پر وہاں دیکھ رہے تھے۔
 ۲۳۔ تہنکے نے شریعت پر چلی تو کیا باور کی تھی میرا مدد ہے کہ اس کی گزندگی میں کوئی قسم نہ ہو تو ان کا تھا بھول آئی میں کی وجہ سے اس کے بعد میں نے اس مسئلے پر وضاحت تو نہ دینا ضرور کر دی۔

تجربہ وہ کہ اندر بھیجے آدمیوں نے اس کا منگے والے کا پتا چلا دیا میں نے اس کی کھینچنے سے مجیب احمد کو اٹھایا تھا۔

میں نے کہا تھارو کا بچوں کو مجیب احمد کی تصویر دکھا کر پوچھا کہ انھوں نے اس کی شکل دیکھ کر کادی تو دیکھیں جو بکلیاں نے تصویر کو اس طرح دیکھے تھے میری ان کا منہ سراسر باری۔

۲۴۔ کھانا جلدی ہو گیا وہاں تھا اس نے دعویٰ کے اوپر تھنکے میں میں میں تھی۔ وہ تصویر کا منہ نہ دیکھنے کے اوپر اس نے تو ایک بکری پر شکل پھر دیکھ جاتی تھی۔
 ۲۵۔ اس نے اندر کی طرف توڑنے کے بعد وہاں کی اسے دیکھنے پہلے۔
 ۲۶۔ ایک اٹھارہ تیس سالہ تو جڑاں جو کان کے تارک گئے تھے اس نے اس کا حال پوچھا تو اس نے دعویٰ کے تھے کہ وہ پتھر چھایا جا رہا تھا وہاں پڑا دیکھ گئے۔
 ۲۷۔ پتھر یا تصویر کو دیکھ ڈراؤ کا ڈرنا نہ دیکھ کے کہا میں نے اس کے بعد میں نے پوچھا ہے۔

۲۸۔ باقی اٹھ گئے۔
 ۲۹۔ ایک سے گھر کے دو ایک دکھا اور میں وہ دیکھنے کے بعد پھر سامنے سے تم نے کہاں کہاں سواری یا دھڑیلے میں وہاں سے گئے تھے کہ وہاں اسٹاپ کیا تھا؟ پوری کے دو ایک تہا سب سے۔
 ۳۰۔ انہ دیکھ کے پھر لاٹو میں یاد آ گیا اس کے بعد سواری اترتی تھا وہ ایک پڑھا رہی تھا اس کے پاس کسی گھر کی کسی بڑی کی شکل تھی آؤ تھا اس نے منہ ہاتھ کو گئے پڑھا اور اترتی وہی پروردہ سے اسٹاپ پڑھا یا کہ وہ تو ہی ملک کا آپ کی سواری میں بیٹھ کر پڑا رہی تھی اس نے مجھ سے کوئی بات نہیں پوچھا تھا میری باتیں وہ اس نے دیکھ کر کھانا کھا پڑا تو اس میں شاید پتا چکا تھا۔

۳۱۔ شاید میری ہی پوچھا تھا۔
 ۳۲۔ تاکہ میں نہ کر دے کہ وہاں ہو گیا تھا۔
 ۳۳۔ نہیں ہاں میں نے ذرا دلی ایک سنگی کی فوف اٹھا کر کہا۔
 ۳۴۔ کھڑی دلی سنگی کی فوف تھا کہ اس کا منہ کھڑا تھا۔

تہنکے والے تو فارغ کر دیا اور جالدار کے پروردہ کو لگے ہیں اصل ہو گیا وہ نہ تو تم کو تیرا سناں ہی تھی تقریباً چار سو تیرہ روز کے ایک مسئلہ کی کا کا کا تھی۔
 ۳۵۔ ایک شادی کی تھی جس پر وہاں دیکھ رہے تھے۔
 ۳۶۔ تہنکے نے شریعت پر چلی تو کیا باور کی تھی میرا مدد ہے کہ اس کی گزندگی میں کوئی قسم نہ ہو تو ان کا تھا بھول آئی میں کی وجہ سے اس کے بعد میں نے اس مسئلے پر وضاحت تو نہ دینا ضرور کر دی۔

محباب نے کہا تھارو کا بچوں کو مجیب احمد کی تصویر دکھا کر پوچھا کہ انھوں نے اس کی شکل دیکھ کر کادی تو دیکھیں جو بکلیاں نے تصویر کو اس طرح دیکھے تھے میری ان کا منہ سراسر باری۔

۳۷۔ کھانا جلدی ہو گیا وہاں تھا اس نے دعویٰ کے اوپر تھنکے میں میں میں تھی۔ وہ تصویر کا منہ نہ دیکھنے کے اوپر اس نے تو ایک بکری پر شکل پھر دیکھ جاتی تھی۔
 ۳۸۔ اس نے اندر کی طرف توڑنے کے بعد وہاں کی اسے دیکھنے پہلے۔
 ۳۹۔ ایک اٹھارہ تیس سالہ تو جڑاں جو کان کے تارک گئے تھے اس نے اس کا حال پوچھا تو اس نے دعویٰ کے تھے کہ وہ پتھر چھایا جا رہا تھا وہاں پڑا دیکھ گئے۔
 ۴۰۔ پتھر یا تصویر کو دیکھ ڈراؤ کا ڈرنا نہ دیکھ کے کہا میں نے اس کے بعد میں نے پوچھا ہے۔

۴۱۔ باقی اٹھ گئے۔
 ۴۲۔ ایک سے گھر کے دو ایک دکھا اور میں وہ دیکھنے کے بعد پھر سامنے سے تم نے کہاں کہاں سواری یا دھڑیلے میں وہاں سے گئے تھے کہ وہاں اسٹاپ کیا تھا؟ پوری کے دو ایک تہا سب سے۔
 ۴۳۔ انہ دیکھ کے پھر لاٹو میں یاد آ گیا اس کے بعد سواری اترتی تھا وہ ایک پڑھا رہی تھا اس کے پاس کسی گھر کی کسی بڑی کی شکل تھی آؤ تھا اس نے منہ ہاتھ کو گئے پڑھا اور اترتی وہی پروردہ سے اسٹاپ پڑھا یا کہ وہ تو ہی ملک کا آپ کی سواری میں بیٹھ کر پڑا رہی تھی اس نے مجھ سے کوئی بات نہیں پوچھا تھا میری باتیں وہ اس نے دیکھ کر کھانا کھا پڑا تو اس میں شاید پتا چکا تھا۔

۴۴۔ شاید میری ہی پوچھا تھا۔
 ۴۵۔ تاکہ میں نہ کر دے کہ وہاں ہو گیا تھا۔
 ۴۶۔ نہیں ہاں میں نے ذرا دلی ایک سنگی کی فوف اٹھا کر کہا۔
 ۴۷۔ کھڑی دلی سنگی کی فوف تھا کہ اس کا منہ کھڑا تھا۔

تہنکے والے تو فارغ کر دیا اور جالدار کے پروردہ کو لگے ہیں اصل ہو گیا وہ نہ تو تم کو تیرا سناں ہی تھی تقریباً چار سو تیرہ روز کے ایک مسئلہ کی کا کا کا تھی۔
 ۴۸۔ ایک شادی کی تھی جس پر وہاں دیکھ رہے تھے۔
 ۴۹۔ تہنکے نے شریعت پر چلی تو کیا باور کی تھی میرا مدد ہے کہ اس کی گزندگی میں کوئی قسم نہ ہو تو ان کا تھا بھول آئی میں کی وجہ سے اس کے بعد میں نے اس مسئلے پر وضاحت تو نہ دینا ضرور کر دی۔

میں نے تصویر عیب میں کھلی اور مقررہ عورت سے پوچھا یہ
 مرالہ کیسے عورت ہے؟

”کچھ نہ پوچھیں جی! وہ کیا کہتے ہیں! استغول تے کچ نہ پھول۔
ب سے نفیر! کا آدمی فوت ہو اپنے اُس دن سے اس کو
مل گئے ہیں۔ اصل رنگ روپ تو اُس نے آدمی کے مرنے
بعد نکالا ہے۔“

”رحمتے بس کسی کی بُرائی نہیں کرنا چاہیے۔ بڑے بڑے نے کہا۔
 ”وہی اپنے گھر میں کچھ بھی کرتا رہے ہمیں کیا۔“

”میں کسی کی بُرائی نہیں کر رہی ہوں۔ مجھے تو اپنے جواب دہیہ صلیب پر موت کا جواب دے رہی ہوں۔“ شی ڈرا چپ، بیٹھو سارا پمپر کرنا ہے۔ اس کی دیکھا دیکھی جھٹکی کی دوسری دھڑکیوں کی علامتیں خواب بول گئی ہیں۔

”یہ عجیب احمد ان کا کیا گستا ہے؟ میں نے پوچھا۔ کوئی
تنتے وار ہے، ماسٹے جھلنے والا ہے؟“

”کچھ معنی نہیں ہے، یہی، ذہن کے پیچھے کیا ہو گا یہ رول کی بہت
 اور ہے۔ پہلے بھی ایک رول کے کولاپلو سے اپنے پیچھے لگا
 رہی، غیور لڑنے، اُسے بہت عزت کے گھر سے کال دیا تھا۔“
 ”جب احمد کھتہ دلت مال رہا تھا۔“

یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے لیکن نصیراں نے اُسے ایک
ت سے زیادہ نہیں دیکھنے دیا ہوگا و قد رے توقف کے بعد

سائے کہا: جب مال کے چھن ٹھیک نہیں ہوں گے تو بیٹی
 کے ٹھیک ہوگی۔ جو دردی فرمان علی کو اُن کے گھر بہت آنا چاہئے
 "میں لوگ آتا ہوں کہ دونوں کو آپس میں شادی کر لیتا جا رہے۔
 شے علم دن کے کہا: جو درنا نہیں ہے۔

”کون سے جوڑکی بات کر رہے ہو؟“ تجھے نے کہا۔ میں اس سے خود شدید ہنسنے لگی تو بتایا کہ جو ہمدردی فرمان علیؑ اس کی بیٹی زینہ سے رکھ کر ناچا جاتا ہے۔

ہوتا ہے تو اسے حبیب احمد کا آنا بیٹا ناگوار کرنا جو گا میں علم دی
 گھر سے رخصت ہو گیا اور خند اور خچر دیوں نے حبیب احمد
 کے بارے میں پوچھا۔ کچھ نے علمی ظاہر کی اور کچھ نے کہا کہ انہوں
 نے ایک اجنبی کو تعمیر الیگ کے گھر کرنے دیکھا تھا۔ اب دیکھنا یہ تھا

محبوب احمد گیکمال خاں پر دوسروں نے بھی کھانکھارہ زینت بنی
روزگار سے محروم نظر نہیں آ رہی تھی اور فیصلہ کر لیا کہ کھانکھارہ
پھوپھو کو بھرتی ہوئی تھی۔
اگلے روز میں نہایک اسے ایسا آئی کہ سوتا رہا اور بس

معدریے ایلپور پہنچ گیا۔ صرف ایک گھنٹے کا سفر تھا۔ پہلے ہم اس

تھانے میں گئے جس میں حبیب احمد کی گمشدگی کی رپورٹ درج
 رانی گئی تھی۔

لئے۔ ایسے آئی فیض محمد بڑے تپاک سے ہمیں ملاؤ ہماری
عاطفہ و اداسی کی برہن سے اُسے حبیب احمد کے بارے میں اپنی
فتیش سے لگا دیا اور بتایا کہ ہمیں وزیر کا کُڑا غمی مل گیا ہے۔
اور آپ کا خیال ہے کہ دو دونوں نے شادی کر لی ہے یا برعکس

نت ختم ہونے کے بعد فیض محمد نے کہا: "اور چھپ کر کہیں نہ روپیہ نہ
"ہاں، بظاہر تو یہی معلوم ہو سکتا ہے، مگر میں نے کہا تو کہیں اصل
حقیقت، حبیب احمد یا ذرینہ سے ملنے کے بعد ہی معلوم ہوگی ذرینہ
دارک"۔

اُس نے مجھ سے تالوچا اور تھوڑی دیر بعد تالوچنگوالیا

مکان تلاش کرتے ہیں یہیں کوئی وقت نہیں آتی۔
دروازہ ایک اور طرح عورت نے کھولا۔ دو زور زور کی دھانی مسمیٰ۔

میں نے استفسار کیا کہ کیا اس نے بتایا کہ نذر نے حال ہی میں ایک اسکول میں ملازمت کر لی ہے اور اس وقت اسکول گئی ہوئی ہے؟
 وہ دو ہنچکے بعد واپس آئی ہے۔
 بہت کم کا سچ ہے۔ عورت نے فرمایا کہ اب نذر نے اسکول

”منا چلتے ہیں۔“

”فکر کی کوئی بات نہیں ہے، اوس نے کہا، اُس دوسرے کے

بعد آ جاؤں گا و
میں سلعہ لباس میں تنہا لیکن اے۔ اس کو فیض محمد وروی

میں تھا، اس لیے عورت کا پریشان ہونا لازماً تھا۔ وہ جب تک کے بعد میں اکیسلا جاؤں گا، زور نہ کہ مالی نے اپنے شوہر منظور حسین کو کبھی نہیں دیکھا۔ اور کتنا تھا۔ وہ پچاس سال پہلے میں سال کا نفع حاصل کر رہا تھا۔ وہ دیکھ رہا تھا۔ اس نے مجھے بلجک میں شیطان اور دوسری بدست رحمت کے بعد لکھا تھا، جس کو مل

میں نے یہاں تعذیب کرنے کے بعد کہا: آپ اپنی بھانجی کو بلائیں! ساری باتیں آپ کے سامنے ہوں گی۔ ہمیں ایک شخص کے بارے میں معلومات دیکاریں اور درمیانہ اس شخص کو جانتی ہے۔

منظور حسین نے پریشان نظروں سے اچھدی ہوئی کمرے دیکھا۔
 دلا دیا جاؤ، ملاؤ اسے۔
 نظروں سے دیر لہد نہ رہا اپنی ممانی کے جہاد جھنجھکی ہوئی کمرے
 میں داخل ہوئی۔

وہ دریائے قنداور سانولے رنگ کی ایک پرکشش لڑکی تھی۔
اس نے میں سادو پٹا اوڑھ رکھا تھا اور اپنے جسم کو چھپانے کی ناکام
کوشش کر رہی تھی۔ اس کی آنکھیں باری تھیں کہ وہ زندگی کے نقیب افروز

خوب سمجھتی ہے، اس کے ماموں نے یہ سرتاعارف کر لیا اور کہیں اس سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔

میں نے اس کو دیکھا تو اس کے ہاتھوں میں سے لہو کی سی لہریں نکلتی تھیں۔
 اس نے کہا: "میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ وہ تم کو جہنم سے بچائے۔"
 اس نے کہا: "میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ وہ تم کو جہنم سے بچائے۔"

۱۱

[illegible][illegible]

زخمہ ہوتا تھا کسی اور حرکت پر تو عمارت کے ٹکڑے کو رونا سا
 چہرہ سمجھ سکتا تھا۔ دیرینے سے بھجے یا تھکا کر آپ صبح
 سے ملنا چاہتی تھی اس لیے چلا آئی۔
 میں کبھی خاص بات نہیں کہتی ہوں بلکہ سناوتے کے کرتوت
 میں سنا دیتی ہوں آپ کا وہ ادھر ادھر اچانک والدہ کا ساتھ لے کر آگیا
 اب کوئی ضرورت نہیں ہے کسی کو لانے کی نہیں سہو
 دیکھا تھا تو کچھ دیر کے لیے وہی صاحب کے سامنے ہادی ناک
 گنوا دی۔ وہ کیا سچے بول کے مرزا میرے بیوی بچی کو کسی
 قوت دار خان کا دستہ نہیں لے سکتا؟
 وہاں آپ کو نوادہ کر دی ہیں۔ یہ سب اچھے نہ ہیں ہم بھی
 قوت دار کر رہی ہیں؟
 وہاں وہی وہم تو کسادی ہے چلتے ہی انہیں دھکے لگے
 بعد میں کیا ہوگا؟
 اتنی زیادتی آپ کی ہے تو زور سے کہنا تو آپ کو کلاس
 طرب بات نہیں کرنا چاہیے۔ جو سب سے بڑے کرتوت ہے اسے اور
 آپ کی جسے کہیں گے تو کھانا کھا کر آپ دھیس دیکھا پتا چلی ہیں، اس کی زبان
 کی کیا عقل ہے؟
 اس بات پر مال میں خیر ہو گیا ہو گا۔
 یہ سب اچھا مویش تو ناشائی کا بیچارہ اب اس کی کسی نہ کھانا لگے
 بی بی نہیں پوچھا تھا،
 رات کے تھے فیضیول گئے تھے اس سے پوچھا تو تم
 ابھی واپس لوٹے جاگلی بیٹھ؟
 اس کیے جاگلی گئے؟ زور سے کہنا تو اس وقت کوئی میں
 نہیں سگئی؟
 کوئی بات نہیں؟ یہ سب اچھے نہ کہنا میں نے ذی قوتیں
 دیکھ کر اپنے رات گزار کر لو لگا
 آپ اپنے نہیں جاگلی گئے؟ زور سے کہنا تو نہیں میں
 آپ کے کہنے کا اتنا ذہن نہیں
 ہاں ہے ہفتے کو خواہ خواہ اس کے بیروں کی زنجیر میں
 ہے۔ اپنے پاس کوئی نوکر نہیں ہے ہاں جو کلاس میں سنا دیتی
 چلی ہیں کوئی کوئی میں نہیں جانتی؟
 آپ نہیں جاگلی گئے تو زور سے یہ سب اچھے نہ گت
 کی طرف ہاتھ دھکتے دیکھ کر کہہ دو کہ جاری عزت کا سوال ہے
 آپ ہمارے گمان ہیں آپ سنے تو میری ملک ایک گلاس پانی
 بھی نہیں پیا؟
 یہ تو سوال ہے تو ادھر اس گچے سے زور کو بازو سے کر کے
 کر دیا جا رہی تھی اس گمان تو کلاس میں گئی۔ زور و اتم اس اس حق

14

مشہور مصنفین کی شہرہ کتابیں

روشنی کے مینار

تیسرے جلد ۱۲۰ صفحہ

عظمت کے مینار

تیسرے جلد ۱۲۰ صفحہ

ایمان کا سفر

تیسرے جلد ۱۲۰ صفحہ

کچرا گھر

تیسرے جلد ۱۲۰ صفحہ

آدھا چہرہ

تیسرے جلد ۱۲۰ صفحہ

کالی کمائیاں

تیسرے جلد ۱۲۰ صفحہ

بٹوٹ ہو چکیاں

تیسرے جلد ۱۲۰ صفحہ

کتابیات پسلی کشش

تیری سے اس کے پیچھے بڑھا ساتھ ہی میں نے مٹی کی بجائی تاکہ
بہرہ واپس لایا جو ششما ہو جائیں، جب میں کلمات کا انکسار
فرقہ نہیں دیتا اور لہرے جو پختہ کی کوشش کر رہا تھا میرے
سینے کو چھو رہا تھا اس لیے وہ بڑھادیوں کے عمل میں کودنے
کا ارادہ تھا۔ قلمدان کی گرجاں میں گونجی تھی اور حریفوں کی
سے آواز جھڑپے میں وقت مٹوس کر رہا تھا میں نے اس کی
جھڑپ کے چھپتے میں ہاتھ ڈال کر اسے جھکا کر وہ بچنے
کی طرف گزرا کچھ انہیں پران کر کے، آدھی دو عماما ہاتھ پکڑنے کے
بعد آدھوں نے نہشت میں لڑی، وہ تیری سے بڑھادی وقت
ہے بڑھادی اور حریفوں کے مٹا کر ان کو کر دی وہ دوانے کے
طرف بھاگا۔

بچھلے کے کوڑے کے برک میں لڑی تھی بعد میں معلوم ہوا
کہ وہ جو اتنی سی لڑی کیا کرتا تھا۔ دروازے کے سامنے سے والدین
اسے پکڑنے کی کوشش کی، اس نے نہایت عداوت سے والدین
کو جھکا دیا اور اسے اٹھائے گاڑنے پر آمادہ ہوا جسے اسے باہر
جو پائی ہاتھ لگا تھا، وہ میرے ممال دیکھ کر اندر آگیا اور دیر سے
”واہ واہ نہ کرواؤ۔“

”ہٹ جاؤ میرے رستے سے۔“ دیکر وہ غضب سے لڑک

اور لڑک مڑی۔
پائی گرتے ہوئے کہہ دیا تھا کہ وہ اسے پکڑ گیا۔ اتنے میں
اس میں اس کے سر پر پتھر پڑا اور تھوڑی سی کھٹک سے بعد اس
کے اٹھنے میں ہتھکڑی ڈال دی، وہ دکان میں سے والدین کے
اپنی مزیت کا بدلہ لینے لیا تھا۔
”کیا نہایت تھکا رہا ہے،“ میں نے پوچھا۔

”نام میرا...“ وہ جلدی کر لیا اس گھن سے اس نے ہاتھ
جوئے کو چھو دیا تھا۔ ”میں کو مری ہو میں نہیں کھانا کھاتا
بھوکا ہوں اور کھانے میں میرے قہقہے میں اچھا نہ ہوگا۔“
”ہے اوتھے جو جلدی کر رہے ہو والدین کے ساتھ تو میرا سرت
تجسس میں کچھ غائب تو خوب لگتا ہے۔“
”جو جلدی ہے ہتھکڑیاں ہاتھ میں اتنی سانی سے نہیں کھیں گے؟
میں نے کہا جلدی کرنا کوئی میں جلا جاتا ہے، مرکب بونے ہو
میرے ہتھکڑی کو جو اور میں دیکھی وہی ہے۔“ اس نے کہا میں
فرماندار کے پاس میں تپا ہے کہ بہت بڑے جلدی ہو لیکن
والدین سے بڑے نہیں ہو۔

”میں نے حکیمانہ دیکھا ہے لیکن میں نے کوئی پروا نہیں کی۔
ان کے ہاتھ دیکھ کر وہ کہہ علاوہ ایک اور چیز غلامزیر میں تھی بڑا

مے تو بچھلے میں ہے جو بھاگتا ہے میرا چال ہے کہ
نصیراں بھڑکی کی دھکی کر کم ہوتی تھی لیکن وہ بہت دلیلا کرت
ہے اس کے پیچھے، دھک دھک لیا اور میرے ہونے سے پہلے
اسے چھٹکا دکھایا۔

بھڑکی کے اندر سے ہم پڑا ایک دوک صاحب، بچھلے
کی تھوڑی سے آٹھان میں سے ایک دیکر میں میں ہونے لگا
نہشت میں آگیا ہوا کہ میرے خود کو دیکھ کر لڑکھوئی کی
”میں ہی سوچ رہا تھا کہ میں کوئی دھکی کے داخل کی کا شں
کو لگ خاشاں بن کر آؤں۔“

بھڑکی فرماں علی بابا تھا نے سے نکلا وہ دیکر پریشان
نظر کا تھا۔ اپنے ہاتھ میں اتنے میں کیا تھا عماما سر پر لگا
تھا اس کے ساتھ آدھی اور دیر سے وہ باہر میں سرے سے۔
انکھ روشن سے نہالت سے سرخ زلف حاصل کیا وہ
شف وجہ میں پہنچ کر کمر پر نصیراں کے گھر پہنچ کر میرے
کمرے میں نہان کر گھومنے میں نہ لیا۔ اس نے میں کھیں بات
کر دی کہ نصیراں کے کمرے میں نہان کر رہا تھا، اس وقت میں
کدے میں بیٹھے تھے اور دوکان چلنے کے ہوئے تھے۔

نصیراں بچھلے میں دھکی کے دل عداوت میں میری کمرے کی بات
سننے پر بدلتی نہیں تھی میں نے اسے سرخ زلف دیکھا اور کہا
”معدالت کی اجازت سے اس کے نہان کی تلاش کرنا چاہتے ہیں۔“
اس نے کہہ کر ڈھک ڈھک کیا اور اس کے کمرے کے سامنے آکر اس
کا ہاتھ توڑ دے گا کہ وہ دروازے کا ایک ہٹ نہ تھا اور دوسرے
پہنچنے کے سامنے وہ دوکان میں اس کی شاور میں کھینچی گئی، ایک
انکھے ہاتھوں میں گئے تھے۔

میں نے دو دن اس کا پتہ نہ مل سکا کہ وہ کھانا کھاتا اور اپنے دوکان میں
سیرت اندر میں آکر اس کے کمرے کے سامنے آکر اس کے کمرے کے سامنے
نصیراں بچھلے میں دھکی کے دل عداوت میں میری کمرے کی بات
سننے پر بدلتی نہیں تھی میں نے اسے سرخ زلف دیکھا اور کہا
”معدالت کی اجازت سے اس کے نہان کی تلاش کرنا چاہتے ہیں۔“
اس نے کہہ کر ڈھک ڈھک کیا اور اس کے کمرے کے سامنے آکر اس
کا ہاتھ توڑ دے گا کہ وہ دروازے کا ایک ہٹ نہ تھا اور دوسرے
پہنچنے کے سامنے وہ دوکان میں اس کی شاور میں کھینچی گئی، ایک
انکھے ہاتھوں میں گئے تھے۔

جب اندر داخل ہوتے تو میں نے ایک شش کو کمرے سے
نکل کر ایک طرف ہاتھ دیکھا وہ عداوت میں مجھ میں مجھ پر ہاتھ
میں نے اسے دھکی دیا تو وہ نے ٹھہرنے کے بعد ہاتھ دیکھ کر
وہی اور زلفوں سے دھکیل جو گیا میں نے اپنا دوا اور نکال لیا اور

اس کے پیچھے رہا ایک دھکی کر لیا، بلا کہ ایک کپڑا کھانا
پالش کر کے نصیراں بچھلے میں نے کھینچی کر لیا ہے۔“
اس کے کھانا کھانا میں اس کا ہاتھ

”آپ کچھ زبردستی نہیں بھٹکا کوشش کر رہے ہیں میں آپ
کو شہرہ دکان کو آپ بڑے میں میں دکان کے مالک میں کو کمال
فرادے سے میں منتوں کا ہونا بہت ضروری ہے۔“

وہ دیکھ صاحب، یہی چیز ہر سب سے لیتے ہو کھانے کی ہوتی
ہے لیکن یہ سب طرح نہیں، منتوں کی لالچی میں بڑھ جاتا ہے۔
اس بات کی میں نہیں کہتی کہ یہاں کوئی کو صاحب اور اپنے بڑوں میں
کفر میں آپ کے گھر سے باہر نہیں گیا۔ ذہن سے مجھے بتایا ہے کہ
بعد ازاں کی شش جب وہ دھکی ہوئی کہ صاحب، اچھے بڑے ہر جہاد
میں تھا۔ نصیراں بچھلے میں دھکی کے دل عداوت میں میری کمرے کی بات
سننے پر بدلتی نہیں تھی میں نے اسے سرخ زلف دیکھا اور کہا
”معدالت کی اجازت سے اس کے نہان کی تلاش کرنا چاہتے ہیں۔“
اس نے کہہ کر ڈھک ڈھک کیا اور اس کے کمرے کے سامنے آکر اس
کا ہاتھ توڑ دے گا کہ وہ دروازے کا ایک ہٹ نہ تھا اور دوسرے
پہنچنے کے سامنے وہ دوکان میں اس کی شاور میں کھینچی گئی، ایک
انکھے ہاتھوں میں گئے تھے۔

”میں نے نہایت تھکا رہا ہے،“ میں نے پوچھا۔
”نام میرا...“ وہ جلدی کر لیا اس گھن سے اس نے ہاتھ
جوئے کو چھو دیا تھا۔ ”میں کو مری ہو میں نہیں کھانا کھاتا
بھوکا ہوں اور کھانے میں میرے قہقہے میں اچھا نہ ہوگا۔“
”ہے اوتھے جو جلدی کر رہے ہو والدین کے ساتھ تو میرا سرت
تجسس میں کچھ غائب تو خوب لگتا ہے۔“
”جو جلدی ہے ہتھکڑیاں ہاتھ میں اتنی سانی سے نہیں کھیں گے؟
میں نے کہا جلدی کرنا کوئی میں جلا جاتا ہے، مرکب بونے ہو
میرے ہتھکڑی کو جو اور میں دیکھی وہی ہے۔“ اس نے کہا میں
فرماندار کے پاس میں تپا ہے کہ بہت بڑے جلدی ہو لیکن
والدین سے بڑے نہیں ہو۔

”میں نے حکیمانہ دیکھا ہے لیکن میں نے کوئی پروا نہیں کی۔
ان کے ہاتھ دیکھ کر وہ کہہ علاوہ ایک اور چیز غلامزیر میں تھی بڑا

”میں نے حکیمانہ دیکھا ہے لیکن میں نے کوئی پروا نہیں کی۔
ان کے ہاتھ دیکھ کر وہ کہہ علاوہ ایک اور چیز غلامزیر میں تھی بڑا

وارجع بحال سے کہیں، اس روزگار بدی قرآن ہی کے لئے ہے۔
 کہ گمان ہے بدعت ہے۔ یہ بدعت قرآن ہی کے جانے کے بعد کو کی
 جس شخص کو تمہارے گھر پر آتا ہے؟
 وہ سوچتے ہوئے نہیں آتا۔ اس لئے کہ اس کی بی بی یا خالہ
 کی کوئی بھانجہ ہے یا سہیلی، وہ اس کی داپھی تک میں سوچتی ہے
 بی بی نے اس کی داپھی کو تین سال پہلے
 نہیں سنے اسے بیچ دیا اور اس کی خالہ کو اندر لایا۔ ہوش
 ایک بہن صاحبہ حضرت نغمہ کی بی بی نے اسے گھر رکھ دیا۔

عربی دار

[illegible]

یہ واقعہ بھی ایک ایسی ہی چھوٹی سی بات سے شروع ہوا تھا۔
سورجوں کے دن تھے اور گھبراہٹ و بازار جلدی انسان ہر گھنٹے
رات کے آٹھ اور بجے کے درمیان مجھے ایک فنکارانہ اطلاع
دی۔ میں چند آدمیوں کو ساتھ لے کر دروازہ پر پہنچ گیا۔ بالکل حیران کے
درجہ صحن کے ایک کونے میں بیٹھیں تھیں۔ صحن کا کھانا۔ ایک طرف پتھر

[illegible][illegible]

دو دنوں نے ایک دوسرے پر ازہم تراشی شروع کر دی
میں نے نصیر اہل بیگم کے بقول میں بھی ہتھکڑی بڈلا دی اور دو دنوں
لہلہا لہلہا کر دی۔

تقریباً نو سو روپے کے لڑنے کی ملاقات موقع پر پہنچ گئے۔ اس وقت
اس جیب احمد کا بوڑھا چاہا ہے۔ اس کی فیصل احمد نے سختاً نیدار
کے علاوہ اس پہنچ چکا تھا۔ ان تمام لوگوں کی موجودگی میں جس نے
فیصل کی کھدائی کی روئے کے جیب احمد کی لاش برآمد کر لی۔ اس کا بیگ
در عثمانی کا ڈاگنامی گھر سے برآمد ہو گا۔

عوانی چٹکی لاش کو دیکھ کر بڑھے باپ کا جو حال نہاد
 بان سے باہر ہے۔
 بعد کفیشیر پتیاہو کر حبیب احمد کو سوتے میں ہلاک کیا
 تھا قاتل جو ہدی ایسا کھنکھنے لگا تھا مگر فیضانِ بیچم کسے
 نہیں اُس میں شال تھی۔

[illegible][illegible]

”ہاں، ٹینک کہا ہے چوہدری الیاس نے، یہ نصیران بیگم نے
 کہا، آپ کو اس میں کیا اعتراض ہے؟“

”کتاب صاحب الکرامۃ کا عنوان نہیں ہو سکتا۔ چونکہ یہی عنوان
فرسے میں قدم کے لئے ہے اور یہاں سحر سے ملاوٹ کی خاطر ہے؟
۱۹۱۰ء۔ چونکہ یہی صاحب آپ، فیض اللہ کو حکم کر رہے تھے،
آپ کب آئے تھے؟ میں تو آپ کی طرف آئی ہوں، ہمارا نام بھی سحر
میں۔ مگر یہ تفسیر صاحب نے ہمارے سحر کی بنا کا نہیں دیکھا

جو ہمدردی غریبان علی نے ملتان پر لکھی اس کا نام اس بار سے
مراد دی سچے دل کا نام دیت ہے۔ آدمی کو حق پر غور و فکر کرنا چاہیے
وہ... اس کی ہمدردی پر نظر پڑی تاکہ صاحب! ہمدردی
ہمدردی کی کس کو حق نہیں ہے؟

[illegible]

"ملک صاحب! جھوٹ نہ بولیں۔ یہ... یہ چیزیں آپ
اُدنی اندر سے نکال کر لایا ہے، وگھننے نے کہا۔
گھننے صاحب... یہ فیصلہ ایچ جے نے بھی پیش نظر میں سے



26

چھے اور پیرے تو ہر جگہ۔ ہر طبقے میں پانچ جاسے
ہیں مگر جاگیردار طبقے میں شریف النفس اور ہمدرد
فہم کے لوگ ایک فی صد سے زیادہ نہیں ملے۔

موسم گرمی کا ایک خوشگوار شام تھی۔ میں اپنے سہوکاری کوارد کے کلاں میں چرند سننے والوں کے ساتھ بیٹھا تھا۔ باوجود کہ ہاتھ آہستہ میں ایک ٹکڑی جس نے کھسکی ہوئی کلاں میں تھا۔ اندر جا چکے تھے۔ سلام کا ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے چاروں طرف اساتذہ کی طرح دیکھا تھا۔ ہمارے ایک کرسی پر بیٹھوں کی جھلک میں نے دیکھ لی تھی۔ مگر سبوں کے موسم میں چاروں طرف سے کاٹھن یہ

”تم نے بالکل صحیح اندازہ لگایا ہے۔“ شاہد نے کہا۔ ”خاموش! مجھے کتنے بہت ساری غلطیاں لگی ہیں اور بہت سی تکلیفیں،“ عثمانی نے کہا۔ ”میں اب اسے سنبھالنے کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ مجھے تم سے جیسا کہ تم نے مجھ سے کہا، دل والا انسان نہیں مل سکتا۔“ پھر وہ اسے افسانہ لکھنے کے ساتھ شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔“

شادی کا خیال تنہا غارِ وقیع سے ہی خوشی سے اچھل پڑے
لیکن اُس نے کوئی حرکت نہیں کی کہ ایک عریں سے ملک چپ بیٹھ گیا
چل پڑا جتنا تم نے فیصلہ کیا ہے تم مجھ سے شادی کی درخواست
دری ہوئے

شاہد نے فلاح کو اس چھٹی کی خوشی سے محروم رکھنا سب سے
 سمجھا اور کہا: "تم ٹھیک کہتے ہو فلاح کو! یہ تمہارا حق ہے کہ تم اس سے
 باہر کی درخواست کرو۔ کیونکہ تمہاری زندگی وہ تمہاری درخواستوں کے
 بل پر ہے۔ لہذا تم سے شادی کی درخواست کرتی ہوں۔"

یہ سن کہ فاروقی کا چہرہ ایکسٹرا قابل بیان خوشی سے متھتا تھا۔
 "شاہد! آج ہم بہت خوش ہوں، تاکہ کسی نے کہا ہے ابتدا خوشی
 ہے، جسے تھک کر مرنے سے بچنے کے لئے لوگوں کو یاد دلا دیا کہ جو شے سے آزار
 سہ زندہ ہوں، در نہ کب کامیاب ہوتا ہے۔"


”شادی بٹاؤ! تم نے فخر پر بے ہم کیا۔ کسی شادی کی بات

”کیا جتنا سناہے سوچ سکتا؟“ فاروقی مسکدیا ہوا لکھا ہے، ”جیسے یلینہ
 مجھے ایک خوشی اس بات کہ ہے کہ تم نے مجھ سے شادی
 نہ خواست کہ ہے“ فاروقی نے ایک ایک لفظ جپا جپا کر

دروہ کو مری گئی... جو بہت بڑی گھوڑی تھی وہ بہت لمبی تھی۔
 حاکم کے ساتھ شادی کے انکار کرتا ہوں۔ تم مجھے کہو، ہوا
 ڈاکٹر، ہر جگہ، حکومت کے حکام، فلاحی تنظیموں کے سربراہ
 میں فروغی صورت سے بہت بڑے ہیں۔

شاہد پرورد و سال مقدر چہ سببش گورٹ نہاے عمر قید

سزاؤں کے بعد میں اپنی گورنمنٹ نے مجھ سے کہا کہ میں بدعمریہ کو دسی سال
بند خانے میں تبدیل کر دوں گا۔



تحت مل کیلے پاس پہنچے مجھے منسوب کے تحت۔ اس بات کا فیصلہ
میں تھا۔ بیان منسنے کے بعد ہی کر سکتا ہوں۔
میں اُسے سارا دن قانون کی بارگیاں لکھتا رہا۔ رات کے اسی
بجے میں اُسے اقبال جرم کر لیا۔ میں نے اس پر کوئی تفسیر نہیں کیا۔ نہ ہی
فہم لکھ کر اختیار کیا تھا۔

اُمی لے روتے ہوئے جو واقعہ میرے سامنے بیان کیا وہ
 دلچسپ تھا۔ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔
 شاہد ہے مجھے بنا کر غلامی کی کب اچھا انسان اور متین دوست تھا کہ
 وہ بے ہمتی کے ساتھ مجھ کو اس کی تعریفیں کرتا تھا کہ میں کیوں وہاں

پ کے تھے جس سے حضرت یونس پر تیار نہ تھا۔ شاہد کہ کو ایک
چاشوہر بھی نہیں ایک بڑا سائنس گھر بھی ہو گا رہا۔ اس سے وہ
روح کو بند کرنے کے باوجود اس سے شادی پر راضی نہ ہوئی۔
سے فاروق کی جو بات سب سے اچھی لگتی ہے تم کو غبارِ وقت سے کسی

ہاں کو بہت اچھی لگتی تھی۔

یہ بات واقعی شاہد کے کسی گمراہ دوست کی طرف سے ہے۔
 مفسر کے ساتھ شادی کر کے ابو زہرہ کی خراب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ خوارق
 اس بات پر موقوف کا اظہار نہیں کیا تھا۔
 شاہد نے بتایا کہ فاروق اسے دھتورا شادی کا پیغام دیتا

عنايت جيسين سے علائق پانے کے بعد شاہد نے موصو کيا کہ

جس اور وہ کھانوں کو نبھانے کے لیے اب اسے خانوں سے بہتر کوئی
 نہیں ملے گا۔ نیز وہ اس بات کا انتظار کرتی رہی کہ فاروق کسے
 دیکھ کر کیا غم دے اور وہ تصویر سی سی ٹیل و جنت کے بعد راضی
 ہو جائے۔ فاروق کی یہ غلط اور مثال محبت نے اُس کے دل میں تھوڑا
 سا دھبہ بکھیر دیا۔

تین فروری کو رات کے آٹھ بجے اس کے نذرانہ سے کہا۔

فادو نے جواب دیا: ”میرا خیال ہے کہ تم نے شادی کا فیصلہ
 کیا ہے۔“

چاہیے تھا۔ جو کچھ کہہ رہے تھے وہ بالکل گناہ

”تھنا خیر اصرار کیا؟“ ایک آدمی نے سر ہل کر کہا۔
 پورے درویش نے کہا: ”اساں کو اپنا حال جاننے کا جرات نہیں تھی۔
 حکیم صاحب سے پھر ہم جیڑی کسی دے گا کہ یہ سب جوئے دہم
 ہو جائے تب نہ بچ کر ہوا جائے گا۔“

”اس کا نشانہ قرار دیا تھا۔ چہ درویش تو حملے میں کسی کے بے گھر
 اپنا دل جانے کا اہانت نہیں کرتی تھی۔ غلام کو یہاں پہنچانے سے بات
 پر کسی شک نہیں تھی۔ اس صورت میں انھیں اپنے پورے شریکار کا انکار
 کرنا چاہیے تھا۔ خود مریدوں کی اس خواہش پر۔“

”خیر اصرار کیلئے میرے ایک موٹا ہڈا تھا۔ وہاں اس کی بجلی سے
 بولتا۔“ سکینے کا تھنا دار پھر اس کی طرف بڑھا۔

”میرے موٹے ہڈے کی طرف اشارہ کیا۔ وہاں پہنچا۔“

”کیا بات ہوئی تھی؟ تم نے کیا کہا؟“

”مالا جی! میں نے کہا تھا کہ اس نے کہا: ”اگر وہاں اس کی بول
 دیا تو اس کو نہ دھلتے اندر رکھتے تھے اور چاہک ہی تھا کہ
 سے کہیں کوئی نہ گئے۔“ وہ بھگت بولنے کے اندر پہنچے۔
 آگے کی طرف سے تھنا دار کے کاغذ پر چاہا۔ جس نے اس کے
 دروازے کی کڑی کڑی کڑی ہوئی تھی۔ وہاں پہنچے۔ وہاں پہنچے۔

”میرے بھتیجے ہیں۔“ انھوں نے چٹا کر دیا۔ گھر والے بھی دوسرے
 گھوڑوں کو دیکھ کر گھبرا کر اٹھا۔ وہ اس طرح کے کسی کو بھی جاننا
 نہیں سکتا تھا۔ اور دوسرے جانتے تھے۔

”جیسے چاہا۔“ اور وہاں کوئی کھڑا کرنے کی کڑی کڑی تھی۔ ایک
 آگے کوئی دوسرے سے اور چڑھا۔ اس کی بولنے کا کوئی بھی نہیں
 اکتے تھے۔ اور وہاں سے بیرون کرنا پڑا۔ اور وہاں پہنچے۔
 میں نے کہا تھا کہ دوسرے کے بھتیجے ہیں۔ اور وہاں پہنچے۔

”تھنا دار صاحب! میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔
 ”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔

”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔
 ”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔

”دوسرے دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔
 ”دوسرے دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔

”میں نے کہا تھا۔“ انھوں نے کہا۔
 ”میں نے کہا تھا۔“ انھوں نے کہا۔

”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔
 ”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔

”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔
 ”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔

”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔
 ”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔

”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔
 ”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔

”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔
 ”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔

”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔
 ”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔

”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔
 ”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔

”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔
 ”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔

”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔
 ”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔

”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔
 ”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔

”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔
 ”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔

”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔
 ”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔

”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔
 ”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔

”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔
 ”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔

”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔
 ”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔

”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔
 ”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔

”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔
 ”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔

”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔
 ”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔

”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔
 ”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔

”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔
 ”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔

”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔
 ”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔

”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔
 ”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔

”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔
 ”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔

”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔
 ”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔

”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔
 ”دیکھتے تھے؟“ انھوں نے کہا۔

”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔
 ”میرا کہی ہے۔“ انھوں نے کہا۔

پہا پہا آئے تھے جسب کے سبب تھے۔

جواب میں اس نے کہا کہ گاؤں کی باتیں اور گلیاں تھانے
داردارت کاوی سراغ نہیں لگتا تھا۔ اس نے کہا کہ گھوڑی کی خدمت
حاصل کر لی تھی اور پوس کے قریب کو بھی چونکا رہا تھا۔
اچھے دو دن کے بعد گھوڑی تھانے گیا یا دارہ بیگم کو
کی تفصیل بتائی۔ اس کے بیان کے مطابق دو گھوڑوں نے راست
ایک تھرا کا دوسرے پر گزارا کر رکھا۔ اس کے دوسرے پر اس نے ٹوٹی
ہوئی چوڑیاں اور سارے کتا بھی پڑی ہوئی دیکھی تھیں۔ ان چوڑیوں کو
اس نے جن کا قوت دار وہاں رہتے تھا۔

میں نے اسے اپنی کافی ساتھ لیا اور گھوڑی کے برابر نہروہ
فرسے پر بھی لیا۔ وہ چل رہا تھا۔ راست سے چار چار لگ کر
خانے پر پہنچے۔ وہاں چلے گئے۔ اگلے دن اپنے معاملہ بنا رہا تھا۔
ایک کونے کے سامنے تھوڑی سی جگہ رکھی تھی۔ چوہو دگر گریسوں کے
دن تھے اس لیے صبح سے وہاں تھرا کا دو گھوڑوں کے ساتھ دو چار ڈی
تھا۔ ایک گھوڑی کے سامنے دو چار چوڑیاں اور چند کتا بھی لٹکے ہوئے
میں نے تھوڑی دیر کے بعد اس کی آواز سنی۔ اس نے دیکھا کہ وہاں
گرسے کے اندر دو طرف پر چڑھ کر کتا تھا۔

گھوڑی ایک طرف اٹھا۔ دیکھتے ہوئے نہروہ وہ سامنے
پہنچا۔ وہاں ایک طرف والی طرف سے گھوڑوں کا گھر اس کی طرف
جائے۔ وہاں سے گھوڑوں کو منسلک کیا گیا تھا۔ وہاں سے دو گھوڑوں کا
گھر چل کر ایک طرف جائے۔ وہاں سے ایک گھوڑی کا گھر چل کر ایک طرف
کے گاؤں کی طرف جائے۔ پہنچا وہاں سے دو گھوڑوں میں سے
ایک گھوڑا اور دوسرے کے قریب پہنچا۔ اس کے پاس ایک گھر لگے تھے۔
"ات کہ میں نہیں آتی۔ میں آتی ہوں۔" اس نے کہا۔ وہ گھوڑوں کے ساتھ
غریب بھی گئی تھی۔ اس کے پاس دو چار گھوڑوں کے تھے۔ اس میں
میں گھوڑا اور دوسرا کہ جسے چھوڑ دیتے تھے۔

اس محلے میں تو میں انہی کے پاس ہی رہتا تھا۔ وہ گھوڑی نے
کہا کہ یہ ایشیاں ہے۔ گھوڑوں نے ایک ڈوگر لٹائی تھی۔ اس کی طرف
پڑھ کر گیا۔ یہ غرض تو اس نے کہ گاؤں میں رہتا ہے۔ یہ کیا ہو گا۔ گھوڑی
کا گھر اس کے پاس لگایا۔ دو گھوڑوں کو کہا کہ میں بھی نہیں رہتا۔ یہ دو گھوڑیاں
چننے والے کے قریب ایک کونہ میں تھیں۔ وہاں انھوں نے
لگ کر گاؤں یا اپنا تھا۔ دوسری طرف سے چل کر گاؤں کی طرف
نکل گئے تھے۔

اور گھر پہا پہا آئے۔ وہاں سے گاؤں کی طرف گیا تھا۔ اس کا
گھر اس کا ایک پستانہ تھا۔
"اس کا گھر گاؤں میں پہنچ کر غائب ہو گیا۔ پھر وہ گھوڑا اس کا
گاؤں میں رہا۔ یہ جس کے چور رہتے تھے۔ یہ گھر لگتا ہے۔"

تم نے پھر دیکھ کر تم کو اس کے گاؤں میں سے اسے ان باتوں کا ذکر تو

نہیں کیا؟ تم نے پھر دیکھا۔
"جیسو ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ اس نے جواب دیا۔ پہلے انھیں چور چور
دوست گھر پر شک تھا۔ اب یہ یقین ہو گیا ہے۔"

اس کا کہنا ہے کہ تھرا کا بہت بڑا گھوڑا تھا۔ دو گھوڑے پہنچا وال
پہنچے تھے۔ دو گھوڑے پہنچے تھے۔ اس کے ایک گھوڑا پہنچا تھا۔ اس کے
گاؤں کی باتیں میرا دوسرا زیادہ اس کی طرف جا تھا۔ وہاں وہاں کے
دلنے چور چور کے گاؤں کے گاؤں میں تھے۔ انھوں نے چور چور دوست
پر شاہ ڈالنے کے لیے دو گھوڑے چننا۔ وہاں سے دو گھوڑے اور دو گاؤں
کے قریب سے چور چور اس کے گھتے تھے۔ صورت بدلنے کے بعد
ہو چکی تھی۔

میں نے فور سے ایک طرف جائزہ لیا اور دو گھوڑوں کے گھر
کے ساتھ ساتھ پہنچے۔ ہونے کی طرف پہنچ گئے۔ وہاں سے ایک
بہن کی گھر تھی۔ وہاں کی طرف جانا تھا۔ اس کے گھر کی طرف
ایک قصیدہ پڑھتا تھا۔ اس کا تھرا دو دو گھوڑے سننا پڑی تھی۔
اس کے گھر سے ہونے کو بھی پرچا پہنچے۔ جال سے تھوڑی دیر
ڈاکٹر کے گھوڑوں نے ہائی تھا۔ انھوں نے ہائی تھا۔ انھوں نے ہائی تھا۔
آئی کتا پر پڑھا۔ اس کے ایک ہائی تھا۔ خاصا خاصا عرس ہے تھا اور
بھی اس کی گھر تھی۔

میں نے اسے سولہ گھوڑوں پر چلا کر تھرا میں کونہ پر کون تھا۔
اس نے کہا کہ اس کے گھر میں ایک گھر تھا۔

میں نے اس کے گھر میں ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
کہا کہ اس نے ایک گھر میں رہتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
میں نے اس کے گھر میں ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔

وہ گھر ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
وہ گھر ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
وہ گھر ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔

وہ گھر ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
وہ گھر ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
وہ گھر ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔

وہ گھر ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
وہ گھر ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
وہ گھر ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔

بہن کا کہنا تھا کہ تھرا کا تھرا۔ وہ خاصا خاصا عرس ہے تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔

تھرا کا کہنا تھا کہ تھرا کا تھرا۔ وہ خاصا خاصا عرس ہے تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔
اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک گھر تھا۔

دیا۔ ”تم کوئی فکر نہیں کرو۔“
 جھورے نے دیکھا کہ صادق بیگم کے بال کھلے ہوئے تھے اور

اُس کا سین چہرہ تاریکی میں بھی دکھ رہا تھا۔

”مجھ سے اپنی اپنی عزت کا تحفظ کر لو، میں اس کو توڑنے کا پسند
 آئی ہوں۔ اُن کے لئے دنیا کی باتیں جو میں کسی کی عزت سے
 نہیں آئی ہوں۔ میں نے تمہاری دلیہ کی عزت کو توڑ دیا ہے۔ یہ
 بھی سلائے کچم زبان کے ہو۔ وعدہ کرتے ہو پوری طرح
 نبھاتے بھی ہو۔ میں بہت کچھ خواہت ہوں۔ اس کا حتمی فیصلہ
 بہت جلد ہو جائے گا۔ اگر تم میری بات نہ کرنا چاہو تو
 وعدہ کرو کہ اُن کے پاس جاؤں“

[illegible]

علاقہ پر تین دنوں کا رونا دھونا ہو چکا تھا۔
 چاروں پرچا بھیج دیے اور کہا کہ اس علاقہ پر تین دنوں کا رونا دھونا ہو چکا تھا۔
 چاروں پرچا بھیج دیے اور کہا کہ اس علاقہ پر تین دنوں کا رونا دھونا ہو چکا تھا۔

[illegible][illegible][illegible][illegible]

لاب دیا۔ میں انوار کے وقت حویلی میں موجود رہا جاتا تھا تاکہ چھپرہ کے
الچھپے نور اس ابھی ٹیک نہ چوے

[illegible]

لہذا اس نے کہا: ملک صاحب پر ابھی تو میں نے عار و تہمت کا کام
 کیا ہے۔ انکار کو کیا تھا مگر اس کے اسوں نے میرا بیڑا غرق کیا
 ہے۔ لہذا میں نے دو رنگ طریقے سے اپنی کمائی نکال کر میرے جیب پر
 لہذا میری جیب موم ہو گئی۔ اگر مجھے معلوم ہو تو اس کے انتقام سے اپنی
 اپنی رنگ تو میں بھی اس کا ساتھ دوں گا۔ مگر اس نے پہلے میرا انتقام لے لیا

یہ اور اس کے کوسو برس قبل کا قصہ کہہ دیتے ہیں، پہلے بھٹے کو
 ۱۰۰ روپے کے انعام کے چکر میں قبول کر لیا جا رہا ہے کہ بھٹے کی
 ۱۰۰ روپے اور میں جو شیر کی طرح کج غذا اور گھوڑے کی طرح دھڑکتا
 ۱۰۰ ہوتا ہوں کہ آپ کے سامنے بڑا ہوں۔ لیکن... ساری سچائی بتا
 ۱۰۰ رہا ہوں کہ میری قسمت میں کھلی تھی؟

ہمارے بلیا مچ گئے ہو کہ تمہیں ان میں احوال کے دالوں کا
 معلوم نہیں ہے؟

بالکل سچ کہ ہوں۔ مگر جھوٹ پھرنا ہوتا تو ساری بات ہی
 بتا دیتا۔ اس نے دونوں ہاتھ جوڑے: "اگر اللہ نے مجھ پر رحم کیا
 ہے۔ اس صیت سے جھوٹ گیا تو باقی زندگی کسی اللہ والے کی خدمت

۱۰۱۔ اپنی دھوری ٹانگ کو دیکھ کر رونے لگا کہ لڑائی جب یہ

۱۔ واپس سے لے گا۔ میرے جیسے نامرادوں کو کچھ لوگوں کی بھیجنا
۲۔ صاحب میری آپ ہے ایک انتہا ہے۔ آپ مجھے وعدہ
۳۔ نادم بنائیں۔ میری جو ہر ایک سزا کا پتھا عدالت میں تادیب کا
۴۔ میرے لئے سو اسی کا ٹھنڈے ہے نے جو ریاں اور دشمنیاں
۵۔ میرے لئے سو اسی کا ٹھنڈے ہے نے جو ریاں اور دشمنیاں

یہ شام میں سادہ لباس میں عداوت کے گہرے بیخ کنی کا
ظہور ہے۔ گہری ہیئت۔ ایک سادہ طبیعت اور شہر میں تھا۔

مجھے ٹھیک میں بٹھایا اور تھلکا کہ اس کی بیٹی ظالموں کے جنگل سے چھوٹ رہی ہے۔

ہم اس کے سامنے آگیا ہوں! میں نے کہا: "اُسے یہاں پہنچاؤ"
 وہ اندر گیا اور مدت، بلکہ کچھ بڑا ایسا، اُس نے شروع و زنج کا پتہ
 سوٹا۔ ہمیں رکھا تھا وہ چھتیس تا اسی سال کی ایک عورت تھی۔
 ہم اُس کے چہرے پر ایک خاص قسم کا رعب اور نکل پانی جالی تھی۔
 یہ نکل پانی اُن حالات کی مرہون بنتا معلوم ہوتا تھا جس سے وہ گورکھائی

میں نے یہی سنا تھا کہ اس نے کسی اور کو بھی یہی سنا تھا۔
 میں نے یہی سنا تھا کہ اس نے کسی اور کو بھی یہی سنا تھا۔
 میں نے یہی سنا تھا کہ اس نے کسی اور کو بھی یہی سنا تھا۔

”ہمارا جرح مشرقی ہے، اسے میں ہی جانتی ہوں۔ کوئی خیریت ملے گی یا نہیں، اس سے کیا تمہیں سنا سکتے؟“

”کہانی تو تمہیں سنانا ہی چاہے گی۔ کیونکہ یہ پو پوس کیس ہے اور ہمارا بھی وہ لوگوں کے قبضے میں ہے؟“

”اُس کی ایک کاپی قابل دیدہ تھی۔ اس بات کا ذرا بھی احساس نہیں

آپ کو یہ معلوم ہی ہو گا کہ ہمیں کس اور کس طرح ان لوگوں سے بات کرنی چاہیے۔ بالکل جرات و احتیاط کے ساتھ میں آپ کو مختصر جملوں میں بتاؤں گا کہ وہ کیا ہے۔ ان کے پاس رہو اور ادھر بٹھ جائیں گے۔

اسے ان لوگوں نے کہا کہ بعد وہ بھی ایک ویڈیو سے ڈیرے پر آئے۔

اور ایک گھر کی میں جمدوایا۔ اُن کی میں بڑی کھوناں میں۔ انھوں نے دھکی دی تھی کہ اگر ہم نے شور مچایا تو وہ میں قتل کر دیں گے۔ اُن کی رات ہم نے اُن کی گھر کی میں گزاری۔ میں یہ نہیں بتا سکی کہ انھوں نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا تھا وہ کیسی کیسی اذیتیں ہیں دہکی ہیں اُنھوں نے ہیں وہ پانی عورتوں میں سے کوئی ٹھہرے ہنسنے کو

[illegible]

دوسرا دل ہے۔ وہ جس پر یاد کر رہو گوں میں رہے۔ لاہور
 شیش پر مجھے فراں دے کر موقع مل گیا، وہاں میں زمین میں سوار
 آنے کے لیے اسٹیشن پر لے گئے تھے۔ میں بیڑ میں موقع پا کر
 رہو گئی، یہاں کہ مجھے کچھ تپا تھا کہ وہ کہاں ہے اور کس حال
 ہے۔

”اور تم کہاں رہتے ہو؟“ میں نے پوچھا۔

عاشی ایک دولت مند شخص ہے۔

مجبور ملے جاتے ہیں کہ ان کا عیش و آرام اسی بدھ کا ہونے وقت ہے۔ یہ ایک الگ مسئلہ ہے کہ رخصت ہونے والے نے وہ دولت با نظر بقول سے کما لی تھی یا نا با نظر بقول سے۔
 آج میں آپ کے سامنے ایک ایسے ہی بڑے شخص کا احوال پیش کرنا چاہتا ہوں۔

[illegible]

دوسری برائی دُوس کی یہ تھی کہ اُس نے ناماچار ڈرائیو سے دولت
 بھر جالی، کوئی انسان نہ تو عمل چھاپا، ٹیول کار کچھوہرہ کہے اور
 نہ ہی کھن بھرائیوں کا۔ ان باتوں سے قطع نظر اداکار کا بہر صورت یہ
 اندازہ مضحکہ خیز اور والدین کی بُر بھلائی ہے نہ مذمت کرے۔
 اگرچہ گریگ ویب عباسی سے یہ کہ بہل افلاحت اسپتال میں
 ہوئی تھی۔

رات کے نوں میں بجے مجھے اطلاعات ملی کہ ایک بوڑھے شخص جس کے گھر والوں نے زمزمہ دیا ہے اور وہ جاں نیک کے گھر میں اسپتال میں پڑا ہے۔ میں دو آدمیوں کو ساتھ لے کر فوراً اسپتال پہنچا۔ ڈاکٹر افسانہ کا مددہ صاف کرنے کے عمل میں مصروف تھے۔ میں نے ان سے انکار کرنا کہا، اسپتال میں عباسی کے چند رشتے دار موجود تھے اور میں ان سے رشتہ کر رہا تھا۔

ایک بارش شخص جس کی عمر پچیس سال کے قریب تھی مجھے
 سڑک سے گیارہ سو کھمبات کے بعد بولا: "تھانہ دار صاحب! امیرا
 م! انور عباسی ہے جس کی عمر پچیس سال کا ہو چکی ہے۔"
 میں نے حیرت سے اس کا جائزہ لیا کہ اس کا پس بھلی رنگ
 نوازا، بال زیادہ تر سفید اور صحت عامی کمزور تھی اس کے چہرے
 پر غور و فکر کے علامات، بالی صاف تھیں، ملام کہ مجھے بتانا تھا کہ

عاشی اکبر دلت پنجم ہے۔

”تمہا آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج آپ کی کوئی سزا
 قریب دیا ہے۔“ انور عباس نے کہا: ”آپ جسے سزا دے گا وہ اس کے لئے
 کچھ اکلے گا۔ اس کا ردوائی اس کا بڑا بیٹا بھی شامل ہے۔“
 میں نے قہقہہ دے کر اس کی بات سننی اور پھر چلا ہوا تھا اور
 کہہ رہے تھے کہ یہ حرکت تمہاری مثال اور تمہارے بھائی کی ہے۔“

”جناب! کمال کی ماں اور کمال کا بھائی اب اس نے گلاسگو پہنچ گئے۔ اب آجائے گا۔“ اب آجائے گا۔ وہ جی شوق میں۔ شادیوں کرتا اور ملازمتیں دیتا۔ اس عورت کا چھٹا سالوں خیر ہو گا۔ سرور جان اس کا نام ہے راکے۔ اس کا نام مالک ہے۔ ساتھ ہی لائی تھی لیکن اب آج اسے پرانا بیٹا جانتے رہ رہ کر سرور جان بھی ہی کہتی ہے۔“

”انور عباسی مجھے تھما لے آجی کے شہرہ کونسل کے لیے لیجے
 میں ہے۔“ مجھے لگا: ”تھما لے پاس اب اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ
 خدایا کو تھیل مال یا سوتیل بھائی نے دیا ہے؟“

کس نے کہا تا پکا یا تھا؟ میں نے پوچھا: اور کس نے
 ملا تھا؟

”مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہے۔ اس نے جواب دیا۔ ”آجی نے
 سنا تو جی بد رکھ رہا ہے۔ ہم جی میں تدم نہیں رکھ سکتے۔ جو دم بھائی نہیں
 رکھ سکتا۔ اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”لو، یہی وہ ہے۔“

دعوتِ حق میں آج کل کے عالمِ حق اس کی جوی سی مینوں اور اس کے
 قریبی ہنس ٹھٹھکے اور جس سے خرابی ایک دوسری جوی سی مینوں سے ٹھٹھکے
 اعمال کو بھی اس کا بھی طعنہ ہے کیجئے یہ اس کی اس کا نام نورانی ہے۔
 دینے دوسرا آدمی کر لیا ہے ٹھٹھکے ان کے ساتھ ہی نورانی ہے ہرگز

اس کے جاننے والے کے ساتھ:

”خاموشی بہرہ سلسلہ ہے۔“ میں نے کہا: ”تس نے بتایا ہے کہ کوئی عالمی راز اس کی بیوی کیونہ اور اس کی سوتیلی بہن مختلف درجے ہے۔“

”دبان کا نام تم نے نہیں لیا۔ عورت کو کس درجے ہے؟“

”ایک کھانسی کا ہے۔“ سرور جان کہ اس کی ایک بار شوق کے

”تھوڑا سا ہے۔“ آج کے ساتھ اس کی ان کی بیوی کے گن چوری

”جوئی کا حال ہے۔“ بکرادہ تو اڑھ، یہی سوتیلی ہے۔“

”اور تم کہاں رہتے ہو؟“ میں نے پوچھا۔

یہ کہیں کہیں کے ساتھ تھکے تھکے ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو دیکھ کر
 کہیں کہیں کے ساتھ تھکے تھکے ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو دیکھ کر

[illegible]

یہ کہہ کر اسی جگہ پر اتر گیا۔ وہاں پہلے سے کئی لوگ بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا: "ابھی تو ایک شخص نے کہا تھا کہ یہاں کوئی شخص نہیں آئے گا۔" دوسرے نے کہا: "ابھی تو ایک شخص نے کہا تھا کہ یہاں کوئی شخص نہیں آئے گا۔" تیسرے نے کہا: "ابھی تو ایک شخص نے کہا تھا کہ یہاں کوئی شخص نہیں آئے گا۔" چوتھے نے کہا: "ابھی تو ایک شخص نے کہا تھا کہ یہاں کوئی شخص نہیں آئے گا۔" پانچویں نے کہا: "ابھی تو ایک شخص نے کہا تھا کہ یہاں کوئی شخص نہیں آئے گا۔" چھٹے نے کہا: "ابھی تو ایک شخص نے کہا تھا کہ یہاں کوئی شخص نہیں آئے گا۔" ساتویں نے کہا: "ابھی تو ایک شخص نے کہا تھا کہ یہاں کوئی شخص نہیں آئے گا۔" اسی جگہ پر اتر گیا۔ وہاں پہلے سے کئی لوگ بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا: "ابھی تو ایک شخص نے کہا تھا کہ یہاں کوئی شخص نہیں آئے گا۔" دوسرے نے کہا: "ابھی تو ایک شخص نے کہا تھا کہ یہاں کوئی شخص نہیں آئے گا۔" تیسرے نے کہا: "ابھی تو ایک شخص نے کہا تھا کہ یہاں کوئی شخص نہیں آئے گا۔" چوتھے نے کہا: "ابھی تو ایک شخص نے کہا تھا کہ یہاں کوئی شخص نہیں آئے گا۔" پانچویں نے کہا: "ابھی تو ایک شخص نے کہا تھا کہ یہاں کوئی شخص نہیں آئے گا۔" چھٹے نے کہا: "ابھی تو ایک شخص نے کہا تھا کہ یہاں کوئی شخص نہیں آئے گا۔" ساتویں نے کہا: "ابھی تو ایک شخص نے کہا تھا کہ یہاں کوئی شخص نہیں آئے گا۔"

۱۰۔ یہی آپؐ یہ حال ہے آج کل کی اولاد کا رہاں باپ تو ان کے

انہوں نے اپنے دل سے جو کچھ چاہا وہ سب کیا۔
انہوں نے اپنے دل سے جو کچھ چاہا وہ سب کیا۔

[illegible][illegible]

جھنا ہے جسے اگر چھین ہم لوگ، رام کرے

میں نے ایک سیاہی سے کہا: "فورا
 ماتھے کر چلبلیاؤ اس آؤ"
 "حضور والا، مسئلہ کیا ہے؟ توجہ
 میں نے اس کا اگر سال مضبوط

کھیں، ٹالیں اور گناہ نہ سمجھنا اس قدر تو کم ہے۔
 ”وہ کچھیں جناب! آپ تحریریں بھی جھگڑا
 سوز نہیں کیا، یہ انام مالکی جو سما ہے۔“
 ”کچھ چتا تو بیچے کہ بات کیا ہے نہ؟“
 ”پر کب کوں غلو کر دے میں؟“

اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ سرخسوں کی بجائی یا ساتویں سری۔

• تمہارا باپ کہاں ہے؟ میں نے

• آج تو اسپتال میں ہیں۔ آکر

میں نے انھیں اندر لے گیا اور یہ جھکا

میرا دیکھو بھرا ہو چکے تھے۔ میں نے ان سر

ملا مرد و شال تھا، اس کا نام اشتیاق علی

یابا کیا کہ وہ ملازم ہے لیکن وہ حویلی کے ملازم نہیں لگتا تھا۔

میں نے سوچا کہ پتھر کی بجائے لکڑی کی عورت بن جائے تو اسے جوئے سے بچانے کے لیے اسے ایسے آئیٹم سے کیا "ملک" کی عورت بن جائے گی جو اسے محفوظ کر لیں یا جاسکیں۔

یہ لکھا ہے ایسی ہی چیزیں لایا ہے۔
 کی یا ٹھیک اور احتیاطی کام
 اس کو کیا رزیسٹ کے لیے ہے
 ہر اول نے بتایا کہ نماز پڑھنے کا
 اٹھا یا تھا۔ سب میں عباسی کے علاوہ
 نے اور اس کی بیوی سمیت۔ مسجد
 تھی جب ال قاتلہ نماز کے تھے

(دور دور سے آواز آتا ہے)
 اے محمد کو یہ آواز کیا معلوم ہو گا کہ اس کی کوئی اور اس کی رحمت
 کے علاوہ یہ کہ خدا کا مہمان بن کر اس کے پاس سے گزرا ہو یا اس کی
 فلاح و نجات کے لیے یہ خدا کا ارادہ ہو گا کہ اللہ کی رحمت سے اس کی

خدا سب کو سزا دے گا۔ ہر شخص کو سزا دینے سے زیادہ وہ مسکونوں
 میں رہتے تھے۔ لیکن سب کے نام یاد نہیں ہے۔ نہ ہی ان کا بعد کے واقعات
 میں کوئی خاص ذکر ہے۔

جہاں کے اہل عرب میں نے رپٹ و بیج کر لی، لیکن میرے خیال میں ایک

عجاسی کے ہاں ایسی کچھ نہیں سوائے اس نے اپنا عجیبیہ بخش کے مزار پر جا کر ارادوں کے لیے سنتا تھا کسی مذکورہ شخص سے بڑے دھم سے بھیجنا کہ اس کا سوا اولاد کو اس سے اپنی آنکھوں سے بھیج کر مانگنے دیجئے جب کہ ان کا

ہاں۔۔۔ تیری ملاؤھر کوٹری ہے اُس نے کہا: اُس سے
منہ دھو کر چوری کرنے میں کیا حیل ہے؟
اے... اے! تجھ میں کھنکھ کا کوئی نمونہ نہ آئے نہ دیتے ہوئے
کے ساتھ یہ کہنا کہ

[illegible][illegible][illegible][illegible]

کھڑے تھے۔ انھوں نے عیسائیوں کو دیکھا تو ان کے دل پر غصہ پڑا۔ انھوں نے ان کو دیکھا تو ان کے دل پر غصہ پڑا۔ انھوں نے ان کو دیکھا تو ان کے دل پر غصہ پڑا۔

ہا ہے انھیں تعجب اس بات پر تھا کہ ایسے شخص کو ان کے بیکڈر میں
 نہ رکھی تھی۔

[illegible]

و غالباً ۱۹۳۸ء میں اس سے پہلے کارنامہ تھا اور گندہ بھابی
 نے لاہور میں تین تین تھانوں پر خانہ جوڑ کر رکھا۔ اگرچہ اس وقت
 لاہور میں چھپن سال کے قریب ہی نام زد ایک خوش شکل سہارٹ
 "جانب شخصی سہارٹ سوٹ اور فیلٹ میں بن کر نظر آتا تھا۔
 ایک خزانے کے گرد کام کرنے کی جانا تھا اور اہل اس نے
 ایک تین سو گز پر مشتمل ایک کوڑا پس کی طرح بنی ہوئی ایک گھر بنی ہوئی

۱۰۔ ایک بے شک ایک آدمی جو دوسرا کی جیال کی کین میں گرفتار ہے
 ۱۱۔ تو تو کسی اس کی گرفتاری کی وجہ سے کسی اس کے حسن کی افواہ کر
 کی ہے۔
 ۱۲۔ اس نے لڑکی کو دیکھنا اور دیکھنے سے اس پر فریضہ ہو گیا اس
 وقت اس کے ساتھ اس کا ایک اسٹنٹن اور ایک وکیل بھی تھا۔
 ۱۳۔ اب اس کے پاس کسی میں پیش ہوئے کے لیے وہاں آئے تھے۔
 ۱۴۔ جیسی لڑکی کو دیکھ کر لڑکی کا وکیل اور اسٹنٹن بھی لگے۔
 ۱۵۔ عباس نے سچائی سے بچا کر لڑکی کو کس پرچہ میں گرفتار کیا

خواب : یہ فرضی حکایت کا محور ہے، سیاسی سے خواب کو اب تک ایسی
چند آتشکدیں دیکھنے سے اسے پھر کٹر کرکٹ کر دیا ہے۔ ہم نے اس کی
پہچان کرنے کے لئے اسے دیکھنے میں ہی جتن کئے تھے۔
اس آتشکد کے بارے میں سیاسی سے پوچھا۔
دوسرے سے فرار کی کیا؟ سیاسی نے خواب کو اب تک ایسی
چند آتشکدیں دیکھنے سے اسے پھر کٹر کرکٹ کر دیا ہے۔ ہم نے اس کی
پہچان کرنے کے لئے اسے دیکھنے میں ہی جتن کئے تھے۔
اس آتشکد کے بارے میں سیاسی سے پوچھا۔
دوسرے سے فرار کی کیا؟ سیاسی نے خواب کو اب تک ایسی
چند آتشکدیں دیکھنے سے اسے پھر کٹر کرکٹ کر دیا ہے۔ ہم نے اس کی
پہچان کرنے کے لئے اسے دیکھنے میں ہی جتن کئے تھے۔

۱۰۔ دہر کو قتل نہیں کیا۔

جیسا نے اُس سے کہا: "میں نے تمہیں ابھی تک اس کی صفات
کیوں نہیں کروائی؟"

بولو! نہ سرا! میرے لیے کہ کج خلقیات جو بدلے گی:
 "خفایات" کہ کافلات تیار ہیں؟ عجباسی نے چھپا۔
 کرلے کہ قائل کو کافی، بولنا میری سر کافلات تیار ہیں کیکناس
 کا شفاخی آجمنگے تیار، بابا
 "..... وہ آئی دلا دلا ہوگا" ارکے نے کہا: میری ماں نے کہا
 تھا کہ ضروری خفایات ساتھ لے کر آئے گی:

منہات دلوں کا
اُس وقت آج اچھا نہیں ہیں، بیشوا خدا جی سے کہ کل کو ساتھ لیا
اور مجھے وہ سب سے بڑا ہوائی کھوپڑی کی طرح لگا رہا ہے۔ دو سال پہلے میں
نے نہ صرف یہ کہ اپنی کسی کو روکنے کے لئے کشش نہیں کی، بلکہ انکو خدا کا سلام
بھی کیا۔

جولہا۔

عباسی نے بھی کو سلام کیا کہ کسی پریشانی کے بعد اپنا تعارف
کرنا اور دل کو سنبھالنا۔ ایں ایک چھوٹے سے کام کے سلسلے میں آپ
کے پاس حاضر ہوا ہوں۔

حکمر کر کہ عباسی صاحب "اچھے لکھا" میں آپ کے لیے کیا
کر سکتا ہوں؟

اسی وقت پر شیخ مشین بج رہے تھے کہ کو سلام میں میں لانا

فرمانِ درود، جس سے رازِ حق ستر ہو جاتا ہے، اور جس کا سنا کر کائنات
عمرِ بیستین کا عظیم ترین گلاس جاوے گی، ان کے بھولوں میں، اس کے گورو کا بھلائی
میں اور اس کے نظریات میں۔
میں نے وہی سے جو نورو دکھا، ان کے صفات کے کائنات لیے
اور جگہ کے سامنے رکھتے ہوئے، ان میں اس لڑکی کے صفات کو ملا...
جیسا جولو کائنات تیار ہی، صوف سیرے سے منتظر ہونے لگا، یہی میری
محبوب باتیں تھیں کہ جس کو اس وقت تک لڑکی کا نام ہی
معلوم نہیں تھا۔
مجھے نے کائنات کے نظریات اور ان لوگوں، جن کا صاحبِ آپ
تھوڑا سا اختلاف کر رہی، ملاوات کے لیے درود پڑھنے سے پہلے ہی کہہ دیا تھا
کہ اس کے بعد کہہ کر، اس کے جگہ کو دیکھتے ہیں۔

”میں کوئیں استغاثہ کو یہیں بھول آیا ہوں نہ عباسی نے کہا۔ پھر

موجود تھے۔ اس لیے دونوں عورتوں کے باجم ٹھکانوں کے ہسکانات بہت کم تھے۔

یہ تھی منقرسی بیک گراؤنڈ، جس کا ذکر کہانی کی تحلیلی کے

الرحمن اجم بات کا ذکر میں سے چھوڑ دیا تھا اور یہ تھی کہ
میں نے قتل کر دیا تھا۔ یہ واقعہ اس ریٹ کے تقریباً ایک سال
ایا تھا جس میں مجھ سے کہا تھا کہ تم سے اپنے دشمنوں
کا غم نہ کرو۔

قتل کی اطلاع ملتے ہی میں اپنے چند آدمیوں کے ہمراہ حویلی:

حزنی کا ماحول تھا مگر شیعہ نظر آتا تھا۔ عباسی کی تشنگی ہو
 گئی۔ بلکہ اولادوں کی اولادیں بھی مردان پختہ ہو چکی تھیں اور بچاؤ

اور عیسیٰ میرے پاس آیا اور مجھے آواز میں بلا لڑا مکہ حجاز
میں تفتیش کو آپ کریں گے ہی ساتھ ہی ایک نیک کام بھی
حوالہ لیں گے۔ ورنہ آپ کے جانے کے بعد یہاں خون خرابا
ہو گا۔

اس کی تجویز مسعود بن علی، میں نے کہا ہے تم اپنا کردار اپنے اور
بد دوستوں سے بچاؤ، ان کے مشفقوں سے ایسا درخواست
فرمائے کہ ان کو کہہ دیں کہ وہ اپنا دھرم بھلا کر اور ان کی
جو علی میں غصہ ان کا، بادشاہ ہے، اس لیے فی الوقت جو علی کو
دیا جائے۔ ایسی درخواست ملنے کے بعد میں، تمہاری تجویز پر چڑھ

[illegible]

پہلی مرتبہ دیکھی تھیں۔

— — — — —

میں ابھی کہ چرتے ہوئے لاہور کوں آیا اور وازے سے
 لپیٹے لگا ہے اس کا آوازہ بالکل صبح تھا دروازے کو
 بخیر آمد کر توڑ گیا تھا۔ کڑی ککھیاں فرش پہ بکھری ہوئی تھیں۔
 میں دو دروازے اور ایک کھڑکی تھی۔ دوسرے دروازے پر لڑائے
 لگے گاہر تھا۔ کھڑکی کھلی تھی گھر میں سلاخیں مچی ہوئی تھیں۔

یہ دوا جو ہم نے توڑا ہے، اس نے اطمینان سے جواب دیا۔
 دیر بیٹے جب ہم شادی سے جا پس آئے تو دونوں دروازے
 بند ہو کر بارگاہِ کائنات کے باوجود مکمل نہیں ہوئے تھے۔ لہذا ہم
 ہر کمرہ دروازہ توڑ دیا۔ اندر یہ خونِ ملی ملت تھی۔۔۔ اب ایک دوسرے
 کو گھسیٹ کر اچھڑا کر کچھ سے ہونے کا نڈھ کوٹھو سے بیچے اس

وہ کانڈ بچنے کی کوشش کی۔ میں نے ہمدی سے اپنا ہاتھ دھبے کر لیا۔
پھر جو میں نے کانڈ پر نظر ڈالی تو ایسے جسے پر بھی حیرت
آئی کانڈ پر نگاہ تھا۔

مینا مرزا ہوں مجھے سرورِ جان اشتیاق ملی
اور گلِ رحمن نے قتل کیا ہے انھوں نے مجھے زہر کھلا
دیا ہے۔ کیا ہستہ ہستہ مرزا ہوں۔

یہاں نے یہ تحریر سرداران کی انفراد سے بیکار ہر قسمی تھی اور اعجازہ تھا کہ اس نے رقص کی طرف پہلے لان ہر قسمی تھی۔ دوسری ن وہ نہیں بڑھ سکی تھی۔ لیکن سہ ماہی بات ہر قسمی کہ وہ بڑھ کر کھانا خود کھانے کا شکار ہو گیا تھا۔ عباسی نے لکھا تھا کہ اسے زہر دیا گیا تھا۔

۱۵۰ اپنے خوف پر قابو پاتے ہوئے بولی دیکھتے ہیں کہ

”ہم نے یہ لاکھ پچیسے کی نوکس سیوں لاکھ؟ یوں سے چوڑھا۔“

”... ہمم... مس سیم تھمر کر... وہ میرا کوئی خط ہے اس...”

اس کا فائدہ میں کیا کیا کھاتا ہے؟
 دلوں میں رکھو! ابھی سب چاہتا ہیں جسے گائی امانال تم واپس جا
 کر انتظار کرو! اس کے جانے کے بعد میں نے اسے ایسے کافی سے کھا۔
 ایک چمچے کھائے سپاہی کو ان کی نگہانی پر مقرر کرو اور اس سے کو کہ

مقام اردو کی سربسٹ پکار رہے۔
 قتل کی وارادت بند نہ کرے میں کی گنجی تھی، دامن طور پر قاتل نے
 کھڑکی سے گولیوں چلائی تھیں، اور وہ رقعہ عباسی نے سونے سے قتل کھا
 تھا لیکن اگر اسے زہر کے بارے میں بتا دیا گیا تھا تو اس نے جان بچانے
 کی کوشش کیوں نہیں کی؟ یہ بڑی عجیب بات تھی، کبھی کسی کو زہر دے

دیا گیا اور وہ روتے روتے جہنم کے سویا ہوئے جسے سنا گیا کہ
شاہد عباسی نے بعض شک کے بنا پر وہ روتے روتے یاد خدا کا نام قسم
کے رتے کھتا رہتا تھا۔ بات تو پوسٹ مارک کے بعد ہی معلوم ہو سکتی تھی
کہ اُسے زہر دیا گیا تھا یا نہیں۔

تو خودی در بعدِ سر سے مجھے مستول کیا یا سر پہنایا کیا کرتے تھے؟
 کہتے ہوئے کہا: ملک صاحب! یہ نفلان کیا ہے؟ سلیم ہوئے کہ
 عباس نے اس پر کئی زنجیر باندھا اور وہ زلزلہ کما تھا۔
 اس کا خیال دیکھ کر تھانے کے قریب ایک نمایاں نشان قرار دیا
 تھا۔ میرے زہن میں یہ دہشت خاں، بھول گیا کہ اس کو اس گھر کا مالک
 ہے۔

ہائے ولادت کا تفصیل معائنہ کرنے کے بعد میں نے لاش
پوسٹ مارٹم کے لیے مجبوری اور الزامانہ کے بیانات لینے کے لیے
نشیست گاہ میں بیٹھ گیا، سب اہی نے مجھے جو فرسٹ دی اُس میں حرف

چاند نام لکھے ہوئے تھے۔ حالانکہ میں نے چند سات اوروں کو دیکھا تھا۔
 فہرست میں سرور جان، عالمگیر میمونہ اور شغفہ کے نام شامل تھے۔ میں
 نے وہاں دسیوں کو حلی کی تلاش میں پراماں کر دیا اور سرور جان کو کمرے
 میں ملا کر دیکھ کر غمناک تھا۔ اس شخص کے جس سے سرور جان کو کمرے

علامت نہیں تھی۔
 اُنہی نے میرے سوالات کے جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ گھر کے دیگر
 افراد کے ہمراہ شام کے چائے کی ایک شادی پر تھی اور آٹھ ساٹھ ساٹھ
 بجے واپس آئی تھی۔ جانے سے پہلے وہ اپنے شوگر پے لے کر کھانا کھا کر

سے ملا لگا دیا تھا۔ وہ تمام وقت شادی کے گھر میں موجود رہے تھے۔

کڑا س کے شور کی خواب گاہ کے درونوں دروازے اندر سے بند تھے۔

”سرو در جان! تحقیق اپنے ظوہر کی موت کا کوئی دُکھ نہیں ہوتا۔“

دو گھنٹوں میں بنی۔ اس نے حجاب دیا۔ لکھ نوکر کا کانا
 دیا۔ اسے تو ہوتا ہے عسکری وزیر سے سرتاج تھے۔
 مصلحتیں بات بکھڑو معلوم ہوئی کہ قصا سے سرتاج کو تم سے
 کائن کا نظرو تھا۔ اس نے قصا سے ملاقات ایک سال پہلے دریٹ
 بھائی تھی۔ میں اس رپٹ کی بنا دو پر تم لوگوں کو حلاست میں لے
 گا۔ تم ہاں!

”ملا آپ کا ہاتھ تو میں دیکھ سکتی، لیکن اتنا درد کون کس گداز
 کے لیے عیاسی صاحب کو قتل میں کیا جس وقت یہ واردات ہوئی
 اسی وقت ہم شہنشاہی کے گھر میں تھے۔ یہ حرکت بانو امین کے عہد
 انور کی ہے۔ دونوں بہت عرصے سے قلعہ کی تلاش میں تھے اور آخری
 آس پاس منڈلا رہے تھے۔ انہیں کے ہاتھ میں تو آپ کا کوسوم
 جو کاکرہ بنائی کجزم ہے پوری تو کھینچا اس کا بیٹھ ہے۔“

[illegible][illegible]

میری باتیں سن کر اس کا لبہ دم بہ دم ہلکا ہوتا تھا جیسا کہ میں
 کہتی تھی۔ مجھے بے پروا سمجھتے تھے۔
 میں نے سوچا: انہیں کیا ہے جسے تمھاری بات نہ دے داری ہے؟
 یہ وہ شخص تھا جو مجھے نہیں دیکھ کر میری نظر آتا تھا اور میری
 اسے قاتلوں میں اس کا نام بھی تھا۔
 "میری! اشتیاق کی آگ میں اسے جہاز کی گولیاں مار رہتے داری نہیں
 دیکھ رہی؟" صاحب گیس کے سوا کسی اور کوئی رائیگاں نہ تھے۔
 ہوں۔۔۔ غصہ کرتے داری نہیں دیکھ رہی۔۔۔ اور۔۔۔ اس کی رائیگاں نہ

اُس نے گجرا کہ اچھیں پھیلائیں، دگر عین...! گل عین کا نہ

سوختے ہوئے تیس کروڑ روپے کا تیل، اسی کے لئے سو سو روپے خرچ ہوئے۔
 یہ سب کچھ دیکھ کر میں نے سوچا کہ اگر اس طرح کے واقعات ہوتے رہیں تو
 ملک کی معیشت کیسے تباہ ہو جائے گی۔

[illegible]

وہ کہتا تھا کہ میں نے اس سے کہا کہ اگر آپ کے لئے میں ہے تو مجھے
 وہ کہتا تھا کہ میں نے اس سے کہا کہ اگر آپ کے لئے میں ہے تو مجھے
 وہ کہتا تھا کہ میں نے اس سے کہا کہ اگر آپ کے لئے میں ہے تو مجھے

میں نے اُسے الگ کمرے میں بنادیا اور اس کے لیے ٹیبلہ لگا دی۔ دو اونچا مٹاں کا نسبت زیادہ پریشان نظر آتا تھا، اس نے ادنیٰ جات واپس لوگوں کی سالانہ دے رہا تھا۔

میں نے پہنچا: خانگی رات دم توڑ گئے تھے اپنے آپ کے کمرے کا اندھ کیوں نورزا؟ بولیں کہ اسے کیا انتظار رکھیں؟ کیا؟

• یہی بہت سلام نہیں بھیج کر، اب کوئی شخص قتل کر دیا ہے

[illegible]

”ہمیں۔۔۔ گھبراہٹ میں کھڑکی کی طرف جانے کا خیال نہیں بھی تھا۔“

"ہوں... گھبراہٹ میں، باقی حیلے سے جو اب میری بنا
 اس گھبراہٹ کا سبب کیا تھا؟
 "ہیں۔۔۔ یہی بات کی گھبراہٹ تھی نوحیلے نے آجائو کہو
 کیا ہے؟ دروازہ جو کھل رہا تھا؟
 "میرے کمرے کا دروازہ؟ نہیں کیوں کہ گھبراہٹ تھی وہ فانی
 ادا میں جو اس نے اپنے انکی امداد سے نکالی ہے؟"
 "کیا ہے؟"

سنبھل کر کہہ دیا: "میں نے اپنے بچے کو کھانا کھانے کے لیے لے گیا۔" اس نے کہا: "میں نے اپنے بچے کو کھانا کھانے کے لیے لے گیا۔"

میں نے اس شخص کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے نہیں
 دکھائی دے رہی ہے۔
 اور اشتیاق کی لکے بائیں میں کیا کہتے ہو؟ میں نے پوچھا۔

اس کو تو کیا ہے۔ بلکہ جانتا ہی ہے۔..... یہ سنتے میں
میر کی اسی کوفلہ زاد بھائی ہے؟
اچھا... اب یہ تمہارا ماں سے مجھے بن گیا ہے تم کو گولنے

[illegible]

جب وہ انداز آتی تو اس کی حالت دیکھ کر مجھے ہنسنے لگا۔
 کہتا تھا: یہ ایک موت کے تم ہی ہے جلی کر رہ گئی، اس کی بجائی
 میں نے اسے سہارا دے لیا کہ وہ تیرا چار قدم چلی ہو گی۔
 ہاں، وہ واحد شخص ہے جس کی موت کا ذکر ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں
 میں شوق کا بھرپور جذبہ دیکھ کر وہ سوال جواب کے قابل نہیں سمجھ
 لیا۔ اس کے بعد مجھ کو اس پر سوچنا پڑا کہ کیا یہ سب کچھ وہ گورے
 اور دھڑلے لڑکے جیسے ہی تھے جن کی موت کا ذکر ہوا تھا؟

نے ہر سوال کے جواب میں لاعلمی کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔

ہوئے تو راجھا و پتاہیں سب سے پہلے جاسوسی جواب کا
 ہوا تھا و پتاہیں الماری سے نائیس نے نکالی تھیں و
 دیا تھا و پتاہیں اشتیاق علی اور علی رحمت
 تھیں۔
 کے سوالات کی ردائی میں اچانک پوچھا: تمہارا نام

[illegible]

... متعین بجلا جرم کا کیوں بتا ہونے لگا۔ میں نے
اسی کے ہاتھ کا لٹکا ہوا پرچہ نکال کر اُسے اُسی کی جھپک
یاں سے سُسر کے ہاتھ کا لٹکا ہوا پرچہ پہنچا دیا۔ پرچہ اُس
سے تھوڑی دیر پہلے لکھا تھا تم لوگوں کی بدقسمتی کہ یہ
پتہ بند ہو گیا۔ مگر یہ سب کچھ کہنا تو میری ذمہ داری ہے۔

میں نے اسے یہاں تک پہنچا دیا کہ وہ اپنے گھر پر پہنچ گیا۔ اس کے علاوہ عباسی نے ایک سال درج کرانی تھی کہ اُسے تو لوگوں سے جان کا خطرہ ہے۔ دوئی تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کی کوشش کروں گا۔ ورنہ تم بھی مشہور ہو سکتے ہو۔

اب ہمیں گونا گوں دشمن کھڑے کر دے اور ان کے وقت ہم لوگ مر رہے تھے۔

پھر نکلیا۔ بات میں سب سے دشمن مل جاتا اور میں نے اس سے درو اور اٹھا پھر ایک عجیب بات میرے ذہن میں آئی۔ وہ زبان لگتا تھا اور وہ لوگ اس غدر غیہی حاضری کو اپنے سے درو کر رہے تھے۔

[illegible]

شخص بتا سکتا ہے جو بڑا مہذب ہے۔ یہ فریبک ہو جس کو پتا ہو کہ قتل کس وقت کیا جائے گا۔

دو گروہوں کی مولیٰ تھیں۔ یہ نائنٹیہ ایک سال کی عمر میں تھیں۔
ایسوی بیگم کی بہن جیسا کہ اسے میں نے منٹے میں میں سے ہے۔
واردات میں وقت میں میں نے جب تم کو گروہ سے میں نے میں نے
تعداد دو گروہ ساتھ کیا۔ مدت اس وقت میں میں نے میں نے
گروہ خداوند کے گھر میں تھے اس کو ظفر کا کہتے گروہ کا یہ
کائنات میں نہ ہو گروہ کے مطابق آج اسے میں نے میں نے
ظفر کا کہتے گروہ میں تھے اس کے آج کے گروہ کا یہ گروہ کا یہ
میں۔ یہ گروہ کا یہ میں نے میں نے میں نے میں نے میں نے
کریں میں کی۔ یہ گروہ کا یہ میں نے میں نے میں نے میں نے میں نے

میں نے لکھا کہ ایک لکڑی کے: یہ لوگ اس بات کو چھپانے کی
 کوشش کر رہے ہیں، انھیں اس واقعہ سے ہوا کہ سائنس کا کچھ نہیں جانتے
 بات کر رہے ہیں اور میں نے اس وجہ سے کہ اس کا انکار
 نہیں کیا، میں نے اس کی بجائے اس کے ساتھ ساتھ اس کا انکار
 سے غور کیا، میں نے اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 جو چیز کو لکھا کہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 حسی کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 شام کو میں نے اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 کو لکھا کہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 ہوئی کہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 خود کو لکھا کہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 کہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار کر دیے تھے تو اہل ایمان نے شکستہ سر پر
پاس آئی اور ان کے دل کو وہ بھی میاں دینا چاہتی ہے اس کے بالکل
برعکس تھے اور جو سر پہنچوں کہ کسی کیفیت عارضہ تھی وہ اسے جو اس
میں نظر آتا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی ارادہ نہیں تھا
بلکہ اس نے جو وہ کو بھی اس کے کم اس کے بچنے کی وجہ سے چھوٹے سے انصاف
تھا۔

متمنا اب بیان ہم کل لیں گے: میں نے نرمی سے کہا: اس وقت
 ہمیں اور کام بھی کرنے بیانا

"میری جان کو غلے میں نہ کرو! اس نے کہا۔ "غیر کے کی ضرورت

[illegible]

شگفتہ نے ایک جھکے سے خود کو چھڑا لیا اور تیزی سے یہ جڑ
 اٹھ گئی۔ "ہیں... میں یہاں نہیں رہوں گی۔ تم... مجھے یہاں تھکانوں۔"
 دھڑک رہا ہے۔ یہ۔ یہ عجیبے قتل کو دیکھ گئے ہیں اس وقت بیان دیتے
 اترتی ہوں۔
 مالکین نے پہلی سے شگفتہ کا بازو مڑوا لیا اور اُسے کہنے لگا

لازمی کے اہم ترین عنصر میں سے ایک ہے کہ وہ ہر حالت میں اپنے
 آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرے اور آپسے ساتھ ہی
 معاملہ کچھ اور پی نظر کرنا ضروری ہے کہ اس کی بات دینے کے لیے ملے اور
 درمیان میں اسے روکا جائے۔
 اس کی بات دینے کے لیے ملے اور درمیان میں اسے روکا جائے۔
 اس کی بات دینے کے لیے ملے اور درمیان میں اسے روکا جائے۔

”کے صاحب! لڑکی پر ظلم نہ کریں، یہ سرد رہ جائے نہ کہا۔“
 ”جوتے سے اسے بے حال کر رکھا ہے، آپ اس بات پر جوشیں
 چار دیواری میں کہ جو دوسرے حواس کو بھونچے ہے۔“
 ”مالہ نے مجھے باتوں میں لگا دیا تھا اور یہاں تک کہ وہ بہت ستر کھینچ
 بے جا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر کہنے لگا: ”ایسا نہ کر، اس کی گردن پر ایک زور مارو گا
 اور وہ لڑکی کا زور کھٹکے گا۔“

ان تیزوں کو اس کے لئے جا کر بخانا دینے سے
 یہاں تک کہ اس کا اصرار ہو کہ وہ اس کی
 بیان قبول کرے گا۔

میں نے بہت عقیدہ کیا کہ شہر آباد ہوا، یہاں بھی نہیں گیا۔
 وہ زور سے جانتا تھا کہ چارٹ میں تو کسی کو اس کی خبر نہیں تھی کہ وہ
 عالمی ریس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ میں نے اس کو اس کی خبر دے دی تھی۔
 اس کی خوشخبری کو اس کی بہت خوشخبری کا بیان دے دی تھی۔ لیکن اس
 کے لئے مجھے بہت کچھ دینا پڑا۔ وہ مجھ کو اس کی خوشخبری کا بیان دے
 دیا۔ وہ بہت کچھ دے گا۔ اس کا خوشخبری کا بیان دے گا۔ وہ بہت کچھ
 دے گا۔ وہ بہت کچھ دے گا۔ وہ بہت کچھ دے گا۔ وہ بہت کچھ دے گا۔

ان تہوں کو دوسرے کسے ہی سمجھنے کے بعد میں نے تسلیم کیا ہے اس بنیاد پر اسے تفسیری اور تحفظی کا یقین دلانے کے بعد کہا کہ وہ اہل بیت سے ساری بات بتائے اس کے اس پوری مسرور حالے سے مجھے اور وہ باب کا مکتبہ کے بعد کے باوجود یہاں نہیں

کے قابل تھی۔

[illegible]

اس نے مجھے بتایا کہ گھر میں سرور جان کا کچھ بچہ تھا، اس نے
 اُس کے آباؤ اجداد کی طرح اپنے قابو میں رکھا تھا۔ اُس کی بیوی سونہ
 جی جس کے خاندان کی فرسوسے وہ اُس کی بہن کی بیٹی ہے۔ بیٹا بھی
 اُس کے منشاء پر پڑنا چاہتا ہے۔ ششما کو وہ دراصل جاہلیت سے نہیں دیتے
 ہیں۔ جنہیں کہ ششما نے ان کی اُمیدوں ہال ٹالنے سے مربوط تھی اور ان کے
 منصوبوں میں پوری طرح اُن کا ساتھ دیتی تھی، لیکن آخری منصوبہ یہی وہ
 ہو گا جو غلط ثابت ہوئے۔

اس مختصر تعارف کے بعد میں شگفتہ کا بیان اپنے الفاظ میں اور اپنی ترتیب کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کر جاہوں۔ یہاں کہیں پہلے
مختصر کرچکا ہوں کہ کوئی نئی دلچسپی برقرار رکھنے کے لیے واقعات کو کسے
ترتیب دینا پڑتی ہے۔
شگفتہ سے مجھے تیار کر سہرہ جان جس کے باب کے طول المعری

[illegible]

یہی اہم صورتِ بند کردی عباسی نے کی بار اُسے عربی سے نکالا
 ہن وہ اپنے بیٹے اور جو سے ساز باز کر کے دوبارہ واپس آجائی تھی۔
 وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عباسی گڑھا، کنوڑ اور ممبئی ہوتا

چل گیا وہ اپنی انتہی طبیعت اور بعض مخصوص عادات کی وجہ سے
اسنے عزیزوں کی جلدوں سے پہلے ہی عہدہ ہلاک کر دیا تھا۔ بالآخر اس کی مینائی
آئی فزور ہو گئی کہ وہ فریب کی گیز کو بھی نہیں پہچان سکتا تھا۔ یہ اس کے
آخری دنوں کی باتیں ہیں۔

انہوں نے جی پی سی سرور جان کے دشتے داروں کے اسدوشتے حامی
 بڑی قسمی تھی، اس میں اسدوشتے داروں کا طر رقیان کر کے ایک کو آشتیا
 اور دوسرا گلشن گلشن کا ذکر اس سچے میں گلشن کے لئے سے
 گشتے سے تا بار کو پچھن گلشن کا ایک کو آشتیا سے گلشن کا
 اسے اسدوشتے دار راقیان گلشن کے لئے سے صلہ کارہو اس کا
 میں اسدوشتے دار راقیان گلشن کے لئے سے صلہ کارہو اس کا
 ماہی راقیان گلشن کے لئے سے صلہ کارہو اس کا
 اسدوشتے دار راقیان گلشن کے لئے سے صلہ کارہو اس کا

اللہ و لوہا فراز اسے حویلی میں مستقل حکومت اختیار کر لی تھی۔ ان کا کام جہاں کی نگرانی کرنا تھا، دیکھ بھال نہیں۔ دونوں ہادی باریت حویلی دیتے تھے، ہمسایوں کو بھی کیا، تھا کہ عباس حویلی سے باہر نکلنے چاہتے، شروع میں انھوں نے اپنے ساتھ ترم رک رکھ کر وہاں سے رہا کرتے تھے، یہاں تک کہ وہ دونوں حاکم بن گئے اور انھیں اس کی خدمت کے لیے

جاسوسی ادب کی میدانِ کتابیں کم سے کم قیمت ہیں
 جاسوسی ادب کے متوال ترین مصنف ایچ اقبال گل ہے
 ۱۰ روپے ۲۰ روپے ۳۰ روپے
 جاسوس شہزاد الیڈی ملیک
 ایک جلد میں دو کتابیں ۱۰ روپے ۲۰ روپے ۳۰ روپے
 آج ہی طلب فرمائیے
 کتابیاتِ علمی کیشرز، پرس بکس ۳۳ کراچی ۱

لکھا ہے۔ لیکن جودی میں ماسی کی اسی جگہ کو کہتے ہیں کہ اس کی اپنی
محلایں ہیں۔ لیکن اگر دیکھا جائے کہ اس بات کا اس کی وقت سے پہلے جب
ایک درویش گئے تھے اسے گھٹ سے باہر چلنے سے روک گیا۔
کئی بہتوں سے ماسی کا کافی بڑے علاقے میں پناہ تھا۔ اس نے
اپنے بیٹے کے ذریعے ان لوگوں کو کہنا تھا کہ ان کی بنیاد کے ذریعہ رخصت
اور اپنی بیوی کے ساتھ میں پناہ تھا۔ اور اگر ان کو جبراً چھوڑ دیا جائے
تھا تو اسے یہ کہہ کر گھٹ سے باہر نکال دیا تھا کہ وہ ماسی صاحب کو کہہ
دیں یہ اپنی اپنی حیثیت سے چھوڑ دیں۔

اس وقت ماسی اپنے چڑی سے ملے اور اسے اپنی زندگی پر غور کیا
احوال تھکے کہ اس وقت سے پہلے کیا تھا۔
لیکن گھٹ کے درمیان میں اس نے اس کا دست روک لیا اور پوچھا کہ
ماسی صاحب! کئی جگہ سے یہ کہہ رہا تھا کہ اس کا کام ہے تو مجھے علم کیا کہ
اس جگہ سے یہ کہاں لے جاتا تھا کہ گھٹ سے باہر کی طرف
ماسی صاحب! اس جگہ کی طرف لے جاتا تھا کہ وہ کہہ رہا تھا
کہ جادو سے اسے گھٹ سے نکال دیا۔

لیکن آپ کا کہنا کہ اس جگہ سے یہ کہہ رہا تھا کہ اس کا کام ہے تو مجھے علم کیا کہ
اس جگہ سے یہ کہاں لے جاتا تھا کہ گھٹ سے باہر کی طرف
ماسی صاحب! اس جگہ کی طرف لے جاتا تھا کہ وہ کہہ رہا تھا
کہ جادو سے اسے گھٹ سے نکال دیا۔

اس کی نظر کو دیکھی اور چال میں معنی سے تھابت تھی اس
نے وہب دیکھا کہ اس میں اسے سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی
سے سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی طرف سے کسی طرح کی بات
کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

کہ اور یہ کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

کہ اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

کہ اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

اس نے یہ کہہ کر کہ اسے باہر باپ ہے وہ ماسی نے یہ کہہ کر کہ اس کا کام ہے
کہ وہ اس کے پاس سے نہیں ملتا اور اس نے چوڑی سے سامنا کیا لیکن اس نے نہ تو اس کی
طرف سے کسی طرح کی بات کی اور نہ وہب نے اس کے پاس سے
پوچھا کہ اس کا کام ہے؟

معلوم عورتوں کی بچی راستائیں

مورد الزام

آدم زادی

صفت نور حسین شاہ

آدم زادی ان کہانوں کا مجموعہ ہے جس میں
صفت ذوق کے ساکھ، مشکلات، اس کے
دعائے جانے والے مقام کے سچے واقعات
قلمبند کئے گئے ہیں۔

رہائی اور شہری خواتین کی بچی کہانیاں

ہر عورت کی اپنی داستان

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قیمت = 50 روپے ڈاک خرچ = 10 روپے

رقم بھجوانے والے کے نام پر ڈاک خرچ حوالہ

کہانیاں بچی کی بیشتر پوسٹ بکس 23

رفیقان خیریتیرہ، ملواری اسٹریٹ

آئی آئی چندر نگر روڈ - گرامی 74200

۱۱

مختلفہ نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ مذکورہ زنجیر نادری سے

میں دل و جان سے اس کی حفاظت کروں گا۔ اس نے سنے

پچھلے سے چلتی ہے۔



میں بتان لکھی تھی کہ اگر یہ کھڑکی مرو کی ناخون کے پاس ہی تھی
تو اس کے لاش نیچے تھی، اس لیے واضح طور پر یہاں سے نقل کیا گیا تھا
'نہ آئے' آج سوا چھ صوبہ مال پر کافی غور کر کے کہا تھا اگلا۔
صاحب ملام ہوتا ہے کہ عورت ہادی جی خانے میں آگئی تھی۔۔۔

جزایم
 کی دنیا بڑی بھیجا ایک دن سب سے
 لیکن اس کے قصے بہت سے وہ لوگ
 کو بہت دلچسپ معلوم ہوتے ہیں، تو آئیے ایک بالکل حیران کن دنیا
 میں چلتے ہیں۔ پہلے قصے اور پھر ان کی باتیں۔

[illegible]

جس کو اللہ نے ستر کر رکھا اور کفار کا ہاتھ نہ تھا۔

اس نے جسے بتایا کہ حمل کے طوائف پشت پر تھا، اس سے ساقہ

اگر اس میں تھوڑی سی بات نہ ہوتی تو اس کا ہاتھ نہ ہوتا۔

جہاں ایک مکان کے اندر دو دھڑو... پھیلے... ایک اور اس میں بڑھن

ساتھ کھڑے تھے کہ ان میں سے ایک بھولتا تھا، اس سے کہا کہ اس کے

والد سے پہنچنا اور ان کو بتا دینا کہ وہ کھڑے ہیں، اس کے ہاتھ سے

دھڑو ہٹ گیا۔ ایک اور بھولتا تھا کہ وہ بھول کر دھڑو سے اتر گیا تھا

لیکن وہ بھول کر اتر گیا، اس سے پہنچا کہ وہ بھول کر اتر گیا تھا

دھڑو سے اتر گیا اور اس کے ہاتھ سے... اس میں دھڑو سے اتر گیا۔

دوستوں سے ملاقاتوں کی باتوں کی بنا پر کیا اہل اللہ سے ہمیں ملنا چاہیے؟
 ہرگز نہیں۔ اگرچہ علماء دین کی ہم کو آڑی تھا۔ اس کے لیے دلائل بھی تھے
 مشکل تھا۔ وہ دلائل دینے کے لیے طوفان ڈھکائی ہوئے ہیں۔ دیکھنے
 کے لیے کہ پہلے دارالحدیثی صبر خانہ کو دیکھنا ہوگا۔ اس شخص
 کو فوجی احقر کے پاس ہے۔ تھانہ کے رہائے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ تھانہ
 سے پھر دو... اس نے فوجی کو دیکھا ہے۔ یہ جالے نہا ہے۔ گولی لڑائی

[illegible]

”میں نے اس پر بھی غور کیا ہے، غفلت کو قتل کرنے کے
 بہ نسبت لگے کھڑا ہو کر، سر اٹھا کر، اسے جی بھاری ہو کر
 گلاس اور دانے کے پیچھے پھونکا ہوگا، اگرچہ جس کے
 ہاتھ سے لڑی زیادہ ہو، جتنا زہر، برکتی ہے، سرکشت بہتوں
 کے لئے بھی اس سے ترقی کی تصدیق کرتے ہیں۔“
 تھوڑی سی مصلحتوں پر عمل کرتی ہیں، لیکن میں بہت سی باتیں
 وضاحت طلب کرتی۔
 ”میں نے سوچا ہے، کیا کوئی چیز بھی ہمدردی ہے؟“
 ”ایک ایک چیز کو تو کھانا کھاتے نہیں، ہمارے ہاتھ لگتے
 ہیں، کوئی چیز بخوری نہیں پرتی۔“
 ”گھومتے گھومتے ہمیں کیا چیزیں ملیں، اور آپ کو بتاؤں، اس
 کے تشریح دہ چوبیس سال کے ہیں، چھٹکے ہیں، اگرچہ میں نے انہیں
 کاچوہہ لکھوڑا، اس کا خوش اس کے خوش تارے تھے، وہ ایک حسین
 عورت تھی، بدلی میں نے اس کی تصویر بھی لی تھی، وہ ایک
 بہت حسین اور دلکش عورت تھی، اس نے ملائی چیزوں اور پیسے
 پر نہ گنتے تھے، جسے میں نے خانا کیا، کیا کھانا کھانے کو لائے
 جاتا تھا، میں نے اس سے نظر نہ کرنا، اس کی نگاہیں چاروں طرف
 اڑا کر، اس کا سانس بھی محسوس نہ تھا، تو میں اس میں ہل چلا کر
 پرا کا، میں نے اس کے انشان لکھیں، کیا انہیں سے بے اندازہ ہوتا کہ
 آٹا نے زور دیا، اس کے گوشہ گوشہ کی ہمتی پر خوشی کا اظہار کرتا
 تھا، وہ کافی بڑا کھینچنے سے نہ کھاتا تھا، چوڑیاں اس کے تانگ
 سے تھیں، میں تھوڑی سی خوشی سے بہتا ہوا، اس کے ہاتھ ان کے
 سے ظلم پر تھا، تو اس کی ہر چیز بھی نہیں تھا۔“
 ”جو میں کا موڑ میں تھا، تانہیں انھیں بری کا ہستہ نہ
 اور جھکا دیتا تھا، اس کی ملائی پر کھڑی بندھی ہوئی تھی، وہ
 میں کھانے کو جس کی مالیت کی تھی، اس کا ہر ایک کھانے
 کا قصہ میرے کان میں آتا، اس کی تین چیزوں کو مجھے اچھے نہیں لگتا
 لڑا اس قتل کو اس کی پرائی ہوئی تھی۔“
 ”میں نے اس کا دوا لی، اس کے کھانے کے بعد میں نے آت تھی، جن
 قریب میں سے، اور اس میں پسند نہ آئے، بے عمل ہو گیا۔“
 ”اگلی صبح صبح کو اپنا ہاتھ سے ناز کر دیا، اب میں خانا بنے
 تو حوالہ دلا، اس کو میری طرف سے بیٹھا تھا، اسے دیکھ کر مجھے کچھ برا۔“
 ”وہ تیس برس کی، اس کا دل بڑا بڑا تھا، اس کے کھانے پر زور دینے
 کوئی نہیں لیا، اس کا خاصا خوب تھوڑا دھکا دینا تھا، حوالہ دے
 بتا کر اس کی بڑی خوشنودی تھی، میں نے اس کے کھانے پر ہر وقت
 گزشتہ وقت میں نے درودات کا جو بھی کھانا کھانا، وہ چھو
 اس درودات سے کوئی تعلق نہ تھا۔“

”اس نے کہا، میں نے اس کی تھوڑی سی خوشی سے بہتا ہوا، اس کے ہاتھ ان کے
 سے ظلم پر تھا، تو اس کی ہر چیز بھی نہیں تھا۔“
 ”جو میں کا موڑ میں تھا، تانہیں انھیں بری کا ہستہ نہ
 اور جھکا دیتا تھا، اس کی ملائی پر کھڑی بندھی ہوئی تھی، وہ
 میں کھانے کو جس کی مالیت کی تھی، اس کا ہر ایک کھانے
 کا قصہ میرے کان میں آتا، اس کی تین چیزوں کو مجھے اچھے نہیں لگتا
 لڑا اس قتل کو اس کی پرائی ہوئی تھی۔“
 ”میں نے اس کا دوا لی، اس کے کھانے کے بعد میں نے آت تھی، جن
 قریب میں سے، اور اس میں پسند نہ آئے، بے عمل ہو گیا۔“
 ”اگلی صبح صبح کو اپنا ہاتھ سے ناز کر دیا، اب میں خانا بنے
 تو حوالہ دلا، اس کو میری طرف سے بیٹھا تھا، اسے دیکھ کر مجھے کچھ برا۔“
 ”وہ تیس برس کی، اس کا دل بڑا بڑا تھا، اس کے کھانے پر زور دینے
 کوئی نہیں لیا، اس کا خاصا خوب تھوڑا دھکا دینا تھا، حوالہ دے
 بتا کر اس کی بڑی خوشنودی تھی، میں نے اس کے کھانے پر ہر وقت
 گزشتہ وقت میں نے درودات کا جو بھی کھانا کھانا، وہ چھو
 اس درودات سے کوئی تعلق نہ تھا۔“

”اس نے کہا، میں نے اس کی تھوڑی سی خوشی سے بہتا ہوا، اس کے ہاتھ ان کے
 سے ظلم پر تھا، تو اس کی ہر چیز بھی نہیں تھا۔“
 ”جو میں کا موڑ میں تھا، تانہیں انھیں بری کا ہستہ نہ
 اور جھکا دیتا تھا، اس کی ملائی پر کھڑی بندھی ہوئی تھی، وہ
 میں کھانے کو جس کی مالیت کی تھی، اس کا ہر ایک کھانے
 کا قصہ میرے کان میں آتا، اس کی تین چیزوں کو مجھے اچھے نہیں لگتا
 لڑا اس قتل کو اس کی پرائی ہوئی تھی۔“
 ”میں نے اس کا دوا لی، اس کے کھانے کے بعد میں نے آت تھی، جن
 قریب میں سے، اور اس میں پسند نہ آئے، بے عمل ہو گیا۔“
 ”اگلی صبح صبح کو اپنا ہاتھ سے ناز کر دیا، اب میں خانا بنے
 تو حوالہ دلا، اس کو میری طرف سے بیٹھا تھا، اسے دیکھ کر مجھے کچھ برا۔“
 ”وہ تیس برس کی، اس کا دل بڑا بڑا تھا، اس کے کھانے پر زور دینے
 کوئی نہیں لیا، اس کا خاصا خوب تھوڑا دھکا دینا تھا، حوالہ دے
 بتا کر اس کی بڑی خوشنودی تھی، میں نے اس کے کھانے پر ہر وقت
 گزشتہ وقت میں نے درودات کا جو بھی کھانا کھانا، وہ چھو
 اس درودات سے کوئی تعلق نہ تھا۔“

”اس نے کہا، میں نے اس کی تھوڑی سی خوشی سے بہتا ہوا، اس کے ہاتھ ان کے
 سے ظلم پر تھا، تو اس کی ہر چیز بھی نہیں تھا۔“
 ”جو میں کا موڑ میں تھا، تانہیں انھیں بری کا ہستہ نہ
 اور جھکا دیتا تھا، اس کی ملائی پر کھڑی بندھی ہوئی تھی، وہ
 میں کھانے کو جس کی مالیت کی تھی، اس کا ہر ایک کھانے
 کا قصہ میرے کان میں آتا، اس کی تین چیزوں کو مجھے اچھے نہیں لگتا
 لڑا اس قتل کو اس کی پرائی ہوئی تھی۔“
 ”میں نے اس کا دوا لی، اس کے کھانے کے بعد میں نے آت تھی، جن
 قریب میں سے، اور اس میں پسند نہ آئے، بے عمل ہو گیا۔“
 ”اگلی صبح صبح کو اپنا ہاتھ سے ناز کر دیا، اب میں خانا بنے
 تو حوالہ دلا، اس کو میری طرف سے بیٹھا تھا، اسے دیکھ کر مجھے کچھ برا۔“
 ”وہ تیس برس کی، اس کا دل بڑا بڑا تھا، اس کے کھانے پر زور دینے
 کوئی نہیں لیا، اس کا خاصا خوب تھوڑا دھکا دینا تھا، حوالہ دے
 بتا کر اس کی بڑی خوشنودی تھی، میں نے اس کے کھانے پر ہر وقت
 گزشتہ وقت میں نے درودات کا جو بھی کھانا کھانا، وہ چھو
 اس درودات سے کوئی تعلق نہ تھا۔“

ہاں ہاں گورانی اور وہ علم کر کے کچھ حاصل ہے۔ شیخ نے ہنسی دیا
فریض لکھ گئی تھی۔ وہ کھڑے بیٹھ قائم ہو کر بیان شروع کیا۔ اس
دوران میں اسے خیال آ گیا کہ کتاب اس کا انتظار کر رہی ہوگی اور وہ
کتاب کے بارے میں کچھ کہے بغیر چھوٹ جائے گا۔ اس نے سوچا کہ اس کے
پہلوں میں سے کسی کا نشانہ نہ کرے اور کچھ کہے بغیر چھوٹ جائے گا۔ اس نے سوچا کہ اس کے
دو سے۔

اس خیال کے تحت وہ ہمارے گھر میں گیا اور اچھے دھڑکنے
پر کسی کی دھڑکنے کی آواز سن کر اس نے جلد سے دوڑا۔ وہ دھڑکنے
سے دوڑا اور ایک اور خانہ میں داخل ہوا۔ وہ خانہ میں داخل ہوا
ماتھے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ خانہ میں داخل ہوا۔ وہ خانہ میں داخل ہوا
قند سے جو درجہ کی سکری اس کا انتظار کر رہی ہے۔ لیکن وہ درجہ کی
غائب ہو گیا۔

منظر بدی خانے کے دو دروازے میں سے ایک کے کمرے میں سے
دیکھ کر اس نے سوچا کہ اس نے اس کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
قدم اٹھا کر ایک تہیہ میں اس کا پرکری نے ہنسی سے دیکھا۔ اس نے ایک
کمرے میں چکر بھرا اور وہ اس کی تہیہ میں سے ایک کے کمرے میں سے
پہلو سے دو دروازے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
باہر نکلا۔ یہ کسی نے کچھ نہ دیکھا۔ چکر بھرا اور خانہ میں داخل ہوا
والا خانہ دو دروازے کے پاس تھا۔ لڑکا منظر کو سامنے مانتے
دو دروازے کی طرف دوڑا۔ اور خانہ میں داخل ہوا۔ وہ خانہ میں داخل ہوا
سننے کے لیے باہر نکلا۔ لیکن اس کی سی سی وی کی تصویر دیکھ کر اس نے سوچا کہ
کون سی سی وی کی تھی۔

ابھی وہ دو دروازے سے کھڑک دیکھ رہا تھا کہ اس نے حوالہ کر لیا
داخل ہو کر اس کے سامنے وہ اور زیادہ دھڑکنے پر لگا اور دو دروازے
پھاڑا۔ اس نے گھر میں دوڑا۔ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی لڑکے
میں اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔

منظر بدی خانے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کہا۔ اس میں اس کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کون سی سی وی کی تھی۔

لیجے خیال آ گیا کہ منظر کو سامنے سے تو تھانہ اپنے
گھر چلا گیا۔ اس نے حوالہ کر لیا۔ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔
وہ ٹھہر کر باہر خانے میں گیا اور وہ کچھ دیکھا۔
اس بات کا تصور اس کے سامنے آیا۔ اس نے سوچا کہ اس کے کمرے میں سے
باہر خانہ میں داخل ہوا۔ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔
کے لیے یہ خود رہتا تھا۔ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔
میں چھوڑا۔ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔
اسے اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔

لیجے خیال آ گیا کہ منظر کو سامنے سے تو تھانہ اپنے
کہا۔ اس میں اس کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کون سی سی وی کی تھی۔

لیجے خیال آ گیا کہ منظر کو سامنے سے تو تھانہ اپنے
کہا۔ اس میں اس کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کون سی سی وی کی تھی۔

لیجے خیال آ گیا کہ منظر کو سامنے سے تو تھانہ اپنے
کہا۔ اس میں اس کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کون سی سی وی کی تھی۔

لیجے خیال آ گیا کہ منظر کو سامنے سے تو تھانہ اپنے
کہا۔ اس میں اس کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کون سی سی وی کی تھی۔

لیجے خیال آ گیا کہ منظر کو سامنے سے تو تھانہ اپنے
کہا۔ اس میں اس کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کون سی سی وی کی تھی۔

لیجے خیال آ گیا کہ منظر کو سامنے سے تو تھانہ اپنے
کہا۔ اس میں اس کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کون سی سی وی کی تھی۔

لیجے خیال آ گیا کہ منظر کو سامنے سے تو تھانہ اپنے
کہا۔ اس میں اس کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کون سی سی وی کی تھی۔

لیجے خیال آ گیا کہ منظر کو سامنے سے تو تھانہ اپنے
کہا۔ اس میں اس کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کون سی سی وی کی تھی۔

لیجے خیال آ گیا کہ منظر کو سامنے سے تو تھانہ اپنے
کہا۔ اس میں اس کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کون سی سی وی کی تھی۔

لیجے خیال آ گیا کہ منظر کو سامنے سے تو تھانہ اپنے
کہا۔ اس میں اس کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کون سی سی وی کی تھی۔

منظر بدی خانے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کہا۔ اس میں اس کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کون سی سی وی کی تھی۔

منظر بدی خانے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کہا۔ اس میں اس کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کون سی سی وی کی تھی۔

منظر بدی خانے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کہا۔ اس میں اس کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کون سی سی وی کی تھی۔

منظر بدی خانے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کہا۔ اس میں اس کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کون سی سی وی کی تھی۔

منظر بدی خانے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کہا۔ اس میں اس کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے ایک کے کمرے میں سے
کون سی سی وی کی تھی۔

تو یہ نکال کر سب سے بااثری خانے میں پہنچا اور پھر اپنے دوپے ملا کر خوں کیسے پڑی تھی اسے دیکھ کر وہ ان کے گھر میں داخل ہو کر دلوں کے اندر سے کئی کئی برس سے ایک کھلی اٹھائی اور عجب سے جاکر زمین کے سر پر دوڑ پڑے۔

تو وہ بھی دوڑا۔

یہ سب کچھ دیکھ کر وہ بھی دوڑا۔

خون خورہ ہو کر اس کے منہ سے آواز میں داخل ہوئی۔ یہی صورت مستحکم کر کے وہ کھڑی ہوئی۔

اسی نے عجب دھڑلے سے چلی گئی۔

مستحکم رہ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

ملک صاحب کو ہلکی سی آواز کی ضرورت ہوئی۔

یہ سب کچھ دیکھ کر وہ بھی دوڑا۔

خون خورہ ہو کر اس کے منہ سے آواز میں داخل ہوئی۔

اسی نے عجب دھڑلے سے چلی گئی۔

مستحکم رہ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

ملک صاحب کو ہلکی سی آواز کی ضرورت ہوئی۔

یہ سب کچھ دیکھ کر وہ بھی دوڑا۔

خون خورہ ہو کر اس کے منہ سے آواز میں داخل ہوئی۔

اسی نے عجب دھڑلے سے چلی گئی۔

مستحکم رہ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

ملک صاحب کو ہلکی سی آواز کی ضرورت ہوئی۔

یہ سب کچھ دیکھ کر وہ بھی دوڑا۔

خون خورہ ہو کر اس کے منہ سے آواز میں داخل ہوئی۔

اسی نے عجب دھڑلے سے چلی گئی۔

مستحکم رہ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس کے پاس پہنچ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس سورت کو دیکھ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔

اس سورت کو دیکھ کر وہ ایک آواز میں کہہ کر اس کے پاس پہنچے۔



قرصنادر کے سرے پر بھی ہونے لگی ہوں میری زندگی مجھے باہمی دلائل،
میں اس کا بعض عارضی دلائل کی؟
دو کچھ کائنات مفرہ بھی ساتھ لائی تھی۔ میں نے سرسری غلط
میں ان کا ساتھ نہ کیا۔ یہ بات بالکل صحیح تھی کہ وہ اتحادہ سال سے
ظہیر اور اگر بھی کیا کہ ان کائنات سے یہ بتائیں پناہ کا کمال
رقم کتنی تھی اور اس کا کیا حساب کیا۔

دلی، ان کا قہقارے سے ٹھوکر چاٹیں، چائے پیئیں
 کہا: "فرنس کے کاغذات کے لیے پاس کیا ہے؟"
 "میں تو اس مسئلے سے فرنس کے کاغذات چھوڑ کر
 پاس میں بیٹھ گیا، دیکھا کہ دس ہزار روپے اور نو گائے بہت
 سے کر رہا تھا اور دو تین روپے لے جانے لگا۔ گراٹا، وہ سال
 پہلے اس نے مجھے ہزار روپے فروخت کیا تھا۔ اب تو یہ
 چلے آئے ہیں۔ دس ہزار روپے لے گا۔ یہ اگر بہت بھلے صلوم
 ہوئی تو میں اپنی زمین بھی بیچ دوں گا۔"

”ایہا بی! تم بہ مانتی ہو کہ تمہارے شوہر نے چوہری سے قرضہ لیا تھا، یہ بھی مانتی ہو کہ یہ قرضہ سود پر لیا تھا اب سود کا حساب یہ ہے کہ اگر صرف سود کا کیا جائے اور اصل رقم ہی سے کچھ بھی ادا نہ کیا جائے تو سود کا حساب ساری عمر تمہیں ہو سکتا اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ دلواری کیس ہے۔ ہم اس میں ہاتھ نہیں ڈال سکتے۔“

ہوتا ہے۔ اُس کے علاوہ غلوں سے اونچیل ہوتے ہیں۔
یہ تو قانون کی مٹاؤ اور کھتا قدرت کی مٹاؤ اس سے بھی
محنت ہوتی ہے۔ ان مٹاؤں کو دیکھ کر بعض لوگ ہوش دھواں
لہو بیٹھے ہی اور بعض کے ادرٹ فیل ہو جاتے ہیں۔

[illegible]

جودھری غلام قادر ایک دولت مند اور بااثر شخص تھا۔
انہوں نے کئی خوش قسمتی ہوتے ہیں۔
ان کا احوال بیان کرنے سے پہلے میں جودھری کا بڑا منظر اپ
نے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

[illegible]

یہ ہے کہ اس کے لیے بچاؤ کا کام کرنا چاہیے۔
 اس نے اپنے تمام راجے لے کر اپنے بچے کے ساتھ فرار ہو کر کام
 ۱۲ مئی ۱۹۴۷ء میں تیار کیا۔
 اس کے بعد اس نے فرار ہونے کے بعد اپنے تمام راجے لے کر اپنے بچے کے ساتھ
 فرار ہو کر کام کرنا چاہیے۔
 اس نے اپنے تمام راجے لے کر اپنے بچے کے ساتھ فرار ہو کر کام
 ۱۲ مئی ۱۹۴۷ء میں تیار کیا۔

کوئی شخص شریک جواب نہ دے کہ وہ بار بار یہ بات دہراتا ہے۔
ہر بار اس کا بیان جھوٹا ثابت ہوتا تھا اس لئے کہ یہ بات
بے باخواب نہ ہوتی تھی کہ اس شخص کو اس شخص کے بار بار یہ بات
کوئی شخص کہے جسے اس کے علم میں ہو کہ کالیہ کا یقین ہو گیا
تھا کہ اسے اس کے سپرد کر دیا ہو جب یہ معلوم کرنا چاہا
تھا کہ اس نے اس کی لاش کو لاش کے سپرد کر دیا ہے یا
اور جو کہ اس کے علم میں تھا کہ اس نے اس کے سپرد کر دیا ہے
اس کی بات نہیں رہی کہ اس نے اس کے سپرد کر دیا ہے۔

میں نے پوچھا: تمہاری کوئی جھوٹی سنی ہے؟
وہ دہمیں: میں نے جہاد دیا پھر خدا سے اشارہ کیا
اُن کے قدم پڑے۔ ایک اتنی سی ہے اور ایک اتنی ہے۔
اُسے ایسی آئی تھی جتنا کہ ایک دو سال کی اور دوسری

پہلے سے اس کا ہے۔
 پہلے سے میرے سوال کے جواب میں کہ اگر اس کا
 سالہن کے کان میں سونے کا بالیاں ہیں۔
 جیسے ایک بات قربانہ میں سے نہا۔ اگر کوئی چیز
 تھامے اس کی بالیاں فوراً نہ تھامے اس کے کان میں
 تو تم کا کر دے گا۔

اُس نے بڑے جوش سے جواب دیا: "میں کسی کا مارکر ٹھونڈ بنا دوں گا!"

میں تو اس کا خون کیا جاؤں گا۔ اس کو جہاں سے ملے
 میرے کمرے میں لے آؤں گا۔ آج اس جرمِ عظیم کو
 اس نے ایک سو سالہ لڑکی کے کانوں سے بلبلِ غریب
 اُسے قتل کر دیا ہے احباب! شیں تیار ہے کہ لڑکی کا
 اُس کے گلاں چھپائی ہے۔ ہم اس سے یہ بات معلوم کرنے
 کو کشش کر رہے ہیں۔“

یہ سب کڑاؤ کا خفیہ جانا رہا اور اس نے اپنے
سے معافی مانگ لی۔
چند روز کے بعد پولیس نے اقبال جرم کر لیا اور
اس کی نشاندہی برطانوی کی لاش پر کی گئی۔

جب یہ تعاقب کو سمجھنا نہ دی جاتی ہے تو وہ نہایت بے
 اور غلط فہم نظر آتا ہے۔ اس وقت اس کے منہ سے آدمی کو اس
 آہٹا ہے کہ میں کہ اس وقت صرف تصور کرنا ایک دماغ

ملکہ ہے؟“
بردر نے نفی میں سر ہلایا، بجلاؤ مجھے تو نہیں ملتا، پرانا
اٹھا آدمی نہیں ہے۔ میں اس گھر میں نہیں رہوں گا۔“

[illegible]

یہ بات یاد رکھیں کہ اگر آپ کو کسی اور شخص سے ملنا ہو تو اس سے پہلے اس شخص کے بارے میں تحقیق کر لیں۔

ایک دفعہ کوئی اسے سیدھا روٹ کاٹ کر کھانسی
اسے سختی مڑی بائیں آنکھ پر ہر دوڑا کر کہہ گا:
"لو کھائیں سلام ہو چکا ہے۔" جس نے کہا اسے غلط فہمی
ہو گئی ہے۔ تو آپ جس کے نام پر پکے ہو وہ یہی آدمی کہ جس
کو لڑکے کہ جلا کر پیاتھا۔
اسے اس کی فوری مدد کا ناما یا پتھا کھانسی پر مدد سے

خستگی سے روک دیا۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ جانتے ہی پہلے لڑکے کی پٹائی کر کے گا، پھر کوئی دوسری بات کو سنے گا۔
میں نے ایک حوالہ کو سرگرم کیا: "جیسو دیا جوا میں جیسو لے کر دیا میں جیسو"۔

ایک بات تامل کر دینے سے اپنے آپ کو کچھ نہیں پڑ
 شہد کو تہہ چکا تھا اس کا سر کھنسی سے تھک رہا تھا
 لڑکی کا کھنہ سے ہلایا، لڑکا کہہ کر قتل کر دیا تھا کچھ بات
 یہ سب کہ اس نے بلایا تو خیر ان تھیں لڑکی کے دروازے کان چٹھے
 ہوئے تھے اور ان پر خون تھا جو اچھا ہے بات یہی ہمیں معلوم ہوئی
 تھی مگر بلایاں جیسا کہ ان کا کہنا تھا اس سے جب باتیں ہو گئی

میں نے کہا تو اس نے ایک بالی پر معمولی سا خرچ کر کے اس کا ہاتھ دیا۔
اس بات سے مجھے شک ہوا۔ اس نے مجھ کو باغ میں لے گئے
کھا ادا ایک انڈیا کو ہاتھ سے پکڑ لیا۔
اس نے چاروں قبل ایک چھوٹے سے گھر کی بلڈرٹ

درج کو اتنی کٹھی تھی۔ ہم نے غزم کو شک کوئی نہ کر گوارہ کر لیا اور
وٹائی کے گھر والوں کو ہالیں دکھائیں۔ انھوں نے فوراً ہالیاں بچپان
ہیں۔ وہ انہی کی کچی تکی ہالیاں تھیں۔ غزم ہالوں کے بارے میں



کیوں وصول کرتے رہے ہیں؟

”اداکاروں کا تو اپنی زوجہ پر دیکھ۔“

”میں بھی کیوں لائی کوئی بزرگوں میں اپنا بیانیہ

سال کی خدمت کی کافی آپ کی جھولی میں ڈالنا ہوں آپ کی جیسے

بولنے سے بندھ چکے تھے۔ میں نے کئی گنا نواز نہیں کی۔

میں جی چاہیے تھے بلکہ ان کے گھر میں جھانپنے سے کہنے کہ

”جوہری صاحب، تم کو جس سے بات چیت کے کہنے

سمجھنا کہ میں غصے سے بات نہیں جانتا کہ۔“

”میں نے کہا کہ جوہری صاحب، پچھلے برس بات چیت

پانچ بیس کروڑ کے کی بنا کر ہے۔ اس کے بعد ہی بات آئے

جہاں پہلے پانچ بیس لاکھ تھے۔ اس لیے پچھلے آپ کرنے کی رقم تیار پھر

یہ تھا کہ کوئی رقم رہا ہے۔“

”چوتھے لاکھ، پانچ بار تو میں و سرانجی لے کر

پانچ پانچ بیس چھ ہزار دو سو چھریں سے ڈرا کہ۔“

”مگر اس کے بعد پانچ ہزار چھریں سے ایک ہزار دو سو چھریں سے

کے پچھلے پانچ سو کوئی لاکھ کی تعداد کی اس کے خلاف

بیان کر کے منظر کاروی۔“

”مگر طلب سے اتنا ہزار گرامی؟“ جوہری نے مانا

”چاہے ہزار سو لاکھ کا کام ہے۔ میں نے بیان دیا تھا پورے

کچھ پانچ سو تھا۔ اور بعد اس کی کوئی دالان کو عدالت منظر

ہی دیا تھا کہ۔“

”اس وقت میں نے جس کی خدمت میں ہے۔ میں نے کہ

”میں اس کی کوئی رقم کر کے پچھلے چھریں سے بھی ہوئے کہ

”جوہری صاحب، شک ہے۔“

”جی ہاں، بالکل شک ہے۔“

”سرانجی لے کر اب ہم سے تیار کوئی رقم ادا کرے؟“

”نہ آپ کا کہہ کر۔ میں ہزار سے زیادہ سوچ رہی

سرانجی لے کر اب یہ دیکھ رہی ہوں جوہری صاحب کے جتنی

تھیوں کو یہ دیکھ رہی ہوں۔“

”میں ہزار دو سو پانچ چھریں سے لے کر کہ ادا بھی تاک

قرض دلائیں ہوں؟“

”نہیں زمین کا ہے۔ ہم نے اس زمین پر بھرت محنت کی ہے

”میں آپ کی بات اس طرح سمجھ رہا ہوں۔ میں

”اس طرف سے۔“

”پچھلے سے۔“

”جوہری صاحب، آپ کی بات چیت کے کہنے کہ

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”اس طرف سے۔“

”وہ ہے وہ دو لاکھ“

”میں نے چھری سے پوچھا اس زمین کی موجودہ قیمت کیا

”ہوئی؟“

”اس وقت اس زمین کی قیمت میں اس ہزار دو سو چھریں

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”پچھلے کی طرح کیا تھا کہ سب اس کی محنت ہے اس قسم کے ذرائے

”میں نے بتائے کہ اس طرح اس میں نہیں ہے۔“

”جوہری صاحب، میرا بھی یہ خیال ہے کہ اس طرح

”بات نہیں ہے۔“

”تو ان کے امتداد سے متعلق کر کے پوچھے اپنے

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

”میں نے پوچھا کہ۔“

آباد رہے گا۔ مگر بخانیدار کے جانتے رہتے ہیں۔
بات ختم کرتے ہی وہ کمرے سے نکل گیا۔

قد نئی کلام، شریعت میں نے عربی کی آگ کا ذکر کیا تھا۔
یہ عربی جو دھری غلام نادر کی تھی۔

[illegible]

مفت باغیچہ کے لیے جوہری غلام قادر سے استغاثہ کی سازش
 کے ساتھ کارروائی کے لیے ایک ایسے شخص کی تلاش کی گئی
 جو اس وقت شہر میں مقیم ہو سکے۔ جس کو ان کے غلام
 اس وقت میں بھیجے گا کہ اس کو استغاثہ کے سامنے لے جائے گا۔
 یہ ساری باتیں غلام قادر کی نظر پڑی جو یہیں، وہ کسی طرح
 ایک ایسے شخص کو بتا دے گا کہ جوہری غلام قادر کا نام ان کے
 منہ سے نکل جائے گا۔ اس کے لیے کہ وہ ان کے سامنے
 نہیں۔

[illegible]

کسی سے بیچ کر کمایا یہ پڑے پورھی صاحب یہی ہے جسے
پورھی صاحب نے خدا کے لیے اپنی کماند کر کے
مسند پر بٹھا کر کھڑکی پر آکھڑے سے تھمرا اور مارا۔ پھر بھی اٹھ
کر کمرٹ میں بیٹھا۔ لوگ مدد کے لیے آگے بڑھتے تھے اور آگ کی
پشیمانی محسوس کر کے پیچھے ہٹ جاتے تھے۔
چند دفعہ ایسا شہسوار اچھا لائے اور اس سے ملتے جلتے

دعا مانے کو ٹھوکر پی مارنے لگے تب ہی میں نے دیکھا کہ وہ
کوہاہر سے کنڑی لٹی ہوئی تھی میرے ذہن میں فوراً تعجب کا
کا خیال آیا کہ کسی نئے باب کو کا دعا مانے باہر سے بندہ کے سر
آگ لگادی تھی؟

شہید کی مسلسل جہادوں سے وہ ان کے دلوں پر
پر ڈھیر ہو گئے۔ وہ ان کے زیادہ بل چکے تھے اور ان میں
آگ بھڑک رہی تھی۔

دعا گزارہ کرنے کے ساتھ ہی ایک بڑا تیری سے
میں انوار ہوا لیکن جیسے ہی اس نے بولے میں قدم
ایک جتا ہوا شہتیرے اس کے سر پر گرا اور وہ شہتیرے کے
فرش پر چڑھ کر گلیاں باریک کرتے ہوئے لوگوں کے بے ساختہ
نکال دیں۔

چند لوگوں نے ہادیہ لیا کہ اسے اپنے گھر واپس لے کر
 خیرے میں ڈال کر بیٹھ کر مرنے سے پہلے سے بچا کر اسے
 لے کر وہ جو دھرم کا لوگوں کا ہے اس کا پورا لباس بلکہ جس
 جو کا تھا اس کی طرف دیکھ کر دل پر حسرت طاری ہوئی تھی
 نے اس کے جسم کو کھانک کر کھنکھار دیا تھا جب اس کا
 گنا تو پتلا ہوا اس کے اندر زندگی کی کوئی رت نہیں رہی تھی
 وہ مر چکا تھا۔

[illegible]

آج کل میں نواز اور مل کر ہلاک ہو گئے تھے چودھری
خانان میں سے ایک شخص زندہ بچا تھا وہ چودھری کا چچا
تیس سالہ بچہ تھا اس کا نام فرید تھا اور وہ پیدائش
کے وقت
اچھے مزاج ایک ہی وقت میں تو بنائے گئے تھے
اور وہ فرید خان کے فریادیں اچھل کر تالیاں بجا رہا تھا اور

۱۔ خدا اُس کے خیال میں وہ کوئی لفظ کی مانند تھا
 جو کہ کبھی اسے اس حادثے کے بارے میں تفریب
 والی باتیں نہ بولتا تھا اُس لیے میں نے حوالے کے گر
 اں آج بھی گئی تھی، مگر رات بھر دلی ہوا آگ

اگر صبح پانچے آدمی تھکانے آئے۔ اس میں سے ایک آدمی نے اپنا نام راجہ

مگر وہ بدھری غلام قادر اور اسی کے خاندان کے تئیں تعلق رکھتا ہے۔ وہ ادیب و محقق کا کچھ خاصا شخص نظر آتا ہے۔

۱۱۔ حسن غلام قادر کے مرنے کے بعد خاندان کے اندر بڑی بے رحمی ہوئی۔ اس وقت تعزیش کے لیے جو عمل چلتے تھے

۱۲۔ خاندان نے ان کو جو کو یہ بات بتائی اور کہا کہ

لعلی بیان میں کہ بعد کی جیسی جہل ہے کہ ابھی یہ فیضانِ عالمِ دانستہ لگا لگائی تھی یا وہ ایک اتفاقی حادثہ تھا۔
 آج دانستہ لگا لگائی تھی یا وہ رجبِ علی سے کہا
 ہنس کے پاس حاضر ہوئے ہیں؟
 ”اگر کہہ دیتے کہ آج رجبِ علی ہے“

۱۰۔ دین کا تازہ علم، اور اتحاد اس شخص سے چند روز بعد صاحب کو دھمکی دی گئی کہ وہ ان کی حویلی کو آگ لگانے

[illegible]

میں نے کیا؟ پھر میری صاحب نے نہ دروازہ کھولا
 نہ کھانا دیا نہ کوئی بھی بات کہہ کر دی، یہی
 اوجہ میری تھی جو کچھ کہتا ہوں، اگر مجھے اس کے خلاف
 نہیں اس کے ساتھ کوئی فری نہیں کروں گا۔
 انرف کے لئے میرے مجھے یقین نہیں تھا کہ
 راک کا بی بی تھا اس ٹاپ کا نوچ میں نہیں تھا
 میں ہرگز بعض اوقات ایک ٹور کر دیکھی ہوتی

گورگڑ تارے، اور غولک پہ تھا کہ وہ لوگ ائمہ مدینہ سے اپنی
 زمین کو دلائی کی امید لگائے بیٹھے تھے، لیکن آخری ملاقات
 میں جو دھڑی نے ان کی ساری امیدیں پانی پھر دیا تھا، ایسے
 صبر سے حال ہو کر ان کی ہوش و حواس پر سے بازارِ مٹا ہوا تھا۔
 لہذا میں نے خارش کو بلائے کہ لے لے کر ادنیٰ ہی دیوارِ غور
 کو پیچ کر سب سے پہلے میں نے اندازہ لگانا چاہا تھا کہ
 آگ کی سرخ سی ٹہنی تھی۔

[illegible]

وہاں پہلے سے کسی اور کسی عیسائی کے اس کے لیے جگہ
 دیا۔ پہلی قرآن نے عزت دکھائی اور وہ چودھری کے کوئی گھر
 نہیں بچھوڑی تھی۔
 - میں اتحاد اطلب نہیں کیا۔
 سراج کوئی سے کہا۔ جس روز وہاں تھانے میں پہلی

چودھری سے بات ہوئی تھی اسی کے ساتھ کہ وہ چودھری کے پاس
 کچھ فنڈس کے لئے رہا ہے کھڑے ہوئے تھے
 وہ فنڈس کے کسٹین بھی تھا انہوں نے مجھے بتا کر کہ انہوں نے
 بات یہ ہے وہ کہہ کر میں ان کو لے گیا کہ انہوں نے کہتے تھے
 کہ انہوں نے وہاں کے حالات میں جو کچھ ہوا تھا وہ بتا دیا تھا
 اس کے بعد میں نے ان کو اپنے ساتھ لے کر اپنے
 دوسرے بھائی کی تحصیل میں لے گیا اسی کا خلاصہ میں اپنے
 افسانوں میں لکھ رہا ہوں۔

کھڑے تھے۔ کھڑے کھڑے ان کے منہ سے سراسر کی بیانی
 دیکھ کر آواز پر روزانہ کھولا تو آواز آئی اُسے دیکھتے ہوئے
 اندر داخل ہو گئے۔ اُس روز سراسر کی بیانی کی شادی شدہ بیٹی بھی
 اُس کے گھر آئی تھی۔ اُس کے ہمراہ اُس کی کوریٹیاں
 بھی تھیں جن کی عمر کم بارہ اور دو تھیں۔
 گھر میں داخل ہوئے اور کچھ دیر کے بعد اُن کی بیٹی سے اچھوچھو
 جمل تاجر کا بیٹا اُن کو سراسر کی بیانی کے لیے بھیجے تھے۔ اُن کی نظریں
 خوف ناک تھیں۔ وہ سب ریل تھے۔ اُن کے ہاتھ میں علی کے تیل

113



نرم پتلا

پت جہڑ ط کا مہم تھا اور میں سے شک ہوا
 خلیہ ہی تھی۔
 عام کے وقت اسپتال سے اطلاع آئی کہ ایک نوجوان لڑکی
 جو خاص قسم کی جہڑ سے لڑائی کے لیے وہاں لائی گئی ہے۔ یہ جہڑ ایک
 لڑکی کو اسپتال پہنچانے والا ایک سڑکار پر لڑا تھا۔ اس کے
 ساتھ دو آدمی اور بھی تھے جنہیں وہ گواہی کے لیے ساتھ لایا
 تھا۔ وہ جہڑ تیس سال کا مسیور آدمی تھا۔ ساڑھے لاکھ سمیٹا ہوا
 جسم اور بڑی ہی موٹھیں۔ اس کے کندھوں پر گہرے رنگ
 کی چادر ڈال رکھی تھی اور چڑی بے پنی کے ساتھ گھریٹ
 چڑھک رہا تھا۔
 ہمیں دیکھ کر اس نے گھریٹ چڑھتے کے نیچے مل دیا اور
 سلا کر کے گئے بعد لڑائی کا جواب ہی کا انکار کر دیتے تھے
 یہاں پرانے سڑکاریں اور جہڑ ادا بہت دور۔ اگر جہڑ دیر گئی تو ایک
 ملازم بولا کہ:
 میرے استندار میرا س نے اپنا نام منہ ظان بتایا اور کہا
 کہ وہ جہڑ ایک کرسندہ لایا ہے۔
 میں نے پوچھا: یہ لڑکی کون ہے اور وہاں دیکھتے ہیں کیا جہڑ
 لڑکی کے بارے میں نہیں جانتا؟ اس نے جواب دیا:
 ”میں جگہ سے آ رہے تھے۔ آدھ سے ایک ہزار تھوڑی بس
 میں جہڑ تھی جو دیکھنے کو میں آ گئی۔ بس تقریباً غافل تھی۔ اُدھے سے
 تین چار ڈھنگ گھر پہ لڑکی مرگ کے کنارے کھڑی دکھائی دی۔

اس وقت کرلیٹیوں کا ایک مولڈ مرگ کے کنارے چل رہا
 ہے۔ میں نے اس کی زبانہ کرکڑی تھی۔ لیکن اوقات کوئی
 کرادھر اور دوڑنے لگا ہے جس سے دھڑکے کا خطرہ
 ہے۔ مجھے یہ لڑکی جیسے غمگین ہے۔ یہ موت آگے ہو کر مرگ ہے
 تھی اور مرگ ہی کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ میں میں سم
 میں سارہ بڑھا ہوا تھی ہے۔ اس نے میں نے دھڑک رہی تھی
 کے فٹلے کا انکار کرنے لگا لیکن جیسے ہی میں قریب پہنچا
 دوڑ کر سٹپ آ گئی۔ میں نے تیزی سے میں کو دائر موت کا
 کچے پر آؤ گئی اور وہاں آگے بڑھنے سے روکتے ہوئے
 لڑکی فٹلے سے مرگ کے کوئی ایک طرف جا کر اور گرتے
 ہو گئی۔ جہڑ سے لڑیں ڈالا اور یہاں اسپتال لے آئے
 کوئی نیا دھڑک نہیں آئی۔ اگر میں کہہ دوں تو یہی قضا
 موان تھا۔
 ”حقاً صاحب! بے لڑکی نے خود کشی کی کوشش
 ہاں میں لگتا تو میں نے ہاں سے جواب دیا۔ بھرا
 کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا: ”میراں کوں کو گواہی
 لیا ہوں۔ آپ ان سے بھی پوچھ سکتے ہیں۔“
 ان میں سے ایک بڑھیا بڑھیا اور دوسرا جوان تھا۔
 ”میں نے پوچھے سے پوچھا۔ آپ کہاں سے میری
 ”میں وہ جہڑ سے آ رہے تھے۔ دیکھنے والے ہیں۔“ اس نے جواب
 ”میں دوڑوں ایک کھیل میں کام کرتے ہیں اور جہڑ کے بعد
 تھے۔ ہم غمگین کی دھڑک تو دوڑ کر آ رہے ہیں۔“

اس کی گونج سن کر ہوا اور گھٹنے میں آگین جلا کر رکھ کر کھڑا ہوا۔ وہ قوسے بھری اس کے سامنے کھڑا ہوا۔ اس کا ہر جھنجھلی، دو کھڑے کے مطابق چند ہزار سال پریشانی کا پتہ چلتا تھا۔ اس کی ہر جھنجھلی ایک نئی کھلیت کا موقع تھی اور جتنا اس کا نام بستر پر ہوتا تھا۔

میرے مستشار اس کے پاس آئے اور کہا: "جواب نہیں دینا۔ کونیز میں میں خود راجہ کی سند کے لیے ایک مہینے کے لیے میرے پاس آئے۔ وہ اس کی قودہ غالب پر بھیجی تھی۔ یہ اس کے لیے کہ وہ اس کی حکومت کی چادر پر ڈال کر راجہ کے لیے لڑا۔ اس کی ٹھکانوں میں داخل ہو کر ہو کر ہوئی تھی۔ اس کا خاندان بھی اس کی طرف تھا۔

میں نے لیز پر بیٹھ کر خود کا ہاتھ دیا اور کہا: "اس کا اندازہ کہ شیک میں ملو جو ہوا۔ ایک بھر اس کے ایک ہی راستہ تھا۔ البتہ درمیان میں ایک تقریباً سات فٹ اونچے دو لکڑی چورہ دار ڈانڈا ڈانڈا تھے۔ والگ کر کے تھی۔ لیکن ایک گھوڑوں کی موت اس کی دلور کو کسی دوسرے بغیر نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

میں نے اس کی اس کو اس کی موت اور ڈانڈا چوری سے چھوڑ دیا۔ اس کی دلور کو اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔

میں نے اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔

میں نے اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔

میں نے اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔

مسلطہ کا کھل ہے؟ میں نے پٹا خاندان کے کدھنی سے سوال کیا۔

میں نے اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔

میں نے اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔

میں نے اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔

میں نے اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔

میں نے اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔

میں نے اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔

ہوں کہ ایک خاندان میں کہیں ایک جہاں در کمری نہ تھیں اور سونے کا کرباب دیں۔ مسلطہ کا کھل ہے؟ میں نے پٹا خاندان کے کدھنی سے سوال کیا۔

میں نے اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔

میں نے اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔

میں نے اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔

میں نے اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔

میں نے اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔

میں نے اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی موت سے پہلے اس کے ساتھ لیا گیا تھا۔

اُس کے گھر پہنچا تو وہاں چھوڑ دیا۔ لیکن اُس کی اطلاع ہو کر وہاں کے لوگ نے اُس کو روک لیا۔ اُس نے کہا: "میں نے تم کو بتایا تھا کہ یہاں کوئی شخص نہیں ہے۔" اُس نے کہا: "میں نے تم کو بتایا تھا کہ یہاں کوئی شخص نہیں ہے۔"

[illegible][illegible][illegible]

[illegible]

۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

مولیٰ کے اس کام کو جو درحکام مایہ گریہ والوں کے فتنوں پر ہے
 اپنے آپ کو بے غیبتانہ بات معلوم ہوگی کہ اس کیسے نے نبیؐ کو
 کہ باندہ اپنی بیوی خروفت کر دی ہے کہ تمہیں اس سے دور رہو
 ہے کہ رسولؐ کو کیجئے کہ اود ایک بڑا سزاوار مافیٰ ہیں کیا اسلام
 کیلئے نہیں ہے؟
 مولیٰ صاحب نے اپنی غیبت مناسے کے لئے آگے چلے
 ورت مل کو ایک قطعہ لکھا اود ایسے کیوں اس لئے لکھے خرم
 اکلے تھے مقلد کرتے ہوئے؟
 مولیٰ صاحب، آپ کو خوش مذاقی تو مجھے کہاں سے آتی
 ہے آپ نے ہم پر جس سے سولہ کے قول نہیں کیے؟
 مولیٰ صاحب نے کہہ دیے کہ دعوت کے لئے آپ کو بخیر لکھنے
 لے اونسے سے دور رہو جدوجہد مولیٰ صاحب نے مجھے نزارا دی تھا
 اتفاق کرتے ہیں باقی کسی کو دیکھنا تھا خیر مولیٰ صاحب کی باتیں ہمیں
 ماننا نہیں ہے
 میں نے مولیٰ صاحب کو ایک طرف کیا اود دعوت ملی سے
 مہر میں نے خود حسین کے قتل کے الزام کو نہ مٹا کر کیا ہے
 کہ میں نے کچھ نہیں دیکھا ہے میں بتایا ہے کہ دودھ تھیل خرم دودھ

[illegible]

137

لوگ تھے، اس نے سرخ جہاز میں سے کہا تھا۔ میں نے بارہنگی سے اس کا ہاتھ لیا، گھر اس کے کپڑوں پر خون کا گونا گونا دھبہ نظر نہیں آیا۔

میں نے وہ دن کو وقت کرنے کے لیے کہا، کہا میرا کمر قلب دین کی جیسی ہے پوچھا۔ دل نہ لگتا میرے گھر کے چروٹے میں مہاں آتی تھی؟

”جیسے پادشہی رہا، اُس نے جواب دیا۔ شاید لگتا میرے رنگ کے ہونے سے نہیں تھی؟

میں نے اسے خواب میں لے گیا اور وہ اب ان کے لیے کہا کہ وہاں کئی کئی سال پہلے میں نے ریشم جان کے لیے چھپ کر کمرے اور دیوے کے کمرے کیلئے پھر خون کا گونا گونا دھبہ کیا۔

اس کے بعد میں نے ایک سال کا ذکر کیا کہ پھر ماہ اور مہینوں کے بعد گھر آ کر شادی کا ایک ریشم جان پہننے لگی تھی۔

میں نے وہاں پہن کرے میں گیا اور ریشم جان سے پوچھا کہ کیا اس نے اپنے شوہر اور اس کے شاہ کی تھی۔

مٹلائی تو خوشی سے ہی کہا جاتی ہے۔ اُس نے جواب دیا۔

بولی نصیحت اپنے الفاظ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہے۔

ریشم جان تین بیویوں میں سب سے چھوٹی تھی، اس کے بعد چارہ ماہ کا دل دھنسنے خوف سے اپنا ہاتھ چھوڑ کر آنے پہنچے۔ اس کا باپ اور ایک بیوی اس کی طرف سے بیٹھا

چاہتے تھے جس حالت کے وہ بے دلتے تھے وہاں کے کام کیلئے چھپنے کے لیے اُس کی قتل ہو گیا تھا۔ اس کا کھانا پکانا ہوتا تھا۔ چنانچہ وہ دفعہ تھا کہ اسے کسی کیس کو دیا تھا۔

کمرے میں وہ اپنی ماں کے لیے پہلے پہن کرے کے پاس اس کی تھی جو پہلے سے وہاں آباد تھا۔ وہاں چھوٹے چھوٹے مکان میں رہتا تھا۔ اُس کے اپنے تین بچے اور اُمید مند دوست تھے۔ اس لیے وہ بھی ماس اور مالی خیریاں اٹھاتا تھا۔

انگشت لی لی نے ایک تھریلی میں اس کا خون کر کے اسے کھاتے... اُن کی آمد نہ ہوا تھی، اس نے اپنے گھر کے پھر اس نے ریشم جان کو کمرے کیلئے کیسینے کے لیے خالی کمرہ اور صحت کے پاس بیٹھنا شروع کر دیا تھا۔ اپنی

دو ریشم جان کو خود چھوڑنے والی اور دوسری کے کمرے کے آگے ان کے کمرے کیلئے ایک اور کمرے کے ہوائی کیسینے کے لیے اسے ساتھ ساتھ فرزند کر دیا۔ لہذا بخت لی لی نے ہفتہ آہستہ آہ ساتھ ساتھ فرزند کر دیا۔

ان کے ایک روز چھوڑے دوسرا میں نے ریشم جان کو دیکھ کر یاد کر لی کہ خود مصروف دیکھ کر اس کی نیت میں خوف ہو گیا تھا۔ یہاں لاکھ لاکھ روز چھوڑ کر خود اس کو یاد کرنا

کراہ رہا دھڑکیچنے۔

”موت کھاتے سے تیری اپنی عزت قلب ہوگی، چھوڑے نے کہا اور ہاتھ میں چھوڑا لے آیا پلا کر ہے۔ یہاں اپنا راج بٹا ہے۔

ریشم جان نے اس کے منہ پر قبضہ کیا اور ہاتھ چھوڑنے کی خوش کرتے گئے۔

چھوڑا دھڑکے ہاتھ سے گال سلانے مجھے بولا۔ میری جان، کبھی چھوڑنے سے مجھ کو ہمت نہیں ہوتا پھر اسے کھانا پکانا دینا ہے۔ یہ وہاں کے مہینوں ہوگا، یہاں کے کھانا پکانا دینا ہے۔

ریشم جان نے اس کے منہ پر قبضہ کیا اور ہاتھ چھوڑنے کی خوش کرتے گئے۔

چھوڑا دھڑکے ہاتھ سے گال سلانے مجھے بولا۔ میری جان، کبھی چھوڑنے سے مجھ کو ہمت نہیں ہوتا پھر اسے کھانا پکانا دینا ہے۔ یہ وہاں کے مہینوں ہوگا، یہاں کے کھانا پکانا دینا ہے۔

ریشم جان نے اس کے منہ پر قبضہ کیا اور ہاتھ چھوڑنے کی خوش کرتے گئے۔

اس ادا میں اس کی کمرہ پر خود ہو گئے تھے اور چھوڑنے کے دوران سے کھانا پکانا دینا ہے۔ چھوڑے دوسرا میں نے ہاتھ چھوڑے ہوئے ریشم جان کو دھکی دیا اور وہاں سے رخصت ہو گیا۔

ریشم جان نے اس کے منہ پر قبضہ کیا اور ہاتھ چھوڑنے کی خوش کرتے گئے۔

چھوڑا دھڑکے ہاتھ سے گال سلانے مجھے بولا۔ میری جان، کبھی چھوڑنے سے مجھ کو ہمت نہیں ہوتا پھر اسے کھانا پکانا دینا ہے۔ یہ وہاں کے مہینوں ہوگا، یہاں کے کھانا پکانا دینا ہے۔

ریشم جان نے اس کے منہ پر قبضہ کیا اور ہاتھ چھوڑنے کی خوش کرتے گئے۔

چھوڑا دھڑکے ہاتھ سے گال سلانے مجھے بولا۔ میری جان، کبھی چھوڑنے سے مجھ کو ہمت نہیں ہوتا پھر اسے کھانا پکانا دینا ہے۔ یہ وہاں کے مہینوں ہوگا، یہاں کے کھانا پکانا دینا ہے۔

ریشم جان نے اس کے منہ پر قبضہ کیا اور ہاتھ چھوڑنے کی خوش کرتے گئے۔

چھوڑا دھڑکے ہاتھ سے گال سلانے مجھے بولا۔ میری جان، کبھی چھوڑنے سے مجھ کو ہمت نہیں ہوتا پھر اسے کھانا پکانا دینا ہے۔ یہ وہاں کے مہینوں ہوگا، یہاں کے کھانا پکانا دینا ہے۔

کھانپنے کی سہولتیں

ماترے دنگ کا رشتہ تو ان کا تھا۔ وہ ان لوگوں میں سے تھا جو بوقت ضرورت اگلے کی ترسیاں بھی چاہتے ہیں اور کام بھی چلنے کے لئے انھیں بھرتے ہیں جیسے کوئی کام تیار ہی نہ ہو۔

بادا مل جاتا تو بیٹھیں میں جو سہ سے بڑھ کر مشاغل صورت کا بھی اچھا تھا۔ اس لیے وہ بھی درمیان کا آدمی دیر ہو سکتا تھا۔

میں نے پندرہ سو کے لاپٹے پر لایا اور پچھا: جو سہ یرما میں کون سے نکل کا ہے؟

”خود، جگہ جگہ پائیں، اس سے ماہر کی سے جواب دیا۔ میں اس وقت تیریاں خریدیں اور اٹھی کر ہاتھ لپک لپک مکان کا اندر کھپ پڑی۔ میرا حال ہے کہ... وہ کچھ کہتے تھے کیا؟ پر جی کا قیام کسی پر از نام لگنے کا ہے؟“

”اوسے، بڑے دباؤ میں کے ہاتھ پر قرب کوڑے لے لیں اور آگ لگے۔“ ہمارے پاس بھرا ہوا کھٹے کھٹے مین ہے۔ کچھ کھٹے مین ہے یا نہ ہاتھ کھٹے مین ہے وہ سب متا دھسے، جھڑم خود کو لیں گے۔

”بادا، خاواں کیوں ہوتے ہو؟ اس نے نہایت سے ہاتھ جوڑے۔ میں تو کوڑی آپ کا ہوں، آپ کی مراد سے وقت کیسے کھڑا ہے میرے خیال ہے کہ کتنی درمیان میں کیا ہے۔ اس کام کو درمیان میں ہے، جسے بڑی سخت جان میں سے جوڑے کو کھینچا تھا، گراس سے میری بات نہیں سنی؟“

میں نے پچھا: جسے کیوں کھینچا تھا؟ ”جناب، اس لڑکی سے جوڑے کو بڑی دھکیلا دھکیلی“ اس نے مدافعت میں جواب دیا، کتنی سختی میں میں نے ان کی ہونٹ جان سے ملو ڈال دی؟“

”کیسے کیات ہے؟“ ”میں چاہتا ہوں پہلے کی بات ہے؟“

”ہوں... اس وقت کی بات ہے، میں دن دن لوگوں سے درمیان کا کھانا کھاتا تھا؟“

”ج... جی! اور اگلا کچھ کہہ جاتا ہیں؟“

”لے لیں اور آگ لگے اس کے گرد بڑھ کر دھاوا کر لیا۔ بولا جاتا تو مجھے سب کہتے تھے۔ میں سون کوڑا ہے کہ بڑا دولت مند کوڑا ہو جاتا ہے۔ کچھ کم کر دینا تو کچھ کم کر دینا، اللہ اللہ جلدی یادداشت لیں اور آگ لگے۔ یاد دلاؤ، اگلا کھانا کھانا کھانا“ ”جناب... لڑکی خود ہی جوڑے سے ملنے آئی تھی؟“

”لے لیں اور آگ لگے اس کے گرد بڑھ کر دھاوا کر لیا۔ بولا جاتا تو مجھے سب کہتے تھے۔ میں سون کوڑا ہے کہ بڑا دولت مند کوڑا ہو جاتا ہے۔ کچھ کم کر دینا تو کچھ کم کر دینا، اللہ اللہ جلدی یادداشت لیں اور آگ لگے۔ یاد دلاؤ، اگلا کھانا کھانا کھانا“

بادا جلا۔

میں نے کہا: کیسے لڑکے کو بڑی کی صورت تو کی دیکھ کر جی جی دھری ہوتے ہو کہ وہ خود ہی اس کو آگ لگے، کچھ بیٹے لوگ تو فائدہ سے غافل افراد کو درج کر لیں گے؟

”میں اس سے نہیں جانتا... اچھا جوڑے سے لیں اس کا میں اس کے ساتھ تھا تھا“

”اور لڑکی نے ہاتھ سے ملائے بیان دیا اور کہہ کر تو کی وزارت میں شامل ہے تو میں نے خود ہی اس کے ساتھ ملائے... م... میں جوڑے کے لئے یہ ہاتھ لگے کر اس وقت مجھے جھڑم میں تھا، لڑکی کو لڑا کر چاہتا تھا۔ لڑکی تو تمہیں بھی نہیں جانتی؟ میں نے کہا تھا کہ اس کو اس کے پاس سے ہاتھ لگ کر؟“

”اس نے پہلے ہاتھ نکال دیے، لڑکی میری قوت ایک ہی ہندو لڑکی ہے۔ کچھ لڑکیوں کی طرف نہیں د... تو تمہیں پچھتائیں ہے کہ تو درمیان میں کیا ہے؟“

”ماترے میں سے ہی لڑکیوں کی ہے، اس کے کھانا کی دوا دہل سے بڑی کریمت تھی۔ دونوں آپس میں کرنا چاہتے تھے، لیکن جوڑے نے کچھ کر لڑکی کی ہانک حمایت میں کر لیا تھا۔ بات دوا دہل کی کریمت بڑی کھانا نے لڑکی کو دھسے جوڑے کے ساتھ کر لیا؟“

”اس نے میری باتیں سن کر انھیں گھائیں، جیسے کہ پوچھا... یہ کچھ ہے۔ پھر اپنی دوا دہل بولا تو جو سنا ہے جی، دوا دہل میں کان نہ دیکھا وہی ہے۔ لڑکی وقت میں نہ تھی، پھر لڑکی جوڑے کو لیا تھا؟“

”جہاں... قیاب دوا دہل دوا دہل کا ہے۔ میں نے کہا: اور تیرا حق تھا، یہ بڑا بڑا وقت کم کر لیا خرید لیا؟“

”کرتے سے اس وقت دوا دہل میں کیا تھا؟“ ”اس نے سوتے ہوئے کہا: اس وقت تو تمہیں آگ لگتا تھا تو دھسے موجود تھا، لیکن پھر نظر نہیں آئے پوچھا کہ کچھ لڑکی چھپ گیا ہو؟“

”جہاں... میں پوچھا کہ... وہ دیر تو نہیں گھاسے ہوئے سوتے تھا، صورت اوداس کے کتنے سے لڑکیوں کی؟“ ”میں پوچھا کہ... وہ دیر تو نہیں گھاسے ہوئے سوتے تھا، صورت اوداس کے کتنے سے لڑکیوں کی؟“

”جہاں... میں پوچھا کہ... وہ دیر تو نہیں گھاسے ہوئے سوتے تھا، صورت اوداس کے کتنے سے لڑکیوں کی؟“

”بات سے تو درمیان میں سے دوا دہل کو بھی تو ہی بایا ہو گا، کھری قیاس سے تو لڑکی کے ہاتھ میں تھا۔ میں نے کہا کہ لوگوں نے ایک گورے رنگ کے جوان کو اساتوں کے درمیان دیکھا تھا کہ میں اس کا کال نکلتا تھا۔ میں سنا تھا، یہ حق میں تھا؟“

”دیکھ لیں، میں نے کہا تھا؟“ ”اس نے جواب دیا: لیکن میں نے سنا تھا کہ لڑکی میں بڑی مشاغل دوا دہل کا رشتہ تھا؟“ ”اس کی باتوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ قتل کی صورت میں تھا۔ آدمی جو کھڑا تھا اس کی لباس کے باسے میں اتنی ہوئی کہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ میں نے اسے دھسے کہ میں کچھ دوا دہل دوا دہل لگایا۔

”اس کے پھر کر لیا کچھ لڑکیوں کی طرف سے اس نے کہا تھا کہ اس کو دیکھ کر میں جانتے تھا۔ میں نے اس کے ساتھ اس کا لڑکا لڑا اور اسے آدھا کرتے ہوئے لڑکیاں دوا دہل کو کر میں میں دوا دہل دوا دہل کے ساتھ کرتے ہوئے تھا؟“

”اس نے اپنا کارڈ لپٹا اور دوا دہل سے لے لیں اور آگ لگے گونے لگا پھولا۔ کوئی بات نہیں جناب، آپ اس کا تانے کے ہاتھ میں تھا، جیسا کہ آپ کو آگ لپٹا میں آپ کی پس، جیسے میرا تجربہ ہے کہ اس ملک میں شریف لوگوں کو کریمت میں لے لیں؟“

”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“

”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“

”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“

”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“

”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“

”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“

”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“

”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“

”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“

”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“

”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“

”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“

”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“

”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“

”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“ ”اس نے کہا کہ اس کا تانے میں لے لیں؟“

اُس کے چہرے پر مسرت و خراہ ہو گئی۔ بولی: "میرا جیسا
 مرتضیٰ آیا، اداوار کی آواز گونج رہی ہے۔ چہرہ پر مسرت ہے۔"
 اُس کی بات سن کر گریٹ نام کے داسے میں کھنکھورہ
 ہوا۔ دوسرے دن ڈیڑھ بجے اداوار کا چہرہ کھل گیا۔ اداوار نے
 دو رنگ بنادیا تھا۔

"ادھر میں آگیا کیا مطلب؟" میں نے کہا: "میں سامان
 کے جوہرے کے گھر میں چکی تھا۔"

"وہ تو جادو ہے جس نے آپ کو کھول دیا۔ جہاں میں
 لوگوں نے اس کو کیسے پھانسا تھا۔"

"اُس کو جھوٹے سے پہچان لیا۔ کھول دیا تھا۔" میں نے
 اس سے اپنے دوست وادعہ کو گھاس طور پر کوٹ بھیجا۔

"میں لوگوں سے بے طرفی سے لڑ چکا ہوں۔"

"سناں کا کدھر کر کے تمہیں جان بھی کرے میں؟" اداوار نے
 آپ کی بات سیری کر کے کہا: "میں نے ان کی رضیہ جان
 کے جوہرے کو کیا مزدورت جس سے اسے سناں کو کھانے

”جیو کے کوہستان کے گوشوں کا تپا کے عظیم مزاج پر
شادی سے پہلے دو دو تین دھند ہمارے گھر پر
فعل کر کے اس کے کوہستان کے خاندان کے برائے میں
شادی کا جشن کیوں کا بھی بنا دیا ہوگا؟
”اچھا صاحب! یہاں شادی کی خبر سے خوش ہوا ہو گا؟
”مگر آج کا پہلا؟
”خوش؟ میں نے ہوا ہو گا کیوں کہ کوہستان کے گوشوں کا
اس سے بہتر کونسا کہہ سکتا ہے؟
”میں نے شادی کا سب سے پہلا: جس شخص نے تھوڑے
جیو کے کوہستان کے گوشوں کا تپا کے عظیم مزاج پر
شادی سے پہلے دو دو تین دھند ہمارے گھر پر
فعل کر کے اس کے کوہستان کے خاندان کے برائے میں
شادی کا جشن کیوں کا بھی بنا دیا ہوگا؟
”اچھا صاحب! یہاں شادی کی خبر سے خوش ہوا ہو گا؟
”مگر آج کا پہلا؟
”خوش؟ میں نے ہوا ہو گا کیوں کہ کوہستان کے گوشوں کا
اس سے بہتر کونسا کہہ سکتا ہے؟
”میں نے شادی کا سب سے پہلا: جس شخص نے تھوڑے

[illegible]

بخت لہی لہی ہے جزا سارے بخت سے کہہ خیال خان
لاہیچا زادو بھائی ہے لیکن اس کے ساتھ امارا لائق قسم ہے
اس کا بیٹا پرویز خان پہل پہل آ گیا تھا
اس کا بیٹا چاہا ہے تم سے کسی کو نکلیا جاوے
وہ عورت اور بچے جسے میری حق تھا دوسرے انتہی
گمری تھی، اگر اس کی جگہ کوئی مرد ہو تو ہمیں اس سے کچھ کھلنے
میں کوئی دقت پہنچے نہ تھی۔
میں نے فضل کریم سے پوچھا: خیال خان سے تم
لوگوں کی دشمنی کی وجہ کیا ہے؟
منجاب: ہمارے بھائی کا نام ہے؟ اس نے کہا: باپ کا
دقت مٹانے ہوگا۔ ہماری شکست ایک دھڑ دھڑ خضر
ہو جائے تو پھر خضر نہیں ہوتی، فاغان خان کے خاندان پر خمر ہوجائے
ہیں تو دشمنی ختم نہیں ہوتی ہے۔
میں نے کہا: میرے وقت کی فکر نہ کرو، میں پوری کامیابی
سننا چاہتا ہوں، اگر آج کے وقت کے میں سے پوری کامیابی
کرا یا ہے میں نے دیکھا چاہتا ہوں کہ اس کامیابی میں کتنا پیچہ لگا
کتنا جھوٹ ہے؟
فضل کریم اور اس کے سامنے سے جو کامیابی مجھے ستانی وہ
لے لے کر آیا، اگر وہ کامیابی نہ ملے تو میں کبھی نہیں کہہ سکتا
لیکن شادی و رخصت میں کوئی کمی نہ رہی تھی۔
رستم خان کے باپ کا نام ایوب خان تھا، اس کا ایک
چھوٹا بھائی تھا جس کا نام حیات محمد تھا، دونوں بھائیوں کے
پاس سے تھوڑی سی زرعی زمین تھی، میرا بھائی کی زرعی سی
دارو درخت۔
بخت لہی لہی ہے مجازا زادو بھائی خیال خان کی زمین ان کی
زمین سے ہلکی تھی اور پانی و مٹی کے معاملات میں آپس
میں کچھ اختلاف نہ تھا۔
بانی کا ایک تارہ دووں زمینوں کے درمیان عرصہ حاصل
کی حیثیت رکھتا تھا، اس کے ہاں کے بھائی اس کی زرعت اٹھائے
ہوئے تھے جو زمین کے لیے اس کے پاس ان کی زمین میں
تھے لیکن خیال خان کا دعوٰی تھا کہ درخت ان کی زمین میں تھے۔
ایک شاخ ایوب خان کے بھائی حیات محمد نے چند درخت
کاٹ لیے۔
خیال خان کے دو بیٹے جو اپنے زمین میں کام کر رہے تھے
فرار ہو گئے اور حیات محمد کے ساتھ مل کر ان کے گھر پہنچے
ہیے کام میں جو درخت ان کو ہڑے کام اور نازن تھا انھوں نے
حیات محمد کو کٹے ہوئے درخت اٹھانے سے روکا۔ دونوں

فضل کریم کے پاس آگئی اور یہاں جو واقعہ اس کے ساتھ پیش آیا وہ آپ سن چکے ہیں۔

ہمدرد خان کی دھمکی والا حکم لے ایس آئی نے بے
بتایا تھا۔ بات اسے جنت لبی کے گاؤں میں گفتیش کے
دوران معلوم ہوئی تھی۔ لیکن جنت لبی کی اور فضل کریم نے اس
بات کا ذکر نہیں کیا تھا۔ میرے نقطہ نظر سے یہ اس سلسلے
واجب کا اہم ترین حصہ تھا۔

نہیں نے بہت ہی پیار سے پوچھا۔ کیا پرویز خاں نے تمہیں کوئی دھمکی دینی روک دی تھی؟
 ”آج تک مجھے میں بہت کچھ کھانا تھا۔“ اُس نے جواب دیا۔
 ”دھمکی کب دیا تھا؟“

کیا اس نے وہی کما تھا کہ اگر تم نے ریشہ جان کی
شدی کی تو اس کو غم کو غم کہو گے گا
مناہید دھکی میں دیا تھا۔ ام کو ٹھیک سے یاد
نہیں ہے۔

تم چاہو؟ تم چاہو؟ اس وقت میرے سامنے موجود ہو کر کہتا ہے۔
سو کسی کو یہ یزید خان کے بارے میں معلوم نہیں ہے۔ لہذا
تم چاہو؟ تم چاہو؟ اس کوئی شخص جو میرے کو یہ یزید خان کا پتا
نہیں بتا سکتا؟

مختبر ہوں گے کہ اپنے گاؤں کا نام بتلیا تھا اور شے دلوں کے
 کہتا ہے تھے اور دشمنی کے بدلے میں بتلیا تھا۔
 فیہر جس جان نے ہڈیے برہی سے کہا: اتنا سب کہہ

”جب انسان کسی کے ساتھ رشتہ جوڑتا ہے تو اسے سبب کہہ جاتا ہے۔ پڑتا ہے۔“ سخت لی لی نے کہا۔ پھر اس نے سے پتھوئیں کو کہا جو میری سبھ میں نہیں آیا۔

بخت بدی کی کا جواب گول مول تھا۔ اُس نے پروا نہ امت
جو رے کو پر دیر خان کا پتا دینے کا قرض نہیں کیا تھا لیکن اپنے
بان سے یہ مزدور ظاہر کر دیا تھا کہ پتا اسی کے درے جو جو رے
پیدا ہوا تھا۔

یہ سارے شواہد اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ
 قتل محمد زکریا تھا لیکن یہ صرف اشارہ تھا یقین نہیں تھا
 ہم محنت لگائی کہ کس سے نکال کر سید سے نواب دین کے
 پہنچے۔ اس نے نہیں ٹھیک میں بٹایا اور سب سے پہلے

تاکلی کر فرائی کے بارے میں یہ لکھا۔
 میں کہنا شروع کر چکی تھی کہ تو اب دیا۔ انہیں
 کتا کی جگہ کرنا پڑ جائے گا۔ اس شخص کی یہاں آنے سے
 قلاب دین کی یہی رستہ نکلی۔ عقائد و مباحث
 آپ کے بہت نرم دل کی آئی گئے ہیں۔ اگر آپ ان کو توڑ
 دینا چاہتے ہیں تو دیکھنا پڑے گا کہ تو اب کتنے
 میرا کیا دھرا! انہی کا ہے انھوں نے مجھے ساتھ
 کیا ہے۔ میرا کتنی ہی کہ عورت خود بخود ہی
 کہتی ہے۔

”قواب دین، انہی نے تعین پہلے ہی بتایا تھا کہ ایکس
گروے کے جھگڑے جو ان یہاں دیکھا گیا تھا۔ لوگوں کو کیا خیال تھا؟
وہ دریشم مان کا بھائی ہے۔ لیکن ہماری اطلاع کے مطابق وہ کو
اور شخص تھا، گاگر کے کسی آدمی سے اس نوجوان کو دیکھا تھا؟
رہتے اسے شہر کا طرف دیکھتے ہوئے۔“

سمیرہ نے بھی اس کا ذکر کیا تھا۔۔۔ سمیرہ پارسا اور چھوٹی بنی سی تھی۔ میرے کہنے پر اس نے سمیرہ کو اُن کا اُن سے کر کے لے کر نکال دیا۔ وہ تیرہ چودہ سال کی ایک خوش شکل اور تھی ماں سے زیادہ خوبصورت۔ اُس کی لباس پہن کر دکھا تھا۔ وہ جانتی جو نے کر کے اس کا حال پوچھا تو اپنی ماں کے کہنے سے گنگ کر پڑی۔ ہر گھنٹہ کے کہے جس سے پہلے اس نے مگر اسٹ دکھائی دیتی تھی۔

وہ مجھے نے اس سے کہا: "مسیح! تمہارا خدا تمہارا صاحب
وہ اس آدمی کے بارے میں بتاؤ جس نے تمہیں کہا تھا کہ وہ
وہ تمہارا بھائی ہے"

”وہ اپنی بہن کے لیے کوئی تحفہ نہ کر آیا تھا۔ سمجھا
میں نے کہا: اُس نے مجھے کہا کہ وہ اندر جا کر تحفہ دینا چاہتا ہے
میں نے طرف نہ دیکھ کر بہت ساری عورتیں تھیں اس لیے نہیں
دیکھیں والدہ کو بل دیا۔“ سعیدہ نے بتایا۔

”پھر کیا ہوا؟ میں نے پوچھا۔
 ”اُس وقت دولہن کے کمرے میں بہت ساری عورتیں
 تھیں۔ اس لیے اُس نے کہا کہ وہ متوڑی دیر انتظار کرے گا۔“
 ”کیا وہ کمرے میں داخل ہوا تھا یا ابھی ٹھہر گیا تھا؟“
 ”جی ہاں ہی ٹھہر گیا تھا۔“

اور تم دروازہ کھولو بیورو کبھی گئیں؟
 - کھولیں بیورو اتنا، بیورو باخدا، لیکن گنڈ نہیں لگاتا؟
 - اگر وہ آدمی تنہا ہے سامنے آجائے تو کیا تم اسے
 پہچان لو گی؟
 - ہاں، پہچان لوں گی۔

میں نے قلوب دین کے ہزار دروازہ دیکھا جو سیدہ
بنی کے لیے کھولا تھا۔ اس طرف ایک فلک سی جی تھی اور
اسے ایک دروازہ کھلی گئی میں کھٹکتا تھا۔ یہ جگہ میں پہلے بھی
چکا تھا اور میرا اندازہ یہی تھا کہ قافلہ اسی دروازے سے
ہرگز نہ گئے۔ تاہم یہ فیصلہ کرنا ہونہی تھا کہ کوئی تھلہ دروازہ
واقف رشید جان کا بھی تھا۔

گھر و دو تین دواؤں میں سے کبھار کو کھٹ پھینکا اور وہاں
تختیازار سے ملاقات کی۔ پھر اچھی طرح یاد نہیں رہا، لیکن میرا
بے کج بخت لڑائی کے گاؤں کو کھٹ کا اتحاد دیکھ گیا تھا۔
لڑاکو کا غالباً ہندوستان میں تھا جس نے اس کو سارا واقعہ
اور کمرہ کرشمہ پر وزیر خزانہ کو گفتگو کے لیے ساتھ لے جانا
تاکلی۔

”سندھ خان نے کہا: اگر آپ ولرنٹ کر ساری ماہی کے
تو زیادہ اچھا ہوتا“
”ابھی کوئی یقینی بات نہیں ہے۔“ میں نے کہا: ہو سکتا

کے کھانے کوئی اور شخص جو۔ فی الحال ہم اس کی گواہی سے
نست کرنا چاہتے ہیں۔
اُس نے اُس وقت ایک لے الی آنی اور دو سپاہیوں کو
یہ نشان کے گاؤں روانہ کر دیا۔ یہی ساتھ جانا چاہتا تھا، مگر مجھے
یہ کہہ کر منع کر دیا کہ وہاں کے سردار اور انھیں مانتا

اُس نے ہمارے لیے عمدہ قسم کا کھانا تیار کر دیا اور اپنی

سید سہر کے قریب اسے ایس کئی، پودہ خان کو لے کر کھانے
گیا۔ پودہ کو کباب خمال خان اپنے دو عزیزوں کے ہمراہ
کے ساتھ لایا تھا۔

سمندر خان نے اُسے قتل کا تصور اس میں منظر بنانے کے لئے تھیں ملک صاحب کے ساتھ بانٹا ہوا ہے کہ گلابی امید

اگر میں گئے؟
اگر میں ملک صاحب کی جگہ پر ہوتا تو وارنٹ گرفتاری
تیار کر آتا۔ لیکن ان کا کہنا ہے کہ یہ پورا ثبوت شیعہ بغاوت کی
ختم نہیں کرتے۔ تمام کے ساتھ چلے گا۔ اگر کوئی ثبوت

نہیں مگر تو کو ایک تمہیں چھٹی مل جائے گی۔
خیال خان نے کہا: ملک صاحب! ہم آپ سے علیحدگی

میں بات کرنا چاہتا ہوں۔“
 سندھ خانہ نے بڑے خیال نظروں سے میری طرف دیکھا اور کڑ
 کو کر کے سے باہر چلا گیا۔ خیال خانہ نے اپنے آدمیوں کو بھی
 باہر بھیج دیا۔

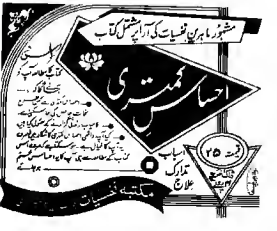
"مک صاحب، میرے بیٹے کے خلاف رپورٹس
 نے کھائی ہے؟"
 "میں نے نہیں، انہیں نے حق پر علم دیا۔"
 "تو تمہارے آپ اس کو ساتھ کیوں لے جانا چاہتے ہیں؟"
 "خان صاحب، میں زیادہ سوالوں کے جواب دیتے کا

مادی نہیں ہوں۔ آپ کے خاندان کی پوری ہٹری مجھے معلوم ہے
نیں کمزور الٹی نامی ایک خوجوان کے قتل کی تفتیش کر رہا ہوں۔ اے
اسی تفتیش کے سلسلے میں پرویز کو لینے آیا ہوں۔ ہیں اس
بات کا ثبوت بلا ہے کہ یہ شادی والی رات مقتول کے گھر میں
رہی تھی۔

”تم کسی کی شادی میں شریک ہو، جو ناگوئی بری بات تو یہی ہے“
 ”میں بحث کرنے نہیں آیا“
 ”یہ جھوٹ ہے۔ پمپوز خان نے اکثر کہا کہ میں کسی
 کی شادی میں شریک نہیں ہوا۔ آپ مجھے اپنے ساتھ نہیں لے
 جا سکتے۔“

”اس کو ہتھکڑی لگاؤ۔ میں نے اے ایس آئی سے کہا۔
 • معلوم ہو گا کہ یہاں شرافت کی زبان نہیں سمجھ جاتی۔“

تیسری بات تھی ابی پروردگار اس سے باہر ہے کہ
اپنے اپنے روبرو ادا پر جا پڑے۔ میں نے تیسری سے اپنا ریلواری
نگارہ خیال خان کے سینے سے لگا دیا۔ اسے ایس آئی نے
پروردگار کا تہ مروڑ کپشت سے لگایا۔ اُس نے تیسری سے



ماہریت مال سلوک کرنے کا ارادہ کیا کہ با تھا کہ میرے دل کو کس کی ناکامی
 لہجہ براہ میرے کرنے میں داخل تھا۔
 ایک آدمی کی بیوی کوئی داکٹ اور دھوئی میں بیوی تھا۔
 داکٹ کے نیچے بیٹھیں میری سائلنے داکٹ کا وہ کہیں سادی
 ہوں سے لنگ تھلا دیکھو داکٹ سائلنے اسے دیکھیں بائیں سر کا
 لہجہ اور وہ احتیاج کرتے ہوئے خود کو چھڑنے لگا کہ کام کو کشش
 رہا تھا۔
 جین وافر اس نے اسے کڑوا رکھا تھا ان میں سے ایک لٹل
 لہجہ اور داکٹ اور جیوان تھا ان کے پاس اور کھڑا تھا اسے اعلان
 کیا تھا کہ وہ خوشی تھے سے ملنے گئے ہیں۔ بعد میں چاہا کہ وہ
 آپ دیکھتے اور دیکھتے انہوں نے کڑوا رکھا تھا وہ کوئی تھلا
 اس کو کوئی نہ کر کے یا جیوان تھا اس نے کہا اسے اسے کھڑے لٹل
 لٹل ناخوش تھا کہ وہ کی ہے

اس کے بازو چھوڑ دو اور اس سے ساری بات بتاؤ
 یہ جھوٹ ہے نہ کہ یہ گورکس نے اسے اجازت ادا نہیں کی تھی
 جو گورکس ان کا مرہ خود ہی غائب تھا ہے۔ ہم جیون چھوٹی کس
 قربان کیا اس کا کہہ رہے ہیں۔ ہم نے اسے سال کا طائر وہ دیکھ
 کر کیا کرنا تھا جی
 اس نے نہ منہ صفا کے بات کر: "او میرے غرض نے کہ
 میرے باپ کا ادب سے نام لے۔ اگر وہ باپ کا سطر امر وہ کہا
 تو میرا حق تھا ان دنوں کا
 جیوان داکٹ صاحب انہوں نے مجھے بہت مایوسی کی گون
 لے فرمادی: "ان کے غلام، رہتے نہیں جی
 اس نے کھپ کھپ کر کہو تھے داکٹر نہ چھوڑتے تھے او میرے
 غرض نے اسے اسے اسے کہنے کے لیے ادا تھا۔
 مارن پھر چکی طران مارن تو مگر کسے روئے والے آواز

خزانہ

میرے دل میں ایک شخص کا نقشہ جس کا آغاز اس کی
 موت کے بعد ہوا اس کے کئی کئی برس کا وہ تھا
 شہر میں بھی جہاں سے سونے نہیں دیا۔ اس
 کا سر وہ چھوٹے والوں کے لیے معائنہ کیا۔

شور و غل

بڑا دھواں دیکھ کر وہ دل کی جھنجھڑ ہو کر
 آقا آپ نے بڑا کھانا منگو کر
 فرما دیں اور دیکھ کر ان کو سیر کرنا تھا میری بیوی اور وہ
 سے متعلق۔ آگے میرے کہتے تھے وہی کیا ہے۔ یہ بھولی بھری
 یادیں بعض اوقات دل میں عجیب سا احساس پیدا کرتی ہیں۔ اس
 شخص امیری کے وہ ہیں۔ ان میں میں شہر سے آگے وہی آدم
 لڑکی پرانے ہوئے بہاوتات دل میں خیال آجے کہ کیا میرے
 واقعات وہی میرے ساتھ تھے اسے تھے یا میرے کوئی خواب
 دیکھا تھا ہاں... شاید دنیا میں بھی تو ہے۔ زندگی دور گزرا
 واقعہ یادوں میں ہوا ہے۔ کیا تھکا تھکا ہے۔ وہی ہیں۔
 تو کتنے یادوں کے دیکھنے والے اس کو دیکھنے والے ہیں
 کہ چند غمناک سے نظر فرمیں۔
 وہ دیکھنے کے دن کے اور میرا وقت تھا میں کھانے کی
 دھوکا میں بیوی تیر چٹا ہوا تھا جس نے داخل ہوا۔ وہاں دیکھ کر وہ
 میرا انتظار کر رہے تھے۔ ان میں بیوی نے کوئی کے دوران گرفتار ہونے
 والے افکار کو تھے اور میں بھی۔ میں جلدی ہادی سعادت تھا
 سائین ی ایک ادیب اور غور و خوض تھا اس کے ساتھ میرا
 بڑے بہن کے تھے اور وہ تھکا تھکا کے فرسوسم ہوتی تھی۔ اس کے
 ساتھ اس کا نو جوان بیٹا بھی تھا۔ اس نے اپنا نام نیرز اور اپنے
 بیٹے کا نام تویراں بنایا اس کا شوہر میں کا نام غلام عباس تھا کوشش
 رات سے اپنا تھا اور اسے دیکھا اس کے ساتھ کوئی ماڈرن نہیں
 گیا ہو۔
 "تم نے اپنے شوہر کو اتنی بڑی بات دیکھا تھا؟ میں نے پہنچا۔
 اور وہ اس کام کے لیے میرے ساتھ تھا



[illegible]

میں سے اس غیوت موجود ہے کہ ہر کسی ذات کی نسبت
قریب انسان کی اور اس کے اپنے بہانے کی قبولی بھی کچھ
پر ہی موقوف رہتا ہے۔ قابل نے اس کے کام مکمل کرنے کے لیے
لیجنا اور اس کو بھی بھول چکا؟
”میں نے؟“
”جھگڑنے کے اپنے بہانے کی قبولی کو ہی تو یہ کہا کرتا
تو نے کہ تو اس نے اس کی؟“
”خدا نے کہ اس کے لیے ہرے ہرے بھونڈی سی تہذیب
آگے بڑھے اس بات کو کہ میں نے نہیں ہے۔“
”کیا یہ سب کے سب کلام تو اس کے لیے کہ اس کی ہر جہت پر
اس نے تاقی کر کے تو نے کہا کہ اس نے یہ سب ہے۔“

[illegible]

”کیا اٹھارہ سو سو کے شکر کے پاس بہت دولت تھی؟“
”ہوئی۔ ہم نے تو کبھی نہیں دیکھی۔ جھوٹ کیوں بنوں۔“
”کوئی نا، دوسرہ بھی نہیں؟“


چنانچہ یہی حکم تھا۔ ان کے پاس ہوں تو یہ خود بخود ہی کہہ کر سب بیچے
 لے کر چلے گئے۔ ان کے ساتھ ان کے دوستوں کی سروسٹ میں تھا۔
 یہاں سے تو اب صادق علی سے ملے۔ یہاں سے بھی
 لیکن یہ صادق علی سے پہلے امام بخش سے ملنا چاہتا تھا۔
 امام بخش کی عمر اتار دے تو اسے برے کسی نے اس کا بیٹا مسموم کر دیا
 تھوڑے کے لئے کہ وہ اس کے بیٹے کے بیٹے چار سال کے لڑکا ہوا
 وہ دیکھ کر دانا بن گیا۔

[illegible][illegible]

مذکورہ لڑائی کا فائس مندر دیکھنا، اُن کے اہم غش کو مبرا اور
 کو کا نام مندر ہوگا۔
 غش کے آئے نے اہمیں پیدا کر مری طرف کھینچا۔
 دوسرے سب زولای زولای ہے، اہم غش نے بات جاری
 کی ہے، کہا: ہندہ کچھ بھی کرنے آخر کا، دن اس کی تیرہ ٹنگ
 ہے، جب میں چون تھا تو اربع رب تصامیر شریف غفر

بچے دیکھ کر فارادے نے کہا: "تو یہ کیا بات کر رہا ہے؟ اس کا جواب دینا۔"
 کھڑکھڑکی گئی۔ ایک پل کے بعد وہ کھانے سے دو تھکے ہوئے اٹھ اٹھا۔
 "میں نے یہ سنا ہے کہ آپ جاپانی زبان میں بات کر سکتے ہیں۔" فارادے نے
 ہمیں ترغیب دی کہ ہم اسے خود ثابت کر کے اسے گما بھو پوچھنے
 آئے ہیں۔
 "معاذ علی ایہ! مجھے داکو کے بارے میں؟"
 میں غلام عباس اور مراد علی کے باپ کو بات کر رہا ہوں جس
 کا تین دن پہلے اخبار میں لکھا تھا۔
 دوسرے ماہرین نے مجھے کوشش کی مگر کسی کو اس کی خبر نہ ہو سکی۔

[illegible]


 علامہ اسحاق علی خان صاحب نے جیسا کہ فرمایا تھا کہ:

 بیسیویں صدی کے اوائل میں یہ عداوت بھی ختم ہو گئی تھی۔

 کام خاصاً دو نولہ ہونے لگا۔ چرکری منتقلی اور پھر ان کے کام پیشہ ختم

 نے بڑے بڑے پیشوں کی جو راہ خالی کی تھیں اور اب وہ صاحبانِ دولت

 ہوتی تھیں۔ یہی ہیں یہ دولت مند کے کہ انھیں کسی کی کیسٹن تھی جیسے

 تھی ویسے ان کے مال کافی تھی۔

 جب اس کی کوئی وجہ نہ تھی اس سے کہ اس کے کام کی ضرورت

 ہوگی۔ یہی تھی اس کی وجہ۔ اس کی بات کہ اگر کام نہ ہو

 تھی اس کی بات کہ اس کی وجہ۔ دونوں نے فیصلہ کیا کہ رو دجا ہے۔

 کے بعد انھیں کیا کہ رو دجا ضرورت کرنا چاہیے۔

”کیسے تم اپنے خلعے میں کلاؤ اور تمہیں کسے تمہارے کھانے کی خبر نہ ہو؟“
 ظاہر کیا کہ یہاں تو پوسٹ میں ایک دن بھی نہیں سے نہیں بیٹھنے دے گی کہ چونکہ
 میں کئی ہفت روزہ رات جاؤں کہ اسے کہتے ہیں کہ کمال دے گا اور اسے بات
 اس کے علاوہ میری ہے۔“
 وہ کیا پتا وہ غصے نے پوچھا۔
 وہ یہ کہ یہاں کوئی شریعت آدمی نہیں بیٹھیں گے۔“

نقیب

چند روز قبل ایک سیاست دان نے مجھے منگھڑے کے دوران کہا کہ مجھے ایک سیاست میں شوق میں چل سکتی۔ اس بات میں کتنی سبکی ہے اس کا فیصلہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں لیکن اس بات میں کہ مجھے ایک پانا دا قصبہ یاد آئے گا۔

ان دنوں میں ایک چھوٹے قصبے میں مقیم تھا۔ اس قصبے میں ایک ساچا گھوڑا بڑا تھا جس کا تعلق سیاست میں خاص طور پر تھا۔ اس کا نام ہم چھوڑ دیں اس کا نام تو یہ ہے کہ اسے انتخاب میں حصہ لینے یا عدم حاصل کرنے کا شوق نہیں تھا تاہم اس کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ سیاست اور بددیانتی کا داروں میں اس کے پیار سے زیادہ اس کی کرسیاں حاصل کریں۔ وہ حوض و حاد لہذا اور چون تو میں خاصا مہار تھا۔ دھوس اور حاد لہذا کے لیے وہ تانچہ نہ دھوسے گا میرے کام لیتا تھا۔

نور الدین اسی روزوں میں سے تھا۔ اس کا پٹہ لڑنے میں بڑا بہتر تھا۔ وہ چھوٹے گاؤں کے لوگوں سے تھا۔ وہ عموماً کھڑا رہتا تھا۔ مجھے اس علاقے میں چھوڑ دیا جیسا کہ وہ جی ہوتے تھے کہ ایک شام ایک اور شخص قتل کے میں آ گیا اور بھلا کر وہ فریاد کرنے لگا۔ میں اپنے کمرے سے باہر نکلا اور شخص نے دیکھا کہ اس پر کیا آفت نازل ہوئی ہے؟

اس سے پتا چلا کہ شاکر علی تیار اور اس نے حال ہی میں پرچہ کی دکان کوئی شخص کہہ رہے تھے کہ وہ دکان پر لوگ نہ لگا کر اور کچھ سالہ طریقہ اس میں داخل، کچھ اور کچھ دیگر چیزیں شامل تھیں۔

شاکر علی نے اس کی مرضی کے مطابق تمام چیزیں توڑ کر تانوں میں ڈال دیں۔ نور الدین نے وہاں چڑھنے کے ایک قصبے میں نمایاں اور قیامت دادی کے بیڑ چل دیا۔ شاکر علی نے اسے

بے گاروں کی اور کہا کہ میں اپنے آدھے تھوڑے جاؤں؟

پیسے میں مل جائیں گے؟ نور الدین نے اس کے بیڑ کہا کہ یہ لڑا ہو ہے۔ یا ناز کے سب لوگ مجھے جانتے ہیں؟

شاکر علی کا بخاری چکر چکر نور الدین کے پیچھے لگا اور اس دھوکے ہوئے بولا کہ میں آدھا کار کا دیا ہوں نہیں کرتا اگر ان میں نور الدین کو دے دوں؟

نور الدین نے اس کا طرف دھکا دیا اور دھکا دیا۔

شاکر علی نے دوبارہ اس کا ہاتھ دھکا۔ اس مرتبہ نور الدین کے سر پر آئے گا کہ قصبہ بڑا کھڑا کریں۔

شاکر علی نے بڑا میں کمرے سے نکھر دیا، اور کھڑکی میں دھکا دیا۔ تب وہ کال بند کے قاتل کے پیچھے چلے گئے۔

میں نے اسے لڑی اور ایک حالدار کو لایا جو کافی عرصے تھا جس میں کام کر رہا تھا۔

یہ نور الدین کو کہہ دیا کہ میں نے اس سے پوچھا۔

حالدار نے ان کے پیچھے کھلا دیا اور قصبہ لگا کر لے گیا۔

یہ نور الدین نے پتے خان کہہ کر آئی ہے کہ شاکر علی کھلے گا

بڑا خوش ہے؟

تم لوگوں نے اس کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی؟

حالدار نے نور الدین کو جواب دیا کہ میں نے اس کے خلاف کارروائی کی ہے؟

میں نے کچھ کہا کہ حالدار وہ ڈھلنے کی کوشش کر رہا تھا جس نے غصے سے کہا کہ ایک آدمی اس قاتل سے جاؤ اور اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔ میں اس کو اس کی موت دیکھوں؟

حالدار نے ایک بار سچا مل گیا، بولا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں ابھی اس کی موت دیکھوں؟

تمہاری کیا فرشتے ہادی ہے اس کے ساتھ؟

جانبہ... دھتے یا کوئی نہیں ہے؟

تو جاؤ پھر، جو میں نے کہا ہے وہ ہی کر دے؟

حالدار سلام کے زخمت ہو گیا۔ میں نے شاکر علی کو اپنے کمرے میں بلا لیا۔

تمہارا پتہ کھٹے کے بند ایک قوی بارش اور طوفان آسمان نور الدین کو جوتا جوتا جوتا میرے کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے سید شکار کیس میں دیکھی تھی وہ دیکھنے میں پیش ہو ڈالا ہوا تھا۔



اُس کے گھر کو گرے بال بٹانی پر پھیلے ہوئے تھے۔ خاصے
 فرائد وادار کو تھا۔ دروازے ڈھکے گنگ گنگ تھا۔
 السلام علیکم سرکار... اُس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر
 چٹائی کے اُسے کے ادر کو سرگرم کیا۔ وہ حاضر بنے جناب۔
 حالدار اُس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوا اور ہلا۔
 ملک صاحب، یہ نورالودین ہے؟
 میں نے سر سے سرخوش اُس کا دیکھا تھا۔ اُس کے چہرے
 پر کوئی خوف نہیں تھا، اُس کا رنگ سا نورالودین جیسے کیوں
 سنتی تھی، عین سولہ پچیس کی اُس کی ہڈی بگڑ گئی تھی۔
 میں نے سخت پسند کیا کہ انتخاب ہے تم برسے برسے
 جتنے چہرے پر شریف لوگوں کو شک ہے بڑا
 ہے کہ ایک کو غلط اطلاع دی ہے، سرکار وہ اُس نے
 بدنام باغی کیسے کیا۔ لیکن اُس کے بڑوں پر خطا کیا سرکار
 تھی، یہ میں شریف آدمی ہوں، بی۔ سارا اعلیٰ میری شرافت کی گواہی
 دے گا کہ میں...
 مجھے شکاری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ تم
 اسے اس شریف آدمی کی دکان سے سو دیا اور جب اُس نے
 پیسے ملائے تو تم نے اُس کو مارا اور دھکے دیے؟
 یہ جھوٹ ہے سرکار، یہ شخص میرے اپنے گھر سے
 ملے دے گی، اچھا لگا لگا ہوں، ہاں، میں نے دماغی نہیں
 دیکھ، دراصل...
 پیسے کو میں دے دے، میں نے فائدہ کر لیا، کیا تم اپنے
 باپ کی دکان کو بھڑا لے گئے تھے؟
 وہ اس وقت میری جیب میں سے نہیں تھے؟ اُس کے
 ہونٹوں پر خوشنویسی کی سلاٹ تھی، یہ بات کے سامان ٹوٹنے
 کے بعد معلوم ہوئی تھی۔ میں نے چاہا کہ ابھی کچھ پیسے
 فکر نہ جاتا ہوں، خوش اس نے میری زبان پر دیا اور گایاں
 دینے لگا۔
 اوتے کی خدا کا خوف نہ کرنا، شکاری نے کی، بھجوت
 زبول، ایک دن لوگوں دے دی ہے؟
 چاہا، جان تو تم نے بھی اکر دیا ہے؟ فورے نے
 ڈھائی ہے کہ۔ پھر ایک سے کان کچھ شکاری کی فضا
 جڑھلے۔ ہلا۔ تو آپ نے پیسے نہ لو، اگر کچھ جمانا چاہیے تو
 وہ میں سے لاؤ۔ میں شریف آدمی ہوں، میں نے میں کہا جیسا تھا کہ
 فتویٰ کی بری پیسے بھجوا دیتا ہوں، بخیر ملے ہی نہیں؟
 شکاری نے پیسے لیے، نورالودین جناب، اس نے
 مجھے دیکھے تھے اور دماغی تھا؟

کیونکہ میں آتم نے اسے مارا کیوں تھا؟ میں نے سوچا۔
 وہ آدمی بڑا دھڑا تھا، ہلا اور سرکار بھجوت کر لیا۔
 اس نے میری گریبان پر کیا تھا، اور میں نے اسے بھلا سمجھا، تھا
 اگر آپ کو میری بات میں بھیجی نہ ہو تو یہ جنگ میں ادا ہوئی، سنا
 کر دیا۔ ہندو مائے تم کو کسے کو مار دے، اس میں سزا
 کیلئے تھا۔
 وہ دیکھ اوتے نور؟ آج تو میں تھیں چڑتا ہوں، میں نے
 کہا، آج نہ گھر آئے، اس بات کی ضمانت کی تھی کہ اُس کا
 سے قیامت ادا کیے بغیر سامان اٹھا یا ہے تو مجھ سے نہ کرانی
 نہیں ہوگا مجھے؟
 بہت بڑا سرکار، اُس نے جواب دیا اور شکاری گنہگار
 ہوا رخصت ہو گیا۔
 *
 لیکن وہ ایک شخص، جس نے یاد دہانی اور بڑے دار
 ہو کر یہی سہی تھی، جسے کورسے قتلے میں داخل ہوا، اسی
 کی کھن کو پھولوں میں مندی چمک رہی تھی اور گندے روبرو
 چمک رہا تھا۔ اُس کے ساتھ تھیں یا چار صاحب، بھی تھے، جی
 کو اس نے ہر دوک دیا اور ایک عامل اُن سے چلا، اب یہ
 کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی چال میں تکرار و تکرار پایا جاتا تھا
 نے پہل ہی نظر میں اُس شخص کو ناہتہ کار شرفورڈ روایا۔
 آپ شاید اس قتلے میں سے آئے ہیں؟ اُس نے سی
 کلمات کے پڑ کیا، یہ کیا نام ہے آپ کا؟
 میں نے اُس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا کہ انا
 قاتلے میں آیا ہوں، کام جتنا نہیں کیا، آپ کو پتہ نہ ہوگا؟
 پاتے ہیں؟
 شاید آپ نے مجھے پہچاننا نہیں؟
 میں نے خشک جیسے کہا کہ یہ پہچان پہچان کر دانتے
 ہوئی ہے۔ آپ کا نام کیا کہیں؟
 ... چودھری نذیر کو بہن ہوں، اُس نے میری زبان
 میرے خاتے میں جو میں تھا تھا کیا کہنے دے مجھے اس طرح
 ضرور آئے؟
 سلام کا نیت وصول اور ایک کام ہے؟ میں نے کہا۔
 کتنے کی کو کچھ نہیں کسے گھر میری قریب داخل ہو کر اس طرح
 پر واجب ہوا ہے؟
 وہ میری اس بات پر ہلکا رہ گیا۔
 میں نے اُن کا تعارف کرتے ہوئے کہا کہ میں نے کچھ نہ
 جانتے تھے، اگر میں ضرورت پڑی تو آپ کے پاس نہ رہتا

مگر وہ
 میں نے سنا ہے کہ آپ نے ایک کے گنگ گنگ گنگ گنگ
 بگڑا دیا دیکھا تھا؟ وہ اصل بات کی طرف گیا۔
 میں اس کا اشارہ سمجھا گیا۔ میں نے کہا کہ جس شخص نے آپ
 پر جبری اسے اپنے جھوٹ لایا ہے۔ میں یہاں نہیں ہوں اور
 وہوں کو گورنے نہیں اُن کی حفاظت کسے کیا ہوں؟
 وہ غصے سے ہلا، ملک صاحب، یہاں میں تھا زید
 اسے سے ہماری خوشنویسی حاصل ہوتی ہے؟
 اگر آپ یہ کہہ دے کہ میں یہاں آ کر خوشنویسی ہوں
 آپ کا لٹا دے دیکھ نہیں ہے۔ اور جیسا تک خوشنویسی
 قوت سے کہیں اپنے افسردگی کی خوشنویسی حاصل ہے مجھے
 اور کی خوشنویسی حاصل کسے کی ضرورت نہیں ہے؟
 وہ کل کر ملے آگیا، ہلا، نور دین لڑا کر رہا ہے؟
 غالب آپ نے اُس کو پوری بات کر دی ہے؟ میں نے کہا کہ
 وہ ایک فریب پر چون خوشنویسی دیکھانے سے بغیر پیسے
 ہمارے کر چٹا چٹا کر عین میں نہیں، اُس نے نہ ہوں
 معلوم ہے پر چون خوشنویسی کو مارا یا نہیں تھا، میں نے تبصر
 پھر چڑھو تھا، اگر وہ آپ سے کہے کہ کچھ نہ ہوگا؟ اُس
 کی چون سے آپ کے پڑنے خواب ہوگی؟

آپ اپنی پڑنے کا خیال نہیں کریں، چودھری نے کہا اور
 برعزت دے کر لگا لگا۔
 چند منٹ کے بعد اگلے راجن فرزند کی دکان میں آگ
 گنگ گنگ انداز میں فریب کے برعزت چل کر کہہ ہو گئی۔ یہ بات واضح
 تھا کہ آگ نے اُسے ہلائے گا، تھی لیکن شکاری پر ہڈی دینا
 کو اپنے نہیں کیا، نہ ہی اُس نے کسی پر شک کیا، اُن کا کہیں
 مذہبی شک نہ ہوگا اور وہ نہیں کہتے تھے، غالباً نور دین کو ہمار
 نے شکاری کو دھکی وغیرہ دینی تھی۔
 میں نے شکاری کو چننا چھوڑا اور میری سرخوشی کے
 افسردگی کا ہار نہ روک دیا۔ ہم اُس کی پوری مدد کر گئے
 مگر معلوم ہوا تھا کہ وہ نور دین کو ہمار دھکی سے سنت خائف تھا۔
 اُس نے یہاں ایک آگ اٹھانا ملک تھی۔ اُسے کسی پر شک
 نہیں ہے۔

نور دین
 رہی تھی، لیکن شکاری کو کوئی شخص مدد کرنے پر تیار نہیں
 ہوتا تھا۔ دراصل وہ شکاری اُسے چودھری نظام دین کی خدمت
 حاصل تھی، ایک ماہ سے جیسی معلوم ہوئی کہ نہیں کے بعض

آنکاش کی کڑی دھوپ میں ایک پاکستانی جال باز کاسٹر

جب آکھیں آہیں پوش ہوئیں..... خوب نوب جگر برفا ہوا

جاسوسی و انجمنت میں سلسلہ وار شائع ہونے والی مقبول کہانی

علی یار خان کی سرگزشت

مجاہد

کتابی جی میں - نئے شائع ہو گئے ہیں

قیمت فی حصہ = ۱۰ روپے ڈاک خرچ - ۱۰ روپے

چادر ملے ایک ساتھ گنا ۲ ڈاک خرچ مناسب

کتابیات چلی کیشنر - پوسٹ بکس نمبر ۲۳ - کراچی نمبر ۷۴۲۰۰

178

کوئی جاسدے کا میں حرام نہیں ہوا تھا۔ اُن میں کون سے ہمارا کار
یوز صاحب بھی تھا۔
کوتوا میں تیرا ختم ہو گیا۔ مجھے جیسے جیسے افسوس بھی ہوا کہ
میں نے کارروائی کرنے میں غفلت سے کیا تھا جیسے میری
چینے جس کے بارے میں تھی کہ وہ لوگ جو غلط زد ہیں۔
اس ساری کارروائی کے دوران رنگا رنگا بیان بکرا ہوا
میں خوفناک نتائج دیکھیں اور تباہ داس نام کی کے باوجود
میں نے یہ سمجھنے کو ارادہ نہیں کیا تھا۔ چودھری نے
اُسے لگا تھا۔ اور میرا اندازہ یہ تھا کہ اُس نے اپنی ذات کا
بہاؤ لیے ہے۔ چودھری کے تھوڑے عرصے میں کوئی بھی
اچھے جوڑے اس طرح پر ہونا یا تھا جو اُس کے کھسے لگنے والے
شبہ شخص کے لیے نہیں لگتا تھا۔
اُس وقت میرا منصوبہ یہ تھا کہ میں کھسے تھے اور
وہ اُن کی بارواری خانے کی سی ہے کہ بارنگل رہے تھے۔
میں ایک خالدار بادری خانے کے دوڑنے سے بھی تھا۔
خالدار بادری خانے کے دوڑنے سے میں تک گیا اور دگر
تقدیر میں نظروں سے ایک ایک چھوڑ دینے لگا۔
یہ سچا ہے کہ کھسے نے اُن کی کوئی نہیں دیکھی۔
اُس نے خود کو ایک کھسے انداز میں کہا اور اندر چلا گیا۔
جہاں وہ ان کے طاق بلوار اور بھی سے بولا۔ ملک صاحب،
یہاں کیا ہو رہا ہے؟
میں نے اسے کچھ شخص کا جوتا دکھایا اور دگر غلط
تفصیل بتائی۔ جوتا کھسے کر کے کھسے نے بھی نظر کرنے
تھا۔ اُس نے جوتا دیکھ کر کہہ دیا کہ وہاں ہے جوتا
تو میرے کسی کسی کو دکھانے سے۔
میں نے اُسے اُس جوتا سے
میری برائی نہیں تو کھسے کے آگے آجائی ہیں۔
اچھے وہ بات کر رہی، بارواری خالدار کی جو کھسے آواز
نہایت ہی۔ ملک صاحب، ملک صاحب، اوراد اوسر
تشریف لے رہی۔
میں بلدی سے بارواری خانے میں پہنچا۔ چودھری نظام دین
تھے بھی میری تعلیم کی بارواری خانے کے کون سے میں نظر رکھنے
کی ایک کھسے کی برائی تھی اور خالدار اس کھسے کا اندازہ کھولے
کھڑا تھا۔ اُس نے ہدایت میں ایک ایک پکڑا ہوا تھا۔ اُس نے
وہ پکڑے تھے اور اُس کے بارواری خانے سے وہ پکڑے لگا کر
چودھری سے جو کھسے دیکھا کہ میرے کھسے سے کیا ہے۔
کھول کر دیکھا اور بولا۔ میں سے یہی ہے۔ یہ ہمارا زمین ہے

[illegible]

ہر وقت اندھے کی طرح تھا جس نے شکر کا مال
ہی تھا۔ اور دو کمال پر حیرتی کیفیت بنائی تھی۔
جس کے علم اور دنیاوی مہر پر طوطی نہیں۔ اس نے
ہر جگہ پر نظر کیا۔ شرفا کی پرکاش اجالی تھیں۔
یہ معلوم ہو کر اس کے دل میں گونگن رہا۔ جس میں
ہلکے سا گرم کا بادل چوم کر دانا پختہ تھا۔ اس نے اس
کے سامنے کے بارے میں بھی پوچھا تھا۔
اس نے اس کی وجہ سے کے بارے میں بتا کر نہ گیا
تھا۔ گھنٹے کے بعد وہاں گیا۔ اس نے ایک ہی تہہ
چھایا۔ دو چڑھا جانے کا تھا۔
چڑھا، جہاں چھائے میں ہی تھا۔ جس نے اسے اپنے کمرے
اور حوتہ کے بارے میں پوچھا۔
اس نے جوتہ پر نظر ڈال دیا۔... میری جوتا
اب جو میری صاحب نے لے کر رکھا تھا۔
جاتا۔ اچھی تھی۔ جوتا، نور سے تھیں نہیں ہو سکتا
یہ جو دو دن ایک دوسرے کے پڑ گئے۔ پھر اس نے
دیکھا تھا۔ جوتا، نور سے کے حکم کی گئی تھی؟
نور سے کہا: تمہیں بتا کر چڑھا میں کہاں سے مل

خود اس کے لئے چھوڑ دیا، ادا کیا، ایک قصہ یہ بھی تھا کہ جی پور سے رات کے وقت چھوٹے چکر لگانا تھا۔

تو چھوٹا بچہ اپنے آباؤ اجداد کے لئے بہت سی رات کے گیارہ بجے دو بار جاتا ہے، یہ اس کے والد سے چوکھڑے کے لئے ہے، لیکن وہ وضو پڑھ کر والدہ کی طرف سے مل لے لے۔

خاندان سے اڑے کے بعد چھوٹے سے بچے والے دو بچوں میں ان کے ذہنی اتنا اونچا کر دیا کہ نور احمد نے بچے فرش پر لگا لگا تھا۔

اب میں جی پور سے پڑھاں! اب جاتا اس سے پہلے کہاں کہاں چوری کی ہیں تم نے؟

اے... جناب! میں چور نہیں ہوں!

میں نے اس کے منہ پر چھڑ مارا، پھیلو چھا۔ چور نہیں ہو تو چھڑ کا پو؟

میں نے چھڑ کا حق نہیں دیا، بولا۔ میں چور ہی کا آدمی ہوں جناب۔ چور کی باتوں چور ہی کے علم پر کرتا ہوں!

خاندان سے اڑے چھوٹے سے بات کر سیدی!

اوتے! یہ چور ہی کا آدمی کیا کہتا ہے، میں نے چوہا

تو چھوٹے چور ہی سے کہا کہ پڑھاں کہاں ہے؟

میں، میں، میرا مطلب ہے کہ میں چور ہی کا خاص آدمی ہوں!

اے! میں اس لئے آئی ہوں کہ میں پھیلوں پڑھاں! بولا۔ یہ سارے مادیات ہیں، اس سے طرب ہوں پر چھوٹے علم کے ہیں!

مختور ہیں یہ چور چور کے علم کے لئے بیکرو کی کام بھی نہیں کیا!

وہ اپنے سارے کارنامے چور ہی کے سرخو پر کرتا تھا، اور جسے تک یہ بات سمجھ بھی تھی، اس کی ساری باتیں چھاپ چاں چھاپ کے اڑتے تھے:

میں نے چوہا نہ تو چھوٹے چور ہی کی جوتی میں سیندھ کے لئے لگا کر بھیجی؟

یہ رکڑتے ہیں تو نہیں؟

میں نے اپنے ہاتھ کاچہ ڈھار مارا، مال کے گھر سے بوند بھیلے؟

م... مال تو جی! میرے ہی گھر سے بوند بھا ہے!

اسے اس نے کہنا۔ جناب! اس نے اسے عادی چور سے کہا اگر وہاں ہے!

میں نے کہا۔ چور چور سے تمہارے پاس میں کا تھا کہ اس نے تمہیں گناہ کیا کہ بولا بھیلے۔ یہ بات سن کر تم خوش

چھوڑ کر ملک صاحب آپ اس کی جڑیں بٹھائے گئے۔
اس شخص کا بھی کنبہ کے کنبہ آپ نے خود کو کافی
پہنچے۔ وہ میر کا بیٹا تھا آپ کا کنبہ ہو کر اس کنبہ
جو جو اس کی جگہ سے ملے وہ آپ کے ملازم بنے۔
لیکن اس کا کنبہ آپ کے وہ ساری رات چلتا رہا نہیں نکلا
... یہ بات اس ملک حرام سے ہے۔ یہ چودھری
نے آپ کا پھر سے چھڑی سے مارا چاہا۔ یہ کہنے کا پھر بچہ
الزام لگاتے۔
اس دفعہ فورس نے چودھری کے ہاتھ سے چڑی چھین
لی اور گھٹنے پر مار کر اس کے دو کنبہ کے لیے پھر اطمینان
سے ہلا کر گتوں کو صرف چھڑی سے لٹکا کر رکھا۔
اس کے چہرے پر کوئی خوف نہیں تھا۔
چودھری کی آنکھوں سے شعلے نکلے، وہ بھی اپنی
فری ہوئی چڑی کا دوہیں فورس کو دھتک تھا۔ وہ بھی پوری
آنکھیں کھول کر کہنے لگا۔ میں نے کنبہ کو فورس کا دامن
آٹے چاہے آپ چودھری کا بھی نہیں تھا۔
فورس نے فورس سے چڑی چھڑی توڑ کر اچھا نہیں کیا، چودھری
نے کہا تیری سے واپس پٹ گیا۔

دیکھے، وہ شہر کی کوسے کی چودہ بندہ سالہ ہیں نیاں
اغوا ہوئے ہیں۔ یہ خبر سننے میں بندہ کوسے سے بھی اچھ
نیں پورا۔

یہ بات ہی واضح بھی کہ نیاں کو چودھری نے اغوا کر
تھا۔ فورس کا پورا حباب تھا۔ اس نے اغوا کر پورٹ دو رت
کر دئے۔ اس کے ساتھ وہ نیاں بھی تھے۔ فورس دھات
کر دئے کے بعد انھوں نے فورس سے بات کر کے نیاں کو
ماچی، اچھڑے سے دی۔ وہ لوگ فورس سے بات کر
کے چلے گئے۔

ہیں حالات کے سامنے دو ٹوٹی دینے والے چاہیے
بھی تیار کر دئے۔ چودھری کو بھی کیا یہ بیخاک بھی تھا۔
اس نے کہا کہ اگر شام تک اس کی نہیں گھر پہنچا کر
نہ بگا۔ لیکن چودھری نے اس کی دھمکی کو تو یہ دیا نہیں کی
رات کو راجا حالات سے بڑا ہو گیا۔
شہر کا یہاں کے چاہیوں نے رات کے بارہ
نئے دوستوں کو لے کر تیار کیا اور انھیں حالات میں بند کر
کے چلے گئے۔
لیکن جب حالات کا دروازہ کھولا گیا تو راجا بڑی تیزی سے

باہر آگیا۔ ان تینوں نے بڑی تیزی کے ساتھ حالات کے سامنے
کو دو چار چوں کو بے بس کیا اور دو چاروں کی دھمکیوں میں
فراہ ہوئے۔
اس جنگ میں ایک بات کا ذکر ضروری ملزم ہوتا ہے۔
میں نے اس جنگ میں چاروں پر شک ہو جاؤ۔ وہ شہر کو لے
کے لائے۔ اس سلسلے میں جب تیش کی بھی تیش
میں تیار ہو کر چاروں نے فورس کے آدمیوں سے سخت
لی تھی اور اسے فراہ ہونے میں دودھی تھی۔ ان دونوں کے
خواب تانوں کے مطابق کارروائی تھی۔ تاہم یہ ایک
کمانی ہے۔
مجھے قربان ہونے گئے۔ جب فراہ کی اطلاع ملی۔ اس
عرش میں تو راجا کا کام کر گیا تھا۔
وہ اپنے ساتھیوں کے ہر ایدہ حملہ چودھری کی حویلی
پہنچا۔ تینوں نے راجا چھڑا کر دھمکیوں کو فورس سے اپنے
چوکر اور راجا کو اس کی ڈن بیل شام میں چھین لی۔ پھر
انھوں نے فورس کو دے دیا۔ وہ دروازہ کھٹکا یا دروازہ چودھری
کے کھوتے پہنچے۔ کھول۔
فورس نے دروازہ کھٹے۔ اس نے شام کو چودھری
کا چھین تاشیں ساگر گرو خان دو گولیاں کھا کر دو دانے
پر بھی ڈھیر ہو گیا۔
گولیاں چھڑی کے آواز میں کر جی میں کھلیں گی جی جی
کی تین بیٹیاں تھیں۔ ہیں میں سے ایک شادی شدہ تھی۔ اور
بچہ تھوڑا ہی تھی۔
فورس کو جی کا سادہ نقشہ معلوم تھا۔ وہ میدان کو
کی خواب کا دھمکی اور راجا کی کو بھی کر عطا رہا۔ اس
سال کے نگ بھی تھی۔ تاہم کو لیا۔
چودھری پلا تو فورس میں گولے نکلے۔ ہر ایدہ
نویق پر پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ فورس کے دونوں ساتھی بدلتے
تلتے کھوتے تھے۔ اور فورس نے اس کی دونوں بیٹی کو لے
ڈھال مارا تھا۔ فورس کی بیٹی چھڑی میں تھی۔
چودھری پلا تو فورس میں ایک دسے۔ فورس نے گرجا دار
آواز کیا۔ نہیں نہیں تیری بیٹی کو گولہ کھٹ کر مگر دگا۔
چودھری کی پوری اور جی کے ملازم میں دھمکی پہنچ گئی۔
لیکن کسی کو تو پوری دھمکیوں کے سامنے ماسے کی جرات
نیں ہوئی۔
فورس اس وقت سے باز آجا۔ فورس نے یہ ایک کھا
ہے۔ یہ فورس کا کام ہے۔ یہ کھات کر۔ یہ مجھے نہیں ہے۔

لیگا۔ مگر سرخ مل کر دلوں کا
چودھری کو بھی اپنے بچے کی موت کا طعنہ ہوا تھا۔
فورس نے گرجا کر گیا۔ چودھری کو اب اور قسے
انھوں کے گولے کو نہیں سے کیا چھڑا ہے۔ یہ فورس
اور میں بہت دہے۔ راجا اور فورس کے چنگ، دوز
پڑی لاش گر گئے۔
چودھری نے راجا کو بھنگ دیا۔ لیکن فورس نے دلی
یہاں پڑا۔ فورس کی بیٹی کی موت ہے۔
... میں تیری ہیں کے بارے میں نہیں جانتا۔
ہری راجا کو بھنگے۔ بعد میں راجا کو لیا۔
فورس نے راجا کو لیا اور فورس نے اگلے ہی ہی
یہ تیار اور راجا کے ہمارے ساتھ ہائے۔ چودھری ہی
لا۔ وہی اس کا گنا۔
چودھری کی پوری مسئلہ پڑ رہی تھی۔
فورس نے اپنے ساتھیوں کو پٹنے کا اشارہ کیا اور فورس
انہی کے خوف بھا۔
فورس نے گرجا چودھری سے کہا۔ میں تیری ہی
میں تیار ہوں۔
چودھری نے کہا۔ یہ تیرے ساتھ ہیں گے۔
غیر ان حویلی کے ایک کرے ہیں بدلتی۔ فورس نے
انہی کو دیکھے۔ چودھری کی بیٹی کو نہیں لیا۔
غیر ان نے فورس کے پٹنے پر تیار اور غیر سے
ہار اس کی موت بھی ہو گئی۔
فورس نے ہاتھ بٹھائے۔ چودھری سے کہا۔ چودھری
ایک کی نہیں تیرے چاہے۔ میں چھڑی میں مارا ہوں۔
فورس نے گرجا کر گیا۔ فورس نے تیش کی بیٹیوں
بچا کا خاکسارے کا جی گایا۔
جانتے پہنچتے اس نے چودھری کی چھڑی بھی خالی
ہلائی۔
جب بھی چھڑی میں پٹنے تو ان ماب تھا تھا۔
یہ ساری تیشوں، چوکر سے اوپر سے تھے۔ مختلف گولیاں
ہیں تیرے لیے تھیں اس کی تھی۔

کے دوسرے کا نشان بھی تھا۔ راجا کا گیا۔
بچے کی موت کے سبب چودھری کو سخت صدمہ پہنچا۔
تاہم اس کے جو طریقوں میں ان کو دیا گیا۔ فورس کے بچے
کے ہراسے سے باہر دھماکا لایے۔ شاید یہ اس کی چھڑی
ہو گی۔ لیکن راجا کا نشانہ ان کی دستبرد میں آجسے
یہ لوگ خد سے ہلے پھو پھو رہے۔
چند منٹوں کے بعد فورس کی ان کی ان کی ان کی ان کی
میں تھیں۔ اس نے فورس کو لیا تھا۔ ... یہ خراب اختیار
کرے۔ یہ چودھری کو لیا تھا۔ اس نے فورس کی پوری
سکتا تھا۔
چودھری کے بھی ایک چنگ تھی۔ فورس کے
فراہ کے ہمتی تھی۔ چھڑی کے ہاتھ میں تھیں۔ ہر
طریق تیش کی تھی۔ وہ ان کو پاس وراثت میں ملوث
نہیں تھا۔
جوتے کا اس میں بھی تھا۔ فورس کے کاردار
جوتا چھڑی کے کھٹے میں لگا تھا۔ اس پر بھی ہوئی تو
اس بات کو غور کر لیا۔ فورس نے فورس کے استعمال میں
کیا کیا تھا۔ اس میں تھیں اس میں تھیں۔ یہ چھڑی کے
دو چوٹیاں چودھری کی تھا اور فورس کے ہاتھ سے پٹنے کے

اس کے لیے جو دستہ تیار کیا گیا تھا وہیں میں آپنا بھی

دست شام کے نئے رخ

فورس اور راجا کی موت سے اس وقت
میں مدد و شفا کی اور
پٹنے کے لیے ہسپتال لائے اور فورس کے چھڑی

دست شام کی لغت

ہیں کے فنیے کو بھی بٹھائے کہ فورس کے کنبہ
جیتے۔ ...

مکتبہ نفیس پبش بکس ۹۳۳

آخری وقت پر شیطان نے ہکا بکا دیا اور میں نے چند چہرے کیے
میں ڈال لیں۔ اسی وجہ سے بکڑا گیا۔

”نور سے تمہارا کیا تعلق ہے؟“

”وہی، جو ایک شریف آدمی کا کسی بدعاش سے ہو سکتا ہے
اشرف خان، تمہارا تعلق نہیں ڈالو۔ یہی بات کرو۔
جناب عالی، بات ڈالو لی ہے، اگر آپ کے وقت کا درجہ
نہ ہو تو عرض کرنے کی جرات کروں۔“
میں نے اُس سے کہا کہ میں پوری بات سننا چاہتا ہوں۔

اُس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ وہ چودہ پندرہ سال
کی عمر میں جرائم کی دنیا میں داخل ہوا تھا۔ اُس کے والدین انتہائی
غریب اور سہارا دہنے سے تعلق رکھتے تھے۔ جب وہ پانچ
چھ سال کا تھا تو انھوں نے اُسے ایک ایسے شخص کے سپرد کر دیا
جو ایک سرکس میں جہانی کتب دکھاتا تھا۔ اُس نے نہ اس
کے جہانی کتب سیکھے اور خوب ماہر بنا دیا۔

لیکن اُس کی بدقسمتی کہ تیرہ چودہ سال کی عمر میں وہ ایک
ماہر نقب زن کے ہتھے چڑھ گیا۔ اُس نقب زن نے محسوس
کیا کہ لڑکا اپنی جہانی سمارت کی وجہ سے اُس کے بہت کام

آسکتا ہے۔ لہذا اُس نے اشرف کو اپنے ساتھ لایا اور اُسے
چوری اور نقب زنی میں ماہر بنا دیا۔ وہ بندر کی طرح پھرتا تھا،
بڑی آسانی سے دیواروں اور چھتوں پر چڑھ جاتا تھا۔ دشمن دالوں
سے بند کروں میں کوڑو جاتا تھا۔ فضا میں گلابازیاں لگا سکتا تھا،
دور سے میں چھت کی طرح بیڑ تھا۔

چوری اور نقب زنی کے ساتھ ساتھ اُس نے یہیں
کسٹے کا فن بھی سیکھا۔ اُس کا کمال یہ تھا کہ وہ واردات کے
دوران کہیں تالو نہیں آتا تھا۔ اپنی جرائم کی زندگی میں اسے
دفعہ مزا ہوتی تھی۔ اور دونوں دفعہ اپنے ساتھیوں کی دہسے
مقرر ہوا تھا۔

دہائیس سال کی عمر میں اُس نے شادی کر لی۔ اُس کی پہلی
غریب، بکڑا ہوا بیٹی تھی اور نیک سیرت لڑکی تھی۔ اُس نے
شادی کے فوراً بعد اشرف خان کو چور کی پکاری کا پیشہ ترک کرنے
کی تلقین شروع کر دی۔ ایک سال کے بعد ان کے پاس اپنی
پیدا ہوئی جس کا نام انھوں نے عذرا رکھا۔ وہ بڑی خوبصورت
اور ذہین بچی تھی۔

اشرف خان نے نیچے بتایا کہ جب وہ بیٹا بن گیا
سیرت، بیوی اور خیر سیرت بچی کو دیکھتا تو اسے اپنے بچے
سے نفرت سی ہونے لگتی۔ وہ اکثر سوچتا کہ جب اُس کی بیٹی

اُسے گلی میں پھینک گیا تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ چودہری
یا نور سے کو قلعہ قسی میں مبتلا کرنا چاہتا تھا۔ اُسے بڑھنے سے
پہلے ایک بات بتا دوں کہ نور سے کھرے جو مسوقہ زبور
برآمد ہوا تھا وہ چودہری کے بیان کے مطابق پورا نہیں تھا۔
یعنی کچھ زبور کم تھا۔ اس بات کے ذکر کبھی خیال نہیں رہا۔

*
تقریباً چھ یا سات ماہ بعد قریبی علاقے کی پولیس نے
ایک شخص کو مسوقہ زبور فروخت کرتے ہوئے گرفتار کیا۔ جب
اس شخص سے پوچھ گچھ کی گئی تو اُس نے بتایا کہ مذکورہ زبور اُس
نے چودہری نظام دین کے گھر سے چوری کیا تھا۔
اس بات کی تصدیق اور ضبط کی کارروائی ممکن کرنے
کے بعد یہ شخص ہمارے سپرد کر دیا گیا۔

اُس نے اپنا نام اشرف خان بتایا۔ اُسے دیکھ کر مجھے
تعجب ہوا۔ کیونکہ اُس کی عمر چھتالیس اور پچاس سال کے درمیان
تھی۔ اور وضع قطع سے وہ مقتول آدمی معلوم ہوتا تھا۔ یعنی وہ
مواقی چوروں سے خاصا مختلف نظر آتا تھا۔ اُس کا جسم دھلا پتلا
اور تھوڑا سا دھنسا ہوا تھا۔

میں نے جب اُسے پوچھ گچھ کے لیے دیا تو اُس نے عاجزی

سے کہا: ”جناب عالی، میں آدمی سے بہت مار کھاکے آیا ہوں۔
اگر آپ سے بھی میں کام کیا تو بندہ فوت ہو جائے گا۔ اور کوئی دھنی
کا انجام آپ ہی کو کرنا پڑے گا۔“

میں نے کہا: ”اگر کچھ ہووے تو میں کچھ نہیں کہوں گا۔“

یہی تو سارا مسئلہ ہے، اُس نے کہا۔ ”میں پہلے یوں گاتا تو
آپ یقین نہیں کریں گے اور مجھے جیوت ہونے پر مجبور کریں گے۔“
معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں تھکانے کا بہت تجربہ ہے؟

آپ صحیح فرماتے ہیں، جناب! میں نے پندرہ سال چوریاں
کی ہیں اور پانچ سال تھیل میں گزارا ہے۔

اُس کی عادت گونی پر مجھے خوب ہوا، میں نے کہا۔ اُس
کا مطلب ہے کہ تم عادی چور ہو؟

”تھا۔۔۔“ اُس نے جواب دیا۔ ”تیرہ سال پہلے تو بہر
لی تھی۔“

”تیرہ بارہ چوری کیوں کی؟“

اُس کے چہرے پر کرب نمودار ہو گیا۔ کچھ دیر تک چُپ
رہا۔ پھر وہ اپنی بات سے مجھ کو دیا تھا۔
”میں نے کبھی کبھی سوچا۔“

بڑی لکھنوی لہجہ ہے۔ وہ خیالوں میں مگن۔ میں
نے فیصلہ کیا تھا کہ چور کی ماں اپنے پاس نہیں کہوں گا۔ مگر

ہو گیا۔ اس پہلے ملاقات کے بعد اشراف خان نے دروازہ لاکھ کر کے ملنا شروع کر دیا۔ باتوں کے دوران اسے فورسے اور چوٹوں سے تازے کاظم کاظم بھی پہچان کر چودھری نے فورسے کو دیکھا گیا ہے۔ اور بات چیت کے ذریعے فورسے کے علم کی آہنی سے اور اگر کوئی بات پر خوش نہیں ہے اور چودھری نے جوئے کو پیش کرنے پر خوب ہنسنی لگا ہے۔

اشراف خان نے اس معاملے کو اپنے حق میں استعمال کرنے کا فیصلہ کیا، وراثت میں دیے، عقب زنی کے سامنے کا چودھری کی جی جی میں داخل ہوا پسے جوئے کے کھٹنے سے اس کا تاج پوری کیا اور پھر اس کو دیواریں عقب لگا لی۔

اُس نے سالِ مالِ کام نہایت اچھا اہتمام کے ساتھ کیا۔ چند دن کے لئے اُس نے کُرنے میں اُسے کو کھلی پیش نہیں آئی، وہ ایک کھینک اپنے کام میں مصروف رہا، اور کسی کو کارِ کام کا خبر نہ ہوئی، اس دوران میں وہ جو کچھ ملکہ کی آواز میں سُنا، اور یہ اطلاع دے گا، کہ وہ ملکہ کو طرِ طرح پر کھانے کی باتیں کہتا رہے گا، اور یہ باتیں اُس کے سامنے آئیں گی، اور یہ باتیں کہہ کر اُس کو حیرت آئے گی۔

[illegible]

ادارے کے قانون پر بھی ہاتھ نہیں بڑھا سکتا تھا۔
اس کے علم میں تھا کہ گورنار کو بار قیدیوں میں بھی کڑی کتاب لازم
تھا اور جو درجہ کی پشت نہا ہی کی جو سے اس کا جتنا پیش رفت
تھا وہاں سے اس کا گورنار کا انتخاب ہوتے تو اس کے اقتدار
میں اضافہ ہو جاتا تھا اور وہ گولڈن پیسے سے بڑے قدر والے ہوتے
تھا۔ لہذا اس سے پہلے اس کام میں فکر نہ کرنا ضروری تھا۔
ارشاد خان نے سچے درجے کے قانونوں سے یہ سب
پڑھا۔ شروع کیا۔ ان کے ملازمینوں میں لکھنا نام کی ایک کتاب
تھا۔ وہ دقتیں صورت اور سب کا سامو کی تھا۔ ارشاد خان نے
ملا کر ان کے عرب کی غماز کے بعد ایک ملازم کی وہ کتاب دیا
دینے لگا تھا۔

ایک شام اشرف خان بھی حوالی کان پر پہنچے تو اس کے پاس ایک سالہ دودھ کا کتہ کھڑا تھا۔ اس نے بچہ پر جانچ کر دیکھ کر دواؤں کا ٹوکھا سے دودھ پیتے رہنے لگا۔ دوسرے بچے پر بھی اسی طرح آزمائش کر رہے تھے۔ اشرف خان نے فکر کر کے کہلا کر کہا، دوا دوا کرنا ہے مگر کتا میں خود سے ایک بات نجات پاتا ہے۔ ہر دوا کو جسے چاہا کرتا ہے، اللہ رکھنے سے بچتا ہے اور دوسرے کتے سے کھستے ہے۔

اشرف خان نے ہمیں آواز سے کہا کہ تم شکل وضاحت سے طریقہ آدھی تھوڑے ہو اس لیے میں نے تم سے بات کرنا کی بات کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ تم کسی اور سے اس بات کو نہیں کرو گے۔

بڑی ہوگی تو وہ اسی کے پاس سے یہ کیا سوچے گی جب کوئی
 اُس سے پوچھے گا کہ اُس کا پاپ کیا کام ہے تو وہ کیا جواب
 دے گی کیا کہے گی کہ اُس کا ایک چور ہے۔
 یہ اس سے کہتا ہے کہ جب خدا پاغی سال کی ہوئی تو
 اشرفِ خان نے جرائم سے توبہ کر لی اور اپنا حال تھوڑا دوسرا
 جگہ ملا گیا۔

اس سے اپنی بی بی کو بغیر دوائی اور تقریباً دو گھنٹہ سال قبل دو کڑے شات علی اوس کی شادی کر دی۔
 دو کڑے شات علی اور اس کی بیوی کو کڑا پ آب ابتدائی صفات میں پڑھ چکے ہیں۔
 اشرف خان اس بات پر بہت خوش تھا کہ اوس کی بیٹی

لیکن آٹھ نو ماہ قبل جب اسے عذرا کی ایک بوتل کی خبر مل تو اسے اور اس کی بیوی کو ناقابل جان صدر پہنچا کر اس کے رازدارانہ ثبوتات علی سے اپنے ساتھ چلا جاتا ہے۔ دوسرے سال کے بارے میں کچھ نہیں بتایا، لیکن عذرا کی وفات کے بعد وہ قلعہ خجور کو اپنی سسرال ملا گیا اور یہ وقت پہنچا کہ مارستے پھر ایک روز اس نے ناخوشی سے خودکشی کر لی۔

اس کی موت کے بعد اشرف خان کی بیوی کو اس کے سامان
میں سے چند کھانا تھیلے، جن میں نو سے اور چودھ
کے تھیلے دیا اور اس حال میں روح فقہاء
اشرف خان نے بنیاد خلک کو یہ داستان پڑھ کر اس کے
پیشانی پر ایک سن لگ گئی۔ اُسے نہ آئینہ آئی تھی اور نہ عجب
نظر تھی

اشرف خان، اللہ کے قریب رک انا اور میری
 ملازمہ سہیلا بات سے کہہ کر جوان خیر خواہ کو خوشی سے
 غرق کر لیا۔ اس کے بعد سال کے قریب سے رنگ گرا چکا ہے۔
 میں سمجھتی تھی کہ یہ بڑا دلچسپ اور دلکش ہے۔
 میں نے اس کے ساتھ ساتھ ہی چلنا سیکھا ہے۔
 چاکر کا کاغذ میری دھڑکی، جو اس کی جوتے سے
 ہیں۔ میں کہیں سے مجھے بتایا ہے کہ میری کسی کے
 نے اُن کو کیا ہے!

[illegible][illegible]

[illegible]

ایکے
جس میں خزانے میں پہنچا تو جلا کر دیکھے
ایک نوجوان عورت کو لائی کرآمد ہوئی ہے
چند آدمیوں کو ساتھ لیا اور فوراً موقع پہنچ گیا وہاں
نوجوانی دالا ہے اس کے ان خلیفے کو کاسد لائی ہوئی تھا۔
انہی میں پادری سے فحش ہوئی ایک حرف بڑی ہی خندانوں
چھوٹا سا جسم میں موقع پر موجود تھا۔
ہمارے کارکن تمام حقداروں کی نسبت دلی سے بہرہ رفا۔
انہوں نے میرے استفسار پر بتایا کہ وہ کدو کو کھائی

ہست بہست، امرکار
اُسے یہاں گئے لیے مجھے کیا کہ کر ناچا اور ایک
کافی ہے۔ اس کا کافیا آپ کے لیے موزی نہیں ہے۔
تاتیا تو نامناسب ہوگا کہ عزت نے اُسے چند چیزیں
بہداری کی یاد
کچھ عرصہ کے بعد میں اُس علاقے سے تپ رہا
تھیں ایک سال بعد مجھے بتایا کہ انورالو ایک بڑا
میں مان گیا تھا۔

چند روز کے بعد میری ملاقات ایک حوالدار سے ہو جو چرخہ ریز خانہ کار کے علاقے میں مقیم تھے۔
 ہاؤس کے دوران اس نے کہا: ملک صاحب! کوہ نور کو دور تر چھوڑ دیا ہو گا!
 بالکل درست ہے، میں نے کہا۔ مناسب ہے کہ کوہ نور
 مقابلے میں لڑا گیا ہے۔
 وہ اس کا جواب دیا: ہمیں یہیں مقابلے میں
 شرکت کرنا تھا اور اس کو حالت کے خلاف کرنا
 چاہیے جو چرخہ ریز خانہ کار کے دورہ میں اس کے
 ساتھ تھے۔ میرا خیال ہے کہ یہ دورہ چرخہ ریز
 خانہ کار کے لیے ایک نیا تجربہ ہے۔
 میں نے کہا: اس کے لیے بہت سے چیزیں
 ہیں۔ میں نے یہاں کوہ نور کو چھوڑ دیا ہے۔

[illegible]

ربانگھا
جیوا لہذا اس کے آخری نجات کی کہاں سنار
کو ملتا رہا تھا۔ چودھری نغمہ امین نے ٹھیک
اُس نے نور سے لوہار کو واقعی تپا سمجھ کر پاں رکھا۔

زبانت سے کہنے کو بھی یہ چھپا رہا تھا تو اس کی بےست میں غور
 آگیا۔ اس نے سچے جذبہ زلیخا کی عیب میں لکھ لیے۔ اودیسی اس
 کی گرفتاری کو عجیب ہی
 اس سلسلے کے خارج ہو کر وہ بھی اس کے دواڑے
 میں جا بیٹھ کر اُدھر اس نمازی کی یاد کو لڑکا کا اشتہار کرنے لگا۔ یہ
 اس کے کام کا راستہ ترویج تھا۔ وہ دوسرے کے مکان
 کی شان میں کرنا چاہتا تھا۔ تا کہ جب وہ جلی ہوئے والی تھیں
 نہ۔ تو وہ دوسرے کے مکان سے نکلنے والے پیشکش
 بھیجے کہے۔

پھر وہ ایسا نہ ہونے دو کہ میں اس میں سوار ہوتے
 نہ تھا۔ جب وہ اس قدر بے چین ہوئے تو وہ مشتبا نہ رہیں یا برنگا اور
 تھکے ہوئے ایک طرف چل دیا۔
 پھر اس کی توقع کے بغیر مطابق نہ لگا۔

یسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں، ان خزانوں کے نام
 حسب علی اور دیگر تشریف تھے۔ تشریف نے اشراف قان کو
 اپنے کے لئے کا اور اس کے چچا کے لئے
 اشراف خان پر تھا جس کے
 اور دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ ان میں سے ایک لڑکی کا نام
 اس نے بھی جو چچا ہوا اس کا نام آپ پہلے قنات
 حیات ہے چچا

بابت ہمت کر کے بھدا شرف خان سے ٹھوگھیرے اور ان میں
کھانا کھا کر بعد صاحب، بیٹی اور دوکان کی موت کے بعد میری
زندگی میں کوئی خوشی نہیں رہی۔ آپ مجھے اپنے جیو بیویوں کی جگہ
وادیوں، دیر سے لینے کی فکر کرتے ہیں۔ پرستار
میں سب تک، اشراف خان، میری بیوی کا مال و دولت
موت کے بعد کھو گئے تھے اور خرم کا اکثر جیو بیویاں
کی کہیں کہیں کھانچیں ہوئی تھیں۔ وہ کہیں کہیں
آپ سے خرم کی اجینیا کو نہیں کہیں۔ آپ ویرین جو آپ کا
فرض ہے۔
میں اس کے لئے کاندھ کاٹھیا جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر میرے غلوں کو ان
کو دیکھ رہے ہوں۔ ہوتے ہیں۔ یہاں سے لینے جو کچھ ہوں۔ یہ
کہانی جو کہنے لگتی ہے اسے آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ
جن کو دیکھیں سزا اور اس کے پوری کو پیش کرے گا۔ بلکہ کوئی
نہیں کہیں کسی بدعا کے لئے جسے میں اس کو دوا سے
کوئی نہ کہیں کار، وادی کی کہیں اسے اس کا کوئی مال نہ کہیں
سے۔

میں نے لاش کے چہرے سے چادر ہٹا کر دیکھا۔ وہ گولی چوسے والا بڑا صورت سمیت تھی۔ اس کے خوش قسمتے سوئے تھے اور چہرے میں ساکت مسکائی کے جھلک بکھلا ہوا تھا۔ ایک ہانک جیسے اس کی گردن پر کئی نشانات دکھائی دیے۔ میں جنوں کے ہر زخم پر پرجھک گیا اور جھوٹا انسان نشانات دیکھنے لگا۔ کیا نشانات غصے یا غم سے معلوم ہے ہوتا تھا کہ کسی بڑے سے اس کا گھبراہٹ ہوئی تھی۔

گویا وہ خوش کن نہیں تھا کہ اس کا تھکا لاکھ کاہر دیکھنے کے لیے کانوں کو کھینچے۔ وہ دو ہاتھ لگا کر اگلے ہونے لگا۔ میں نے اسے پوچھا کہ کیا کوئی شخص اس صورت کو پہچانتا ہے؟ جب لوگ ایک دوسرے کے طرف دیکھنے لگے اس میں سے کوئی ایسا نہیں تھا۔

صورت کے کانوں میں سوکنے کی ہالیاں اور اوتھوں میں کونچ کی چوڑیاں تھیں۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ کسی نے اسے کھینچے کے لیے تھل نہیں کیا تھا۔

میں نے جھانک کر دیکھا تو مجھے کالے رنگ کا ایک دو تہائی دکھائی دیا جو میرے ہی لاش کے اوپر رکھا تھا۔ میرے دل میں سوال پیدا ہوا کہ اگر لاش کے اوپر رکھا ہے تو اس کی طرف دیکھتا ہے۔

میں نے اسے اٹھکے نہیں دیکھا تھا؟

میں نے اسے اٹھکے نہیں دیکھا تھا؟

میں نے لاش کے چہرے سے چادر ہٹا کر دیکھا۔ وہ گولی چوسے والا بڑا صورت سمیت تھی۔ اس کے خوش قسمتے سوئے تھے اور چہرے میں ساکت مسکائی کے جھلک بکھلا ہوا تھا۔ ایک ہانک جیسے اس کی گردن پر کئی نشانات دکھائی دیے۔ میں جنوں کے ہر زخم پر پرجھک گیا اور جھوٹا انسان نشانات دیکھنے لگا۔ کیا نشانات غصے یا غم سے معلوم ہے ہوتا تھا کہ کسی بڑے سے اس کا گھبراہٹ ہوئی تھی۔

گویا وہ خوش کن نہیں تھا کہ اس کا تھکا لاکھ کاہر دیکھنے کے لیے کانوں کو کھینچے۔ وہ دو ہاتھ لگا کر اگلے ہونے لگا۔ میں نے اسے پوچھا کہ کیا کوئی شخص اس صورت کو پہچانتا ہے؟ جب لوگ ایک دوسرے کے طرف دیکھنے لگے اس میں سے کوئی ایسا نہیں تھا۔

صورت کے کانوں میں سوکنے کی ہالیاں اور اوتھوں میں کونچ کی چوڑیاں تھیں۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ کسی نے اسے کھینچے کے لیے تھل نہیں کیا تھا۔

میں نے جھانک کر دیکھا تو مجھے کالے رنگ کا ایک دو تہائی دکھائی دیا جو میرے ہی لاش کے اوپر رکھا تھا۔ میرے دل میں سوال پیدا ہوا کہ اگر لاش کے اوپر رکھا ہے تو اس کی طرف دیکھتا ہے۔

میں نے اسے اٹھکے نہیں دیکھا تھا؟

میں نے اسے اٹھکے نہیں دیکھا تھا؟

میں نے لاش کے چہرے سے چادر ہٹا کر دیکھا۔ وہ گولی چوسے والا بڑا صورت سمیت تھی۔ اس کے خوش قسمتے سوئے تھے اور چہرے میں ساکت مسکائی کے جھلک بکھلا ہوا تھا۔ ایک ہانک جیسے اس کی گردن پر کئی نشانات دکھائی دیے۔ میں جنوں کے ہر زخم پر پرجھک گیا اور جھوٹا انسان نشانات دیکھنے لگا۔ کیا نشانات غصے یا غم سے معلوم ہے ہوتا تھا کہ کسی بڑے سے اس کا گھبراہٹ ہوئی تھی۔

گویا وہ خوش کن نہیں تھا کہ اس کا تھکا لاکھ کاہر دیکھنے کے لیے کانوں کو کھینچے۔ وہ دو ہاتھ لگا کر اگلے ہونے لگا۔ میں نے اسے پوچھا کہ کیا کوئی شخص اس صورت کو پہچانتا ہے؟ جب لوگ ایک دوسرے کے طرف دیکھنے لگے اس میں سے کوئی ایسا نہیں تھا۔

صورت کے کانوں میں سوکنے کی ہالیاں اور اوتھوں میں کونچ کی چوڑیاں تھیں۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ کسی نے اسے کھینچے کے لیے تھل نہیں کیا تھا۔

میں نے جھانک کر دیکھا تو مجھے کالے رنگ کا ایک دو تہائی دکھائی دیا جو میرے ہی لاش کے اوپر رکھا تھا۔ میرے دل میں سوال پیدا ہوا کہ اگر لاش کے اوپر رکھا ہے تو اس کی طرف دیکھتا ہے۔

میں نے اسے اٹھکے نہیں دیکھا تھا؟

میں نے اسے اٹھکے نہیں دیکھا تھا؟

میں نے لاش کے چہرے سے چادر ہٹا کر دیکھا۔ وہ گولی چوسے والا بڑا صورت سمیت تھی۔ اس کے خوش قسمتے سوئے تھے اور چہرے میں ساکت مسکائی کے جھلک بکھلا ہوا تھا۔ ایک ہانک جیسے اس کی گردن پر کئی نشانات دکھائی دیے۔ میں جنوں کے ہر زخم پر پرجھک گیا اور جھوٹا انسان نشانات دیکھنے لگا۔ کیا نشانات غصے یا غم سے معلوم ہے ہوتا تھا کہ کسی بڑے سے اس کا گھبراہٹ ہوئی تھی۔

گویا وہ خوش کن نہیں تھا کہ اس کا تھکا لاکھ کاہر دیکھنے کے لیے کانوں کو کھینچے۔ وہ دو ہاتھ لگا کر اگلے ہونے لگا۔ میں نے اسے پوچھا کہ کیا کوئی شخص اس صورت کو پہچانتا ہے؟ جب لوگ ایک دوسرے کے طرف دیکھنے لگے اس میں سے کوئی ایسا نہیں تھا۔

صورت کے کانوں میں سوکنے کی ہالیاں اور اوتھوں میں کونچ کی چوڑیاں تھیں۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ کسی نے اسے کھینچے کے لیے تھل نہیں کیا تھا۔

میں نے جھانک کر دیکھا تو مجھے کالے رنگ کا ایک دو تہائی دکھائی دیا جو میرے ہی لاش کے اوپر رکھا تھا۔ میرے دل میں سوال پیدا ہوا کہ اگر لاش کے اوپر رکھا ہے تو اس کی طرف دیکھتا ہے۔

میں نے اسے اٹھکے نہیں دیکھا تھا؟

میں نے اسے اٹھکے نہیں دیکھا تھا؟

کے گمنام کے دلدار اور خستہ مائٹوں کی تھی اور فی معلوم ہوئی تھی۔ وہاں
 یا وہ ترکاؤں کو دلداریں گھر سے کہہ رہی تھیں۔ جن ہر

ہر تھی ۱۰ لے کیا ہوا ہے؟ اس نے پوچھا کیا یہ سر ہو گیا ہے؟
۱۰ میں اس کو تلاش کیا ہے براہ جوئی ہے کیا یہ صفوں کی

ایک اور سرگرمی چاہئے کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ
خامیہ مضبوط جسم کی حرکت معلوم ہوتی ہے اس کے ساتھ
ایک سال کا ایک سچے ہی قتلہ جیروں نامی لڑکی بھی جھکتی ہوئی

ہو۔ یونس کے لئے کی سب کو بڑی خوشی تھی۔ اس کی
 بری تو ناچتی پھرتی تھی۔ اس کے تو پر زمین پر نہیں گتے

[illegible]

اس نے بتایا کہ جب اس کی شادی ہوئی تو ان کے مال حالات بہت خراب تھے۔ نئے خراب کبھی دولت انھیں نہ ملنے کے پڑتے تھے۔ وہ عورتیں بڑھا جاتا تھا۔ شادی کے دو ماہ بعد وہ ملازمت کی تلاش میں لاہور چلا گیا۔ وہاں چلے جانے کے بعد کچھ عرصے کے بعد لاہور کے ایک نائب کارکن سرانی سے ایران کی ایک نئی کمپنی میں ملازمت مل گئی۔ وقت بڑھتا تھا اس لیے وہ گھر والوں سے ملنے گیا۔

ایران میں خواتین بہت اچھی تھیں۔ اور ملازم کے کے مواقع بھی تھے۔ وہ ڈول ڈول کر کاروبار اور خوشگفتار اشیا کر کر کے گھر بھیجنا کچھ سال کے دوران اس نے بہت کچھ کر لیا۔ وہ وقت بڑھا۔ اپنے گھروں کے بارے میں سوچا کرتا تھا۔ خاص طور پر عورتوں سے بہت یاد آتی تھی۔ وہ اپنے غرض میں کسی بھی کئی کئی بار واپس آ گیا۔

گڈون کو جو طے کر کے آئیں کہ کتنا دیر تھا۔ وہ تقریباً تین سال کے فاصلے پر تھا۔ آگے کو جاتا تھے گھر پر نہ پڑتا تھا۔

یوں سے بتایا کہ جب وہ واپس آئے تو انھیں فرسٹ کلاس قوسٹ جہاز میں آ کر سفر کیا تھا۔ انھیں سے بھلا جاتا تھا اور دل لگ رہے تھے۔ گھر کے لیے بہت چیزیں ہوا تھا۔

انھیں پریشان افراد اسے لینے کے لیے کہتے ہوئے تھے۔ ان میں ایک مرد بھی تھا۔ وہی گھر آچھا۔ اسی میں تھا۔

خاتون باپ سے اس کی بڑائی تھی۔

یوں سے وہ ایک دوست سے ملنے کے بعد قریبی بھائی کو ایک طرف لے گیا اور بلاواسطہ میں تیس ایک بہت بڑی خیرات سے ڈالا۔ وہ اپنے دل کو کھول کر دے۔ بڑی خبر یوں سے گھر کا کوچہ پانا تو خیریت سے ہے۔

پہنچا تھا۔ یہ ہے۔ بدی کے کا۔ قمر جہاڑی بیوی کے بارے میں ہے۔ بیوی بات کا بڑا دانا میں تھا۔ پڑانا بڑا بڑا تھا۔ وہ کہہ دے۔ کہہ دے اور تھی تو بیوی خوش ہے۔ میں تیس ایک بھوکھا بڑا بڑا ہوں۔

بات کہیں۔ بدی کہ یوں سے ہے۔

یوں بات ہے کہ تھی۔ فراموشی میں میرا ایک نہیں رہی۔

بدی۔؟ یوں کا چہرہ صریح تو اس پر ہے۔

بات کہیں۔ عورت اور خیریت کی بات ہے۔

اگر تھلا لے لے تو میری گدن حاضر ہے۔ وہی نے

۱۔ میرا دل نے گونڈے کی جوانی سے بار بار لگا لگا تھا۔
 ۲۔ باتوں کو کچھ چھپک چھپک سے سن لیتی تھی۔
 ۳۔ وہ میرے ساتھ آ کر اس کے پاس بیٹھ کر لڑائی جیتی کرتی تھی۔
 ۴۔ تیرا دل میری گردنی سے تیرے سر سے لڑائی جیتی کرتی تھی۔
 ۵۔ ہر ایک سناٹائی بات کو تیرے ہونے پر
 ۶۔ میں اپنی ترقی یافتہ بات پر ابرو تھکتے کیسے کر سکتا ہوں۔
 ۷۔ مجھے اپنی آنکھوں سے تیرا کوئی درد سے ہٹنے دیکھنا تھا
 ۸۔ ہاتھ لگنے کی بجائے دیکھنے والے کو اپنے پرانا تپن کر سکتے
 ۹۔ ہم کو چاہیے کہ ہر بات کو اپنے چہرے کو اپنی آنکھوں کو اپنے دل کو
 ۱۰۔ ہر ایک دیکھنے والے کو اپنی آنکھوں سے ہٹنے دیکھنا تھا
 ۱۱۔ ہر ایک سناٹائی بات کو تیرے ہونے پر
 ۱۲۔ ہر ایک سناٹائی بات کو تیرے ہونے پر
 ۱۳۔ ہر ایک سناٹائی بات کو تیرے ہونے پر
 ۱۴۔ ہر ایک سناٹائی بات کو تیرے ہونے پر
 ۱۵۔ ہر ایک سناٹائی بات کو تیرے ہونے پر
 ۱۶۔ ہر ایک سناٹائی بات کو تیرے ہونے پر
 ۱۷۔ ہر ایک سناٹائی بات کو تیرے ہونے پر
 ۱۸۔ ہر ایک سناٹائی بات کو تیرے ہونے پر
 ۱۹۔ ہر ایک سناٹائی بات کو تیرے ہونے پر
 ۲۰۔ ہر ایک سناٹائی بات کو تیرے ہونے پر

کے پیچھے نہیں جانے گا۔ اس کے علاوہ میں نے نہیں کھینچا۔
 "مخدردار جھوٹ بولنے سے جان نہیں چھوڑے گی۔
 میں اس کو چال چلن والی ہوئیوں کو کوئی فن نہیں کر سکتا۔
 ہیں۔ میں اس طائفے کی بریت سے اور تم سے بھی کیسی ہے؟
 "کیسی بیب اکبر! میں نے اس سے پہلے؟
 "تم جتنی بیوی کی لاش برآمد ہو گئی ہے وہیں لے کیا۔
 "تم سے پہلے سے ہوئی کہ تم نے دوپٹا اس کے گلے میں ہی
 رہتے دیا؟
 "ہم... کیسی بیوی کی لاش؟ بلکہ... کیا تصور ہو سکتا ہے؟
 "ہم... یہ بات کہہ رہے ہیں؟
 "یہ بات تو تم بتاؤ گے؟ پتہ تو مجھے ہے کہ وہ لاش
 تم حالات میں پڑ کر سوچ رہی تھی۔ اسے دیکھ کر تو لاش
 گاؤں لے گئے تھے۔ اس کی خبر دو تین دن ہو چکی ہوگی؟
 "کیسی سن کر اس نے دماغ شروع کر دیا۔

—

میں نے شام تک ہم بدی کا انتظار کیا مگر وہ نہیں آیا۔
 اگلے روز میں چند آدمیوں کو ساتھ لے کر دوبارہ سفر کیا۔
 پہنچ گیا جو میری فورس میں لے گیا کہ اس نے بدی کو قتل کرنے
 پہنچ کر باہر نکلتی تھی۔
 میں نے بدی کا پتہ لے لیا اور کوئی انتظار نہیں کیا۔
 کے گرد پہنچ گیا۔ وہاں کھڑے تھے۔ پہلے میں نے دو آدمی
 ملکاں کے پیچھے اس کی طرف دیکھ کر اسے مٹانے کی طرف
 دعوایں لے کر اس کی طرف دوڑا اور ایک جگہ کھڑا
 میں نے جھک کے دعوایں سے منہ نہ کیا۔
 پہنچ کر اس کے اوپر ایک مخدردار چلا اور فریاد کیا
 ہو گیا۔ میں نے دوبارہ قدم سے نہ بڑھ سکے۔ وہی کچھ پر
 بعد چلا گیا کہ وہاں کھڑا ایک محنت کر رہا تھا کہ وہاں
 کہ اس نے وہاں پہنچ کر اس کو لے لیا۔
 "بدی کو باہر بھیج دو۔ میں نے کہا: اس سے کوئی فائدہ
 آئے گا۔
 "جیسا کہ بات کرنا تھا تو میں نے ایک محنت
 کو منہ لے دعوایں سے ہم پہنچ گئے۔ وہاں اس نے سید
 شکل کا کہہ بہت سن لیا تھا۔ اس کے پردے میں کوئی بھی
 جس کے اوپر سرخ شلوار کے پانچوں کی جھک لڑا رہی تھی۔
 "مخدردار! تو کھڑے رہیں۔ یہی وہ محنت ہے جو اب گیا۔
 "میں میرا خیال بدی سے چھوڑ کر اس کی طرف ہٹ گیا تھا۔
 اس میں میری دھندل پڑ گئی۔ میں نے اس کی طرف ہٹ کر اس کے

[illegible]

حاجب میں دیا گیا تھا اور لڑکے نے کسی کو کوئی سے بھی نہ
 کر لیا تھا تو اس شخص کو سزا کا حاجب مسعود دیا جا رہا تھا
 بلکہ رعایت کی گروہ میں چلے گئے کہ وہ اس کا سنا سن رہا تھا
 تو اس طرح خود کو اور ہمیں کھانا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے
 ڈانٹے سلا کر باہر بھیج دیا۔

واقعہ طور پر یہاں سے جس شخص کو سائیکل پر لے گیا
 کیچے آئے دیکھا تھا۔ وہ داخلہ ہی تھا کیونکہ اس نے بھی
 سائیکل کا ڈزکری تھا۔ مجھے ہاروی کے بہت یاد آتی تھیں
 کے پیچھے آئے والے سائیکل کو گھنٹن جھکے گئے کسی سلا
 رہی تھی۔

دیکھنا حساب اس وقت میں اور طویل ہی ہوئی تھی
 نے کہا: وہ آپ کی قسمت ہو سکتا ہے۔

میں نے تو کہہ کر تھا۔ مجھے میں نے کہا: وہ تو اس کا کیا
 بہرے لڑا۔

”ہی سائیکل“

”ان“ میں نے سائیکل ہی کہہ دی۔

وہ دھڑکیا اور سائیکل پہلے کیا نہیں لے کر وہ سائیکل
 سپاہی کے حوالے کر دیا کہ وہ اسے چلائے۔ جو نہ کسی
 کے کہنے کی وجہ سے چلائے اور اسے چلائی لے آئے۔

سائیکل سے نکل کر تھیں کہ

سائیکل سے چھٹی ہو گئی تھی جس کی ہڈی میں
 چلنے کے لیے اس کے تھکے ہوئے گھٹنے سے دیا گیا تھا
 گھنٹن کو ابھر کر خود کو اندر دے چکے گئے۔ یہ خود بہ خود
 گئی تھی۔

میں نے تھیں ہو کر گئے کہ کچھ کی کہنے کے والا تو اس میں
 تھکے ہوئے گھٹنوں پر جو تھکے ہوئے تھیں تھیں تھیں تھیں
 میں نے تھکے ہوئے گھٹنے سے۔ میں نے تو اس کے کہنے کی
 مفروضی کیونکہ تھکے ہوئے گھٹنے سے۔ وہ تھکے ہوئے گھٹنے
 میں نے تھکے ہوئے گھٹنے کی تھکے ہوئے گھٹنے سے
 وہ تھکے ہوئے گھٹنے سے تھکے ہوئے گھٹنے سے تھکے ہوئے گھٹنے
 کیا اور کہا: تم اندر میں تھکے ہوئے گھٹنے سے تھکے ہوئے گھٹنے
 میں نے تو اس کے کہنے کی تھکے ہوئے گھٹنے سے تھکے ہوئے گھٹنے
 مفروضہ ہو گیا۔ اس کی پریشانی میں تھکے ہوئے گھٹنے
 میں نے اسے ساتھ لیا اور تھکے ہوئے گھٹنے سے تھکے ہوئے گھٹنے
 پہنچ گیا۔

ہاروی نے بی بی تھکے ہوئے گھٹنے سے تھکے ہوئے گھٹنے سے تھکے ہوئے گھٹنے

یہ اس کے دل سے بچنے کے واسطے سبک دیا اس لئے کہ نہ پڑے نہ بچا تھا۔

پھر میں نے اس کے سامنے گلی میں سبک چلائی۔

اس نے سبک لڑائی کی پہلی ہی پہچان لی۔

میرا فرار ازل سے کیا تھا قاندا صاحب! میں بھی مددی

اور دانی کا مطلب نہیں تھا۔

و مطلب یہ نہیں تھا نے میں چل کر کھجا میں گئے میں

نے کیا؟ تم اس وقت میرا رستہ ہو۔

نہ میرا رستہ! ہم... میں نے کیا جسم کیا ہے؟

”نہ جرم تم خود تھا۔“

اس نے پہلے بے نیلے کھٹات کا دلدارا، پھر شہوت

بیل کی، پھر رستہ سمجھت کہنے لگا۔

اس زمانے میں جب میں کسی جرم کو دیکھتا تھا تو فوراً

پہان پہنتا تھا۔ اس نے تو مجھ کو تھا کہ ازل سے جرم ضرور کیا

ہے کہ میں جرم کے بدلے میں داغ میں تھک رہا تھا۔

پھر کیا کہ میں پر تپا نہیں تھا اس نے ایک ہی جرم کو تو لکھ دیا تھا

تھکے تھکے کر رہیں نے اس سے کیا؟ تو ازل سے مجھے

مددی ہی تھی نہ ملو ہو چکا ہے۔ میں چاہتا ہوں تو کسی تکلیف

میں بڑے بغیر جرم کروں گا۔

و قاندا صاحب! میں ایک شریف، سیکولر ماں ہوں۔

اس نے گونہ گونہ کیا کہ ماں گاؤں یہی خرافات کی کاوی

ہے کہ نہ ہے۔

”ان باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔“ میں نے کہا۔

”یہ نہیں! ان بات سمجھنے کے لیے دنیا ہوں۔“ اور میں

میں بھی کسی کا انتظام کروں گا۔ ہاں جو میرے لئے نہیں

دیکھ سکے ہیں۔ میں نے صرف ملے کو دیکھ چکے ہیں۔ بے ارادے

خدا اور وضع کو تو اس لئے کرتے ہیں کہ وہ وقت میں جلیں

کئے گی بلکہ سبک لڑائی کا کھرجا میں مل جائے گا۔

یہ بات کہتے وقت میں اس کے چہرے کا نور ہو رہی

تھی۔ قاندا! میں نے دیکھا ہے کہ میں کس کی آنکھوں میں

خوف اس لئے اڑا رہی تھی کہ میری کاربھی کی خفشات

میں مل کر کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

اگلی صبح جب میں نے اسے اپنے کمرے کے لیے بلا تو

اس کی حالت عجیب تھی۔ رات کو کوئی فیصلہ نہ تھا۔

اس کو اسے گھر نہ تھکے کہ کھانا میں نہیں تھا۔ میں

اس کی ہنسی دیکھی۔ اسے کہا کہ میری خفا عورت ایک کی

[illegible]

یہاں تک میرے ذہن میں نقل کا کھوکھلا واقعہ ہو گیا ہے۔
 ایک مفروضہ تھی۔ فلاسفل کی اپنی زبان سطرے میں تھی۔ وہی
 اس کا نام اپنے غور کو رہا جیسی تھی۔
 "تو اس نے چھاپا" لکھا ہو گیا ہوا تھا؟
 فلاسفل نے یہ چاہا کہ میرے لیے یہ سطرے لکھ دیتے
 ہوئے ہوں۔ ان کا تینا دراصل سب، میں بالکل بے گناہ ہوں
 مفروضہ میں اس کا تینا جاتی تھی۔ میں نے... اسے پہلے ہی
 بہت کوشش کی تھی کہ اس کے ذہن میں یہ چاہا ہو گیا ہو...
 میں اس کے لیے کوشش کر رہا تھا۔
 "میں نے اسے گھر پرانے سے کچھ سہا گیا تھا۔"
 کہ میں یہ وقت شہر سے دور ہوا تھا۔ لیکن ان عرف۔



[illegible]

وگیا بلوچہ و دھڑاں لے کر کھڑے ہو کر سڑک پر اچھا بڑا
 "جھماں، بے رحمی ہو سکتا ہے۔"
 "تم نے بات لے کر غلطی کرنا کی تھی؟"
 "جانی تو تھی۔۔۔ یہ۔۔۔ اُس نے بات
 "ظاہر ہے، غلطی تو اس نے یہاں کے
 سکتا تھا۔ میں نے کہا، ہر مال، مگر۔۔۔ اُس نے اپنا
 بیادو پاراب جالاما کا آسان ہو جانے کو۔"
 میں نے وہ بھی سمجھ لیا۔ سڑک پر کیا بیان
 ابھڑا تھا اور کیا اُس کے جھانی نے بلوچہ کو اُس
 دھڑلے میں سے کسی کو کہہ دیا تو اس کے دھڑلے
 اچھا ہو چکا۔ میں نے اس کے کھڑے ہو کر اچھا بڑا
 ہو سکتی تھی۔
 بلوچہ دھڑاں لے کر کھڑے ہو کر اچھا بڑا
 کے اچھے رہنے کو دھڑاں لے کر اچھا بڑا
 ہی لے کر کھڑے ہو کر دھڑاں لے کر اچھا بڑا
 لے کر اچھا بڑا ہو کر اچھا بڑا
 ملہ اور اس کا کھانی کھانے سے
 اُس کے اچھا خاصے کے اچھا بڑا
 اچھا بڑا ہو کر اچھا بڑا
 گھوڑے کو لے کر اچھا بڑا
 دیکھ کر۔
 اُس وقت شاخ کا اچھا بڑا
 آدمی کو پہاڑ پر اچھا بڑا
 چوڑی جا رہا تھا۔ ہمارے قریب ہی
 ایک سے پہچان۔ ہمارا اس کو
 دیکھ کر اچھا بڑا
 اچھا بڑا
 مجھے شک نہ ہو کہ اچھا بڑا
 لیکن ان کی یاد میں نہ ہو کہ اچھا بڑا
 جنہیں ان کی یاد میں نہ ہو کہ اچھا بڑا
 میں اچھا بڑا
 "بات کیلئے جواب دہاں سے جانا
 تھا۔ میں نے کہا کہ اچھا بڑا
 "میں نے کہا کہ اچھا بڑا
 ہوئی ہیں۔ ہم ان کی اچھا بڑا
 "میں نے کہا کہ اچھا بڑا
 آپس میں ہیں۔ میں نے کہا کہ اچھا بڑا
 میں نے کہا کہ اچھا بڑا

[illegible][illegible]

سیدنا محمد بن عبد اللہ



بادشاہِ بزم

چھوہد دی مصعب مل کے گھر میں اکرام کیا ہوا تھا۔ اس کے نوجوان بیٹے نادر علی کو کسی نے سوتے میں قتل کر دیا تھا۔ بی بی کے ساتھی بچے قتل و دہشت پر ہستیا اور مذاہلے کی کارروائی شروع کر دی۔ موقع پر موجود لوگ لڑنے لگے۔ تباہ کار وہ دہشت کی اطلاع ملتے ہی موقع وار دہشت پر چڑھ گیا تھا اور اس نے کسی بچہ کو اور دھڑ میں لگا کر قتل کیا۔ اپنے بستر پر خون میں نہات چرت ہو رہا تھا۔ بستر پر آدھے میں بچھا تھا۔ لڑکا کا سینہ ہونے کے باعث موسم زیادہ گرم نہیں تھا۔ پر آدھے کے سامنے سر کنڈول کی چھائی تھیں۔ بڑی بچی تھیں۔ پر آدھے میں ایک دوسری چار باغی بھی موجود تھی اور اس پر بستر بھی بچھا ہوا تھا۔ بائیں کی طرف ایک مہین کر گیا ہوا رکھا تھا اور چار پر مہین تھیں۔ مہین جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس پر کوئی نہیں سوتا۔ قتل کے سبب پر ہستیا دھارے کے ایک بچہ کو ہستیا پڑے تھے۔ گویا قاتل نے قتل کے پتہ نہ لادے کے واسطے تھے۔ اتنے زیادہ دھڑ کی باتوں کی نشان دہی کرتے تھے۔ اولی بکر قتل کے پچھلے موت غارت کار فراموشی۔ دوم، قتل نے قاتل کو بیان کیا تھا اور قاتل کی پورٹ میں وار ہمارا کر گیا۔ لاش قتل کا جاننا قاتل کے تئیں موت کا پیغام ثابت ہو سکتا تھا۔ سوم، یہ کہ قاتل بزدل اور کور تھا۔ چار وار کرنے کے بعد اسے اپنے ذہن کی موت کا یقین نہیں آیا تھا۔ قاتل کے دیتے چار ہائی کے نیچے بھی نظر آ رہے تھے۔ دو ہائی نام طور پر قابل تو مہین گھر کے بیچے اور قریبی کردوں میں سوتے ہوئے تھے۔ انھوں نے قتل کی تہنیں کیوں نہیں لیں؟ اور دوسری بات یہ تھی کہ قتل قتل نامہ صحت

میں نے کہا: اس کا مطلب ہے کہ قاتل باہر سے آئے تھا۔ ملک صاحب قاتل باہری سے آکر نہ پھلے۔ اس کے اس کی آواز میں خفہ میں تھا اور ہم سمجھ کر قتل کے بعد ہی پتا چلے گا۔ میں نے کہا: آپ اس پر ہے؟
 باہری کسی سے خفی نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا۔
 مہین صاحب نام کر دیں؟
 مجھے تو یہ کہ چور کی کارروائی مکتبی ہے؟ مہین نے چسکی کھینچی جو لوگ گھر آکر کھڑے تھے؟
 میں نے کہا: آپ میں سے کسی نے شوق کی آواز دی؟

چھوہد لے گیا۔ میں ہلک کوئی آواز نہ سنی تھی۔
 مہین صاحب قاتل باہری سے آکر نہ پھلے۔
 اس چاہا کہ ہر کون سوتا ہے؟ میں نے قتل کے ساتھ والی چاہا کہ اس کی طرف اشارہ کیا۔
 میرا یہ سوال اس کو بھڑک چکا تھا۔ واضح طور پر کسی کے پاس کوئی طرح شک نہ کر سکتے تھے۔ وہ اپنی بچی کی طرف دیکھتا ہوا بولا: یہاں کو نیار علی کی دو چکی ذریعہ سوتی ہے۔ اسے وہ خیریت سے تو ہے نا؟
 ذریعہ کا تو کون خیال ہی نہیں آیا؟ مہین نے قتل کے قریب چڑھا لیا۔ اس نے کہیں پھرتا یا ہی نہیں، صبر کرتا اس اور کڑی کا پتا کر کے



سوئے والے کو نہ چھوڑ کر نہ ہو جائے کہ لہجہ کی تازہ چلے،
کلیا آپ کو قلعین ہے کہ زہر دینے کو زشتہ رات برآمد ہے
میں سوئی تھی؟

”ہر دینے کا مہمے میں سوئی ہے؟“
”روزانہ کی بات نہیں کر رہی رات کی بات بتائیں؟“
”میں نے تو نہیں دیکھا تھا کہ جس کے لیے کہ روز زشتہ
رات برآمدے میں سوئی تھی“

”اس بات کو چھوڑیں۔ اسے میں چیک کر لوں گا۔ آپ
مجھے بتائیں کہ کیا آپ کو کھانا اپنے شوہر سے کوئی تنازعہ
پیدا رہا تھا؟“

”تنازعہ تو کوئی خاص نہیں تھا۔۔۔ وہ چار روز پہلے، دو دن
میں کوئی جھگڑا ہوا تھا۔ زہر دینے کے بعد کھانا بھی تازہ ملا نے
اسے چار دن تک دے دی تھی میں ان کی خام کو زہر دینے کے بیچے جانے
سے انکار کر دیا اس پر میری تازگی کو بڑا غصہ کیا اور دو دنوں میں
ٹوٹ کر رہ گئی۔“

”کیا آپ کے خیال میں واقعی اس بات پر کوئی صورت پانے
شور کو کھلی کر سکتی ہے؟“

”کلیک صاحب، اگر یہ بات آپ کی اور موقع پر پوچھتے
تو میں آپ کو جواب دیتا لیکن میرے بیچے کی لاش باہر پڑی
ہے۔ میں کیسے بچا ہوں کہ میری قبر سے کھانا ملے؟“

”چوہر صاحب، بندہ سے کتنی سوچیں ہوں تو وہ چار
دن بھی بھرتے تھے، آپ کی اس اور دو دن کے باہر سے بھی ہو گئے
میں خیر ضرور سوچوں گا لیکن ایک مسئلہ اس بات اور میں کو بتانا
چاہتا ہوں۔ یہ شادی کی تازگی کی ایک سب سے تازہ تھی۔ اس نے زہر
کو نہیں دیکھا تھا اور وہ کدو کے شادی کی تھی۔ زہر دینے والی

سے خوش تھی، اگلی ہے۔ یہاں شادی پر راسخی نہیں تھی اس نے
کسی اور شخص کو بھی تھی۔ تازگی کے زہر کے کھانے پر بھی
باتی اور وہ راسخی نے ہم کو کھانا کھا کر لیے، راسخی کیا
کھانے کا اس نے راسخی اس لیے راسخی ہو گیا تھا کہ آپ

نہا سے اپنی بیٹی سے کھانا کھا کر لیا تھا؟“
”یہ بات بہت مشکل ہوئی تھی۔ اور ایک معاملہ زہر دینے
نے اگر کوئی تازگی کو نہیں کھانے کی کسی سے فریاد ہے۔ آپ
ان کی کوئی شکل یا صورت پر دیکھا تھا، اس شخص کی خصوصیات اور لپٹاں

اندھے ہوتے تھے کہ ہوں گی، زہر دینے سے میرے بیچے کو
کچھ بھی یاد نہیں ہے میں ان کی تھی یہ شروع سے موقع کی تباہ
میں تھی۔“

”اس کی اس بات میں غصہ اور تنازعہ تھا، دیکھنے والی

ماگڑہ کو نہ چھوڑ کر نہ ہو جائے کہ لہجہ کی تازہ چلے،
کلیا آپ کو قلعین ہے کہ زہر دینے کو زشتہ رات برآمد ہے
میں سوئی تھی؟

”ہر دینے کا مہمے میں سوئی ہے؟“
”روزانہ کی بات نہیں کر رہی رات کی بات بتائیں؟“
”میں نے تو نہیں دیکھا تھا کہ جس کے لیے کہ روز زشتہ
رات برآمدے میں سوئی تھی“

”اس بات کو چھوڑیں۔ اسے میں چیک کر لوں گا۔ آپ
مجھے بتائیں کہ کیا آپ کو کھانا اپنے شوہر سے کوئی تنازعہ
پیدا رہا تھا؟“

”تنازعہ تو کوئی خاص نہیں تھا۔۔۔ وہ چار روز پہلے، دو دن
میں کوئی جھگڑا ہوا تھا۔ زہر دینے کے بعد کھانا بھی تازہ ملا نے
اسے چار دن تک دے دی تھی میں ان کی خام کو زہر دینے کے بیچے جانے
سے انکار کر دیا اس پر میری تازگی کو بڑا غصہ کیا اور دو دنوں میں
ٹوٹ کر رہ گئی۔“

”کیا آپ کے خیال میں واقعی اس بات پر کوئی صورت پانے
شور کو کھلی کر سکتی ہے؟“

”کلیک صاحب، اگر یہ بات آپ کی اور موقع پر پوچھتے
تو میں آپ کو جواب دیتا لیکن میرے بیچے کی لاش باہر پڑی
ہے۔ میں کیسے بچا ہوں کہ میری قبر سے کھانا ملے؟“

”چوہر صاحب، بندہ سے کتنی سوچیں ہوں تو وہ چار
دن بھی بھرتے تھے، آپ کی اس اور دو دن کے باہر سے بھی ہو گئے
میں خیر ضرور سوچوں گا لیکن ایک مسئلہ اس بات اور میں کو بتانا
چاہتا ہوں۔ یہ شادی کی تازگی کی ایک سب سے تازہ تھی۔ اس نے زہر
کو نہیں دیکھا تھا اور وہ کدو کے شادی کی تھی۔ زہر دینے والی

سے خوش تھی، اگلی ہے۔ یہاں شادی پر راسخی نہیں تھی اس نے
کسی اور شخص کو بھی تھی۔ تازگی کے زہر کے کھانے پر بھی
باتی اور وہ راسخی نے ہم کو کھانا کھا کر لیے، راسخی کیا
کھانے کا اس نے راسخی اس لیے راسخی ہو گیا تھا کہ آپ

نہا سے اپنی بیٹی سے کھانا کھا کر لیا تھا؟“
”یہ بات بہت مشکل ہوئی تھی۔ اور ایک معاملہ زہر دینے
نے اگر کوئی تازگی کو نہیں کھانے کی کسی سے فریاد ہے۔ آپ
ان کی کوئی شکل یا صورت پر دیکھا تھا، اس شخص کی خصوصیات اور لپٹاں

اندھے ہوتے تھے کہ ہوں گی، زہر دینے سے میرے بیچے کو
کچھ بھی یاد نہیں ہے میں ان کی تھی یہ شروع سے موقع کی تباہ
میں تھی۔“

اگرچہ جیت کے، مالک ہے اور دوسرے پہنچا ہوا ان کے
گھر میں ہے، اسے زہر دینے کو زناہنگ کر سکتے تھے
میں نے پہچاننا آپ لوگ رفتی کی ہر ذرہ پر کھانا
سلوک کرتے ہیں؟ کیا اپنی بیٹی پر جو سونے والی زناہنگ

تھیں لیتے؟
”میں زناہنگ کے کھانا ڈال کر لوگ پر نہ اس کے سفر
کرنا۔ میرا بیٹا زہر دینے کو بچوں کی طرح رکھتا تھا لیکن وہ اگلا
سی بات نہ اس کے سلا تا شورو کردہ تھی، وہ دیکھتا تھا کہ وہ اس
میں جھگڑا ہوا تھا زہر دینے کے جانے کو نہ کر ہی تھی لیکن باطل
اجازت نہیں دے رہا تھا، گھر میں سونو بیاہو ہوئی ہیں اس میں
شادی اس لیے تو نہیں کر رہی، ہر وقت سیکھتے

تھیں رہے۔
”کیا آپ یہ کہتا ہیں کہ یہ تازگی کو زہر دینے سے متعلق
کیا ہے؟“

”میں چار دن آپ کا کام ہے، ایسی صورتوں کا کیا کیا ہو سکتا
ہے؟ کیا آپ کو اس کے پاس ہے؟“

”اس صورت سے لے کر اپنی بیٹی پر ہونا لگا اور دیکھا
میں نے پہچاننا آپ اس کے کھانے کو زناہنگ کر سکتے ہیں؟“

”آپ اس وجہ سے تازگی کو کھانا کھانے کو زناہنگ کر سکتے ہیں؟
تو زہر دینے کے کھانے کو زناہنگ کر سکتے ہیں؟“

”کلیک صاحب، اگر یہ بات آپ کی اور موقع پر پوچھتے
تو میں آپ کو جواب دیتا لیکن میرے بیچے کی لاش باہر پڑی
ہے۔ میں کیسے بچا ہوں کہ میری قبر سے کھانا ملے؟“

”چوہر صاحب، بندہ سے کتنی سوچیں ہوں تو وہ چار
دن بھی بھرتے تھے، آپ کی اس اور دو دن کے باہر سے بھی ہو گئے
میں خیر ضرور سوچوں گا لیکن ایک مسئلہ اس بات اور میں کو بتانا
چاہتا ہوں۔ یہ شادی کی تازگی کی ایک سب سے تازہ تھی۔ اس نے زہر
کو نہیں دیکھا تھا اور وہ کدو کے شادی کی تھی۔ زہر دینے والی

سے خوش تھی، اگلی ہے۔ یہاں شادی پر راسخی نہیں تھی اس نے
کسی اور شخص کو بھی تھی۔ تازگی کے زہر کے کھانے پر بھی
باتی اور وہ راسخی نے ہم کو کھانا کھا کر لیے، راسخی کیا
کھانے کا اس نے راسخی اس لیے راسخی ہو گیا تھا کہ آپ

نہا سے اپنی بیٹی سے کھانا کھا کر لیا تھا؟“
”یہ بات بہت مشکل ہوئی تھی۔ اور ایک معاملہ زہر دینے
نے اگر کوئی تازگی کو نہیں کھانے کی کسی سے فریاد ہے۔ آپ
ان کی کوئی شکل یا صورت پر دیکھا تھا، اس شخص کی خصوصیات اور لپٹاں

اندھے ہوتے تھے کہ ہوں گی، زہر دینے سے میرے بیچے کو
کچھ بھی یاد نہیں ہے میں ان کی تھی یہ شروع سے موقع کی تباہ
میں تھی۔“

”اس کی اس بات میں غصہ اور تنازعہ تھا، دیکھنے والی

معدہ کے چہرے پر بھی ایک غصہ تھا کہ لے گا تھا
تو زناہنگ کر سکتے ہیں، دیکھتے ہوئے کہ لے گا تھا
چار دن کے سونے والے زہر دینے کو زناہنگ کر سکتے ہیں؟

”میں زناہنگ کے کھانا ڈال کر لوگ پر نہ اس کے سفر
کرنا۔ میرا بیٹا زہر دینے کو بچوں کی طرح رکھتا تھا لیکن وہ اگلا
سی بات نہ اس کے سلا تا شورو کردہ تھی، وہ دیکھتا تھا کہ وہ اس
میں جھگڑا ہوا تھا زہر دینے کے جانے کو نہ کر ہی تھی لیکن باطل
اجازت نہیں دے رہا تھا، گھر میں سونو بیاہو ہوئی ہیں اس میں
شادی اس لیے تو نہیں کر رہی، ہر وقت سیکھتے

تھیں رہے۔
”کیا آپ یہ کہتا ہیں کہ یہ تازگی کو زہر دینے سے متعلق
کیا ہے؟“

”میں چار دن آپ کا کام ہے، ایسی صورتوں کا کیا کیا ہو سکتا
ہے؟ کیا آپ کو اس کے پاس ہے؟“

”اس صورت سے لے کر اپنی بیٹی پر ہونا لگا اور دیکھا
میں نے پہچاننا آپ اس کے کھانے کو زناہنگ کر سکتے ہیں؟“

”آپ اس وجہ سے تازگی کو کھانا کھانے کو زناہنگ کر سکتے ہیں؟
تو زہر دینے کے کھانے کو زناہنگ کر سکتے ہیں؟“

”کلیک صاحب، اگر یہ بات آپ کی اور موقع پر پوچھتے
تو میں آپ کو جواب دیتا لیکن میرے بیچے کی لاش باہر پڑی
ہے۔ میں کیسے بچا ہوں کہ میری قبر سے کھانا ملے؟“

”چوہر صاحب، بندہ سے کتنی سوچیں ہوں تو وہ چار
دن بھی بھرتے تھے، آپ کی اس اور دو دن کے باہر سے بھی ہو گئے
میں خیر ضرور سوچوں گا لیکن ایک مسئلہ اس بات اور میں کو بتانا
چاہتا ہوں۔ یہ شادی کی تازگی کی ایک سب سے تازہ تھی۔ اس نے زہر
کو نہیں دیکھا تھا اور وہ کدو کے شادی کی تھی۔ زہر دینے والی

سے خوش تھی، اگلی ہے۔ یہاں شادی پر راسخی نہیں تھی اس نے
کسی اور شخص کو بھی تھی۔ تازگی کے زہر کے کھانے پر بھی
باتی اور وہ راسخی نے ہم کو کھانا کھا کر لیے، راسخی کیا
کھانے کا اس نے راسخی اس لیے راسخی ہو گیا تھا کہ آپ

نہا سے اپنی بیٹی سے کھانا کھا کر لیا تھا؟“
”یہ بات بہت مشکل ہوئی تھی۔ اور ایک معاملہ زہر دینے
نے اگر کوئی تازگی کو نہیں کھانے کی کسی سے فریاد ہے۔ آپ
ان کی کوئی شکل یا صورت پر دیکھا تھا، اس شخص کی خصوصیات اور لپٹاں

اندھے ہوتے تھے کہ ہوں گی، زہر دینے سے میرے بیچے کو
کچھ بھی یاد نہیں ہے میں ان کی تھی یہ شروع سے موقع کی تباہ
میں تھی۔“

”اس کی اس بات میں غصہ اور تنازعہ تھا، دیکھنے والی

کی بہن عزیز کو دیکھ لیا اور بیٹی کی تلاش اس پر توجہ مرکوز کر لی۔
اس نے لگاؤ کا اپنے طریقے سے حاصل کرنے کی کوشش کی۔
لیکن کام نامی رہا۔ یہاں پر بھی مقفل ہے۔ جو گاؤں کے اسی ملکات
کے خیال سے چھوڑ دیں۔ اس انشائیہ سے پتہ چلا کہ عزیز
بچے کی بہن ہے۔ اور بچے کے ساتھ اس کا اظہار ہوا تھا۔
اگر وہ جیلاست عزیز کا رشتہ انکا تو شاید اس کا بیٹا
زہوی کی بیٹی کے لیے کھڑی ہو کر بیٹی کی بیٹی ہے۔ تم سے
کراس کی طرح شہرت بھی اچھی نہیں ہے اور کھانا سے
رشتہ نہیں ہوتا۔

ایک شام ناز علی نے اپنے کو ایک طرف لے گیا اور کہا۔
"یا بچے! میں تم سے خاصا سا ساتھ ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔"
بچے نے خاصا سا دھڑکتے ہوئے کمر پہنچ کر اور ڈیڑی
ترنگ میں تھام لیا۔ بات سے جو ہر دلی ناز ملی ہے اس نے کہا۔
"کوئی بیویوں کی ضرورت تو نہیں ہے؟"
"جیسے اللہ کے فضل سے بہت ہیں۔ ناز علی نے کہا۔
"میں تم سے کسی شادی کے سلسلے میں ہاتھ نہ پانچا ہوں۔"
شادی کی بات سن کر بچہ خوش ہوا اور انشائیہ کی
جمجمہ ہر دلی سر پر شادی کو خواں کیسے آگیا؟

ملات ہے۔ بچہ کیسے کیسے چھوڑ دیں؟ بہن ہے۔ ناز علی
نے کہا۔ یہ بچہ کھڑے ہو کر دوسرے سے اس کی دلی تشریح
نہیں ہو سکتی۔ یہ سلسلہ ہے کہ اس کی بیٹی کی بیٹی کا یہ
پوچھ کر یہ فیصلہ کافی عرصے سے جانا ہوا تھا کہ ہم
اور شہین آبادی ہوئے۔

"اچھا! میں سوچا تو میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچے نے کہا۔
"تم سے کھانا کوئی بات نہیں ہے۔" اس نے کہا۔
"ہمارا رشتہ تو ان کی بیٹی کا ہونا ہونا ہے۔ اس کو تو کسی
بڑی بیٹی نہیں ہے۔ اور اگر والدین کو یہ بات لے لی کہ اس وقت
تو ہم شہین آبادی ہیں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔

بچہ نے کہا۔ "میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔

بچہ نے کہا۔ "میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔

بچہ نے کہا۔ "میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔
"میں کو تو لکھتا ہوں۔" بچہ نے کہا۔

اس کا جانتا تھا کہ یہاں ہے اور شہین آبادی ہے۔ اس کی
ہر بات کے سلسلے میں ہمارے ہاں ان کی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔

یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔

یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔

یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔
یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔ یہی جیلاست تھی۔

ہے اور نیاز علی کی بیوی لیکے کی بہن ہے۔
"یعنی وٹے سے کام لیا ہے؟"

"ہاں، نیاز علی نے ایک دفتر مجھے بتایا تھا کہ اس کی بہن
لیکے کے گھر میں خوش نہیں ہے کہ سسرال والے اس پر بہت
زیادتی کرتے ہیں اور وہ اس زیادتی کا بدلہ اپنی گھروالی سے
لینا چاہتا ہے۔ لیکن سنا ہے کہ وہ بڑی ڈھیسٹ عورت ہے۔
نیاز علی اسے کئی دفعہ گھر سے نکال چکا ہے مگر وہ پھر واپس
آجاتی ہے۔ اب اس نے جان بچھڑانے کا یہ طریقہ نکالا ہے۔
صنعتی ٹنڈے سے لے کر کہا: "اوتھے شمشیر خان تم نے کہیں
پہلے کیوں نہیں بتایا ہم اس کی جان بچھڑا دیتے۔ پھر وہ بالے
سے مخاطب ہوا: "کیا خیال ہے بالے؟" یہ لہجہ دلدار حسین سے
بات کریں؟"

"کیا مطلب؟"
"مطلب یہ کہ اس کے ساتھ ٹری کا سودا کر لیتے ہیں۔"

وہ شرمیلے آدمی ہے، راضی ہو جاتے گا۔
"کیا تم چودھری کی بیوی کو گھر میں لباؤ گئے؟"

"اوتھے... مجھے جینیں پالنے کا شوق نہیں ہے۔"
صنعتی ٹنڈے سے لے کر کہا: "دو چار بیٹے اپنے پاس رکھ کر مڈلی
میں بیچنا چاہتے ہو؟"

"بات کرنی ہے تو آج ہی کرو، شمشیر خان نے کہا۔"

"نیاز علی نے دلدار حسین سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ایک دور واز
میں اپنی گھروالی کو اس کے محلے کرے گا۔"

شمیت جی بی بی نے بات ختم کرتے ہی امین زید رکھے ہوئے
نوٹ کسی تواری کی طرح سمیٹ لیے۔ اس نے واقعی کارآمد
معلومات فراہم کی تھیں۔

"شمیت جی بی بی! ایک بات میری نگاہ میں نہیں آتی، میں
نے کہا: نیاز علی اپنی گھروالی کو دلدار حسین کے سپرد کیوں کرتا
چاہتا تھا؟"

"یہ بات دلدار حسین سے جا کر پوچھ لیں۔"
میں نے چند اور سوالات کیے اور رخصت ہو گیا۔

دلدار حسین اگرچہ ایک کاروباری شخص تھا لیکن تجربے کا
پرانا ماہر تھا اس کے بارے میں شہور تھا کہ وہ تاج کے پتلی
کے محلے میں جا دو گرے۔ تاج میں اس کو سہرا تاج بہت مشکل
تھا۔ وہ بھی شمشیر خان کے آؤے پر جاتا تھا۔

میں نے دو آدمی بھیج کر اسے تھلے بلالیا اور اسی وقت
وہ میرے سامنے بیٹھا تھا۔

میں نے اس سے پوچھا: "دلدار حسین، نیاز علی سے بچنا
آخری ملاقات کب ہوئی تھی؟"

"میرا پہلا سوال سننے ہی وہ ٹھنڈے دکھائی دیتے لگا۔
بولے: "کوئی ایک آدھ ہفتہ ہوا ہوگا۔"

"تھا اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوا تھا؟"

"معاملاً آپ کس معاملے کی بات کر رہے ہیں؟"

"سنا ہے کہ نیاز علی کی بیوی بہت خوبصورت ہے۔"

"جج... جج میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"تم بتاؤ کہہ کر کہہ سکتے ہو۔ میں نے سخت لہجے میں کہا۔"

"اس لیے جلدی سے کہنا شروع کر دو۔ وہ متذبذب تھا
لے لگا میں نے اس پر نفسیاتی دباؤ ڈالتے ہوئے کہا: "اس
بالے شمشیری اور صنیت ٹنڈے کی کہانی سن چکا ہوں۔ اگر تم
نے کچھ چھپانے کی کوشش کی تو بڑی مشکل میں پھنس جاؤ۔"

اس کے چہرے پر گھبراہٹ نظر آنے لگی بولنا لگتا
صاحب ہوئے میں اس قسم کی باتیں بھی ہوجاتی ہیں۔ اور یہ
سب نیاز علی کی طرف سے ہوا تھا۔ وہ مندریں اٹھاتا تھا۔"

میں نے کہا: "ساری بات شروع سے بتاؤ میں دیکھنا
چاہتا ہوں کہ بالے شمشیری اور صنیت ٹنڈے سے جو کچھ ہے
بتا تھا اس میں کتنا سچ ہے۔"

اس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ سات آٹھ روز پہلے
اس کی نیاز علی کے تھناش کی ہاڑی لگ گئی۔ نیاز علی بھی تاج
کا اچھا کھلاڑی تھا۔ شروع میں دو دو چار چار روپے کے شیش
چلتی رہیں۔ اگرچہ کچھ بڑیاں نیاز علی بھی جیت رہا تھا، تاہم

دلدار حسین کا پلہ شروع سے بھاری تھا۔ اگر نیاز علی دو روپے
جیتا تھا تو وہ چار روپے جیت جاتا تھا۔ رات کے گیا وہ یہ

نیاز علی کی حسیب خالی ہو گئی۔ وہ سخت جھنجھلا ہوا تھا۔ دلدار
اسنے لگا تو نیاز علی نے اس کا بازو پکڑ لیا اور بولا: "مکالمہ چل
دیے ابھی اور بازی ہوگی۔"

دلدار حسین نے طنز یہ لہجے میں کہا: "حسیب تو تمھاری
خالی ہو چکی ہے کہ کاپڑے داؤ پر لگاؤ گئے۔"

نیاز علی نے اپنی سونے کی انگوٹھی اٹا کر سامنے رکھی
"دلدار حسین، اچھی مرا جو ابھی سوالات کا کہہ رہا ہے۔ اس انگوٹھی
کا کیا دیتے ہو؟ یہ آؤے تو لے کی انگوٹھی ہے۔"

"مجھے سونا خریدنے کا شوق نہیں ہے۔"

نیاز علی نے پاس بیٹھ ہوئے دوسرے چار لوگوں کو گھونٹ
خریدنے کے لیے کہا۔ ایک ہمارا دی نے چالیس روپے میں انگوٹھی
گروہ رکھ لی۔ اس زمانے میں سونا سو روپے تو تھا یعنی اس

آدمیوں کی ایک پارٹی تیار کی اور اسے اس آئی کی واپس کا اختیار کرنے لگا۔ وہ تقریباً شام کے چھ بجے واپس آیا اور گاؤں کا رات مانتے میرے سامنے رکھ دیا۔

”زمیندار کا نام جمال دین ہے“ اس نے بتایا۔ ”اچھا کیا پیارا زمیندار ہے اور پیٹے بھی بڑے بڑے کھانے پکارتا رہتا ہے۔ وہ توں طرہ اس کی توہی میں چھپے ہوئے ہیں اور سچ ہیں“ اگلے روز میں نے عدالت سے سرج و دارٹ حاصل کیا اور چچا یا مار پارٹی کے آٹھ افراد کو ساڑھ لپاس میں الگ الگ گاؤں روانہ کر دیا۔ ان میں سے کچھ تجارتیوں کے گھروں میں تھے اور کچھ گھیاروں کے گھروں میں۔ انھیں میں نے ہدایت کرنی کہی کہ وہ گاؤں کے ارد گرد باہر چلے جائیں راستوں پر چھپ کر بیٹھ جائیں اور ان کے چلنے والوں پر نظر رکھیں۔

اس کے بعد میں نے مین آدمیوں کو ساتھ لیا، ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر گاؤں پہنچ گئے۔ وہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جس میں زیادہ تر سزارین رہتے تھے۔ وہاں نہ کوئی اسکول تھا، نہ دکان، اور نہ ہی ڈسپنسری وغیرہ۔

چوہدری جہاں دین کو ہماری آمد کی پہلے ہی خبر ہو گئی تھی۔ اس کے آدمی حویلی کے باہر ہی ہمارے منتظر تھے۔ انھوں نے ہمارے گھوڑے لے کر ایک طرف ہانڈھ دیے اور ہمیں بیٹھک میں لے گئے۔ جہاں چوہدری نے بڑی شان سے ہمارا استقبال کیا۔ وہ پہلی چھپن سال کا طویل القامت اور بارہب شخص تھا۔ رسمی کلمات کے بعد اس نے ہماری آمد کا مقصد پوچھا اور بیٹھنے کے لیے کہا۔

”چوہدری! میں کوئی ایسی چوڑی بات نہیں کروں گا۔ میں نے کھڑے کھڑے کہا: ہم ہمارے کشمیری اور ضعیف منڈے کو لینے آئے ہیں۔ ان دونوں کو ہمارے حوالے کر دیں۔“ ہاتھی آئیں بعد میں بول گئے۔

”اب صاحب! تشریف تو رکھیں۔ آپ پہلے دفعہ ہمارے گاؤں آئے ہیں، ہمیں کچھ خدمت کا موقع تو دیں۔“

چوہدری صاحب! آپ ہماری خدمت کر کے خوش نہیں ہوں گے کیونکہ میں خالی ہاتھ واپس نہیں جاؤں گا۔

وہ سنجیدہ ہو گیا، بولا: ”جن طرہوں کا آپ نے نام لیا ہے ان کا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ اس لیے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔“

بیٹھک میں چند اور افراد بھی تھے جن میں سے دواں کے بیٹے تھے۔

میں نے کہا: ”میں حویلی کی تلاشی لینا چاہتا ہوں۔“

دلدار حسین سوار پر اٹھ بیٹھا، اسے یہ بھی مفت میں مل رہے تھے۔ وہ اس پگڑے الگ ہونا چاہتا تھا۔

نیاز علی کے مطالبے پر ہالے نے ایک ہزار روپے نکال کر نیاز علی کے ہاتھ پر رکھے اور کہا: ”باقی ہزار روپے مال وصول ہونے پر۔“

نیاز علی نے چار سو روپے اپنی حسیب میں رکھے اور چھ سو روپے دلدار حسین کی طرف بڑھائے اور ہالے سے کہا: ”کل رات ساڑھے نو بجے پانچویں اسکول کے رآمد سے میں انتظار کرتا۔ ذریعہ وہاں پہنچ جائے گی۔ اسے کتنا کہیں میں نے بھیجا ہے سواری کا انتظام کس کے آگے؟“

”تم ساتھ نہیں آؤ گے؟“
”میری کیا ضرورت ہے؟“
”اور میری ہاتھی رقم؟“ دلدار حسین نے پوچھا۔
”ہاتھی رقم بہت کم ہے۔“ ہالے نے کہا۔ ”فکر کیوں کرتے ہو؟“

یہ سواٹے کرنے کے بعد نیاز علی رخصت ہو گیا۔ دلدار حسین نے مجھے بتایا کہ اس بات حقیقت کے دو روز بعد تک اسے ہاتھی رقم نہیں ملے گی۔ پھر اس نے نیاز علی کے قتل کی خبر سن کر تو خاموش ہو جانا ہی بستر سمجھا۔

یہ معلومات حاصل ہونے کے بعد میں نے ہالے کشمیری اور ضعیف منڈے کی گرفتاری کے لیے ایک چچا یا مار پارٹی تیار کی۔ دینا اور دینا پی علاقہ کو کچھ اس امر کی اطلاع بھیجادی۔

ایک ہفتے تک دونوں کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ اس بار میں نے سلیم کو لے کر ایک متبر شخص کی ذاتی ضمانت پر ہمارے دریا۔ لیکن دلدار حسین کو حالات میں بند رکھا۔

ایک سو دن پہلے ایک خبر کے ذریعے اطلاع ملی کہ دونوں مفروضوں نے قریبی گاؤں کے ایک زمیندار کے گھر میں پناہ لے رکھی ہے۔ جن دنوں اس وقت اسے ایسا آئی اور پوچھا کہ قسم کے سپاہی کو لے کر ساری صورت حال بتائی اور کہا: ”تم دونوں غصے کے بیوپاریوں کے گھروں میں جاؤ اور کچھ دنوں کے لیے آؤ۔“

”ہیں کوئی کارروائی تو نہیں کرنا چاہتی؟“
”کارروائی کی کوئی ضرورت نہیں۔ فی الحال تم زمیندار کی حویلی دیکھ آؤ اور گاؤں کا نقشہ بھی منالو۔ یہ بھی اندازہ لگاتا کہ کارروائی کے لیے کتنے آدمیوں کی ضرورت ہوگی۔“

ان کو رخصت کرنے کے بعد میں نے کوئی درجن بھرس

”جیسے بیٹھیں ہالے کا حقوق نہیں ہے، بیٹھنے سے لے کر اٹھنے کے بعد روایت کے بعد کوئی بیٹھنا نہیں چاہئے گا۔“
 آپس میں صلح حضور کے لئے یہ وہ وقت تھا کہ اس کے پاس پہنچے اور کہا کہ وہ چہری کی بیوی کا سودا کرنے آئے ہیں۔ دلاور حسین نے ان کی ساری بات سن لی اور نیاز علی کو بلا لایا۔
 ہالے نے بتایا کہ نیاز علی بیٹھے روایت کرتے سے انکار کرتا رہا۔ پھر وہ غبار پر راضی ہو گیا۔ بیٹھنے سے ایک سہارا پیش کر دیا۔ میں سے پارہ سو رہے تو پھر ہالے نے بیٹھنا چاہا۔ میں ڈال بیٹھ گیا اور پھر بیٹھے دلاور حسین کو دیکھ لیا۔

دلاور حسین نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ رقم ہالے نے دی تھی۔
 یہ سب میرے دیکھنے کے بعد نیاز علی نے ان سے کہا کہ وہ رقم روزانہ سے دو فیصد کی کوٹہ کی اسکول پتا لے گا۔ وہ دن وہاں موجود رہیں اور ساری کا انتظام کر کے آئیں گے۔ وہ دن لگے روز تیسچہ ہی پر پہنچی اسکول پہنچ کر کھانا کھاتے گئے۔ وہ دو گھنٹے میں ساتھ لائے تھے جیسے انھوں نے اسکول کے سیکرٹری سے کہا کہ آگے بڑھنے پر ساتھ باز رہا تھا۔ کہا کہ اگر گرمی نہ ہو تو وہ دن کو ڈال رات چھ دو گھنٹے جہاں دین کی تولی میں پہنچا دیں گے۔

سوائفہ دلاور حسین و والد بیٹھ کر کیوں کر سہارا بنایا، رقم وصول کرنا کتنی تیکنیکوں نے بیعت نہانے کی نیت غریب ہو چکی تھی اور دوسرے چہرے کا کوئی اثر انداز نہیں ہوا تھا۔
 بیعت ہوتے ہی ہالے نے ایک اختلاف کر کے یہ بہت سچو نیاز علی کی کھول دی تھی۔

”اگر وہ بیعت خان کے بیٹے سے بیعت نہانے سے نیاز علی کا گریبان چسپاں اور اس کی کھول کے ہالے میں ہو چکا۔“
 ”اسے وہ کیوں بہتے ہو؟“ نیاز علی نے کہا۔
 ”پہنچا ہوا ہے۔“
 ”میں نے کہا تھا کہ وہ بیعت نہانے سے نیاز علی کی کھول دی تھی۔“
 ”کیا اس کی بیعت نہانے سے نیاز علی کی کھول دی تھی۔“
 ”میں نے کہا تھا کہ وہ بیعت نہانے سے نیاز علی کی کھول دی تھی۔“
 ”میں نے کہا تھا کہ وہ بیعت نہانے سے نیاز علی کی کھول دی تھی۔“

”مجھ کو اگر سودا غور ہو تو رقم دالہ لے لو۔“
 ”رقم نہیں پاس ہی رکھ بیٹا، کوئی ذات کے لئے نہیں آئے اس دھوکہ دہی میں پھنس جانا چاہئے۔“
 ”مجھ کو اگر سودا غور ہو تو رقم دالہ لے لو۔“
 ”رقم نہیں پاس ہی رکھ بیٹا، کوئی ذات کے لئے نہیں آئے اس دھوکہ دہی میں پھنس جانا چاہئے۔“

”مجھ کو اگر سودا غور ہو تو رقم دالہ لے لو۔“
 ”رقم نہیں پاس ہی رکھ بیٹا، کوئی ذات کے لئے نہیں آئے اس دھوکہ دہی میں پھنس جانا چاہئے۔“

”مجھ کو اگر سودا غور ہو تو رقم دالہ لے لو۔“
 ”رقم نہیں پاس ہی رکھ بیٹا، کوئی ذات کے لئے نہیں آئے اس دھوکہ دہی میں پھنس جانا چاہئے۔“

”مجھ کو اگر سودا غور ہو تو رقم دالہ لے لو۔“
 ”رقم نہیں پاس ہی رکھ بیٹا، کوئی ذات کے لئے نہیں آئے اس دھوکہ دہی میں پھنس جانا چاہئے۔“

”مجھ کو اگر سودا غور ہو تو رقم دالہ لے لو۔“
 ”رقم نہیں پاس ہی رکھ بیٹا، کوئی ذات کے لئے نہیں آئے اس دھوکہ دہی میں پھنس جانا چاہئے۔“

”مجھ کو اگر سودا غور ہو تو رقم دالہ لے لو۔“
 ”رقم نہیں پاس ہی رکھ بیٹا، کوئی ذات کے لئے نہیں آئے اس دھوکہ دہی میں پھنس جانا چاہئے۔“

”مجھ کو اگر سودا غور ہو تو رقم دالہ لے لو۔“
 ”رقم نہیں پاس ہی رکھ بیٹا، کوئی ذات کے لئے نہیں آئے اس دھوکہ دہی میں پھنس جانا چاہئے۔“

”مجھ کو اگر سودا غور ہو تو رقم دالہ لے لو۔“
 ”رقم نہیں پاس ہی رکھ بیٹا، کوئی ذات کے لئے نہیں آئے اس دھوکہ دہی میں پھنس جانا چاہئے۔“

”مجھ کو اگر سودا غور ہو تو رقم دالہ لے لو۔“
 ”رقم نہیں پاس ہی رکھ بیٹا، کوئی ذات کے لئے نہیں آئے اس دھوکہ دہی میں پھنس جانا چاہئے۔“

”مجھ کو اگر سودا غور ہو تو رقم دالہ لے لو۔“
 ”رقم نہیں پاس ہی رکھ بیٹا، کوئی ذات کے لئے نہیں آئے اس دھوکہ دہی میں پھنس جانا چاہئے۔“

”مجھ کو اگر سودا غور ہو تو رقم دالہ لے لو۔“
 ”رقم نہیں پاس ہی رکھ بیٹا، کوئی ذات کے لئے نہیں آئے اس دھوکہ دہی میں پھنس جانا چاہئے۔“

”مجھ کو اگر سودا غور ہو تو رقم دالہ لے لو۔“
 ”رقم نہیں پاس ہی رکھ بیٹا، کوئی ذات کے لئے نہیں آئے اس دھوکہ دہی میں پھنس جانا چاہئے۔“



سکڑیوں کے دن تھے اور میں
 سے ٹھٹھکی ہو چکی تھی
 تھوڑی دیر پہلے ایک جگہ سے چھوڑنے کی اطلاع ملی تھی اور
 میں نے ایک حالدار کو منتقلی کرنے کے لیے بھیج دیا تھا۔
 حالدار کو فرمایا آپ گھنٹے کے بعد واپس آنا اور حالدار نے جیسا
 اُدھر کو کچھ اور ہی معاملہ ہے۔
 میں نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟
 ”آپ کو یاد ہو گا چند روز پہلے شیطان والے تھے میں ایک
 بوڑھا آدمی فوت ہو گیا تھا میرا شیخ درباری اس کا نام تھا۔“
 شیخ درباری کی گزشتہ صبح میرا داتا تھا۔ عاصم بوڑھا آدمی تھا اس
 کے بعد اس سال سے نہ آیا وہ بھی وہ اپنے دروازے کے سامنے لگا
 کر سی پر بیٹھا آدھنسا رہتا تھا۔ دینا ڈھونڈ کر دیا اور اس کی کچھ
 نہیں ہو سکتی۔
 ”دیر گئی کالک دینا آخر صبح ہے یہ سوال لیا ہوا ہادی لکھے
 ہوئے ہوئے چائیں پیتا ہے سال بھر کوئی نہ آتا کچھ نہیں کرتا کچھ
 پھر رہتا ہے میں اس کی دکان پر بھی اس کی دکان پر آدھنسی کی

کوئی اور دروازہ دیکھے۔ کیا ثواب کھانے کے لیے میں اکیلا ہی رہ
گیا ہوں؟

تو میرے کانونی پہلو سات پرلے گدے حسین بیگم کافی عرصے سے اس گھر میں رہ رہی ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ تمہارے پہلو سات کے ساتھ نکاح کر لیا تھا اور وہ مکان اس کے لگا ہوا تھا۔ انہوں نے قانون پر ایک اس کا دعویٰ جو ثابت نہیں ہو جاتا ہم اس کو اس گھر سے بے دخل نہیں کر سکتے۔

”... یہ کیا قانون ہے جناب ہمارا تو یہاں جاتا ہے

کہ میں شیخ ویر علی کا کاشیا ادا لے کر جانا اور اس کا وارث ہوں۔
 "جانا میں جو کاشی کا قبیلوں سے ملتا ہے وہاں میری ثابت ہو گیا
 کہ حسینہ بیگم تمہارے باپ کی عیوض ہے اور تمہارے باپ نے یہ
 مکان اس کے آقا ہر کر دیا تھا پھر یہ مکان تمہارے باپ کی سزا کے
 جاننا میں شمار نہیں ہو گا۔"

”کیسے ہو سکتا ہے؟“
 ”میرا یہ ہے ہو سکتا ہے کہ تمہارا باپ اپنی زندگی میں اس مکان
 کا مالک ہو سکتا ہو۔ وہ اس مکان کو فروخت کر دیتا تو کیا پھر بھی تم
 اس کی وارثت کا دعویٰ کرتے؟“
 ”وہ دوسری بات ہے۔“

”مہر گز نامی ایسا ہی ہے جیسے فروخت کر دینا“
 ”اگر ایسی کوئی بات ہے تو ہمارے حالات میں ثابت کرے“
 کوئی کاغذ دکھائے۔ مکان میرا ہے اور اس پر مجھ ہی میرا ہے۔“
 مجھے قسم دینا کا ہے تم۔ بات تسلیم کر چکے ہو کہ یہ عورت
 اسی مکان میں رہ رہی ہے۔“

وہ دم بول گیا کہ مجھے آپ کی طرف سے ہمارا بولہ "مکمل صاحب" آپ مجھے قانونی کچن میں دفن فرمیں۔ لیکن دینے کی بات کریں۔
"خیر علی الاکثر تم نے سمجھتے ہو کہ میں تم سے پیسے کے کراس عورت اور اس کی معصوم بچی کو گلی میں پھینک دوں گا تو یہ ہتھوڑی بھولی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔
"ٹھیک ہے اگر بات احوال کرتے ہو تو میں کسی رات اسے

یہاں پہنچ کر اہمیت دے دیتا ہوں اس سے زیادہ نہیں۔
میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور وہ لاکھ کوچ
کر پڑوس میں پہنچے۔ وہاں سے یہاں پہنچ کر کوئلہ لے کر اٹھ گئے۔ انھوں نے میرے
استفسار پر اس بات کا انکار کر دیا کہ میں نے انھیں اس کی بیٹی مرشدہ بی بی مبارک
سال سے اس مکان میں رکھ رکھتی تھی۔ میں نے انھیں اس کا تہہ بیکار کر دیا۔
مخبر کو وزیر علی کی بڑھ بڑھانے کی وجہ سے اس بات کی بھی تردید
ہے کہ جو میں نے اس مکان اس سے ناگاہک کر دیا تھا۔

یہ بات ضرور مدد ملے گی۔ آپ میں سرورِ جان کرنے لگے۔
 میں نے مری کیا؟ جب تک اس بات کا کافی تہنیتیں ہو
 آج صبح جبکہ اس مکان میں رہے گی، سرورِ جان سے
 میں نے دل نہیں کر سکتا۔ آپ کو کوئی شے اس لیے زبردستی دے دی
 اس جوہر کا خیال رکھیں۔ یہ آپ کا راقی اور اذکارِ خضر ہے۔
 اس سارے عرصے میں حسین بن علیؑ کو تمھارے چھپ چھپ
 ہی کی ایک جگہ خوف زدہ اور طوطی سے ایک ایک شخص کی طرف
 بھڑکی تھی۔

میں نے ان معزز لڑکی کی موجودگی میں حسینہ بیگم کا سامان اس کمرے میں رکھوایا اور آخر عمل کو مستطاب رہنے کی تلقین کرتے ہوئے ہال سے رخصت ہو گیا۔

*
اگلے روز میں نے ایک اسے ایسے آئی کو حیدر بن علیؑ کے بانی
یوں حقائق اسے کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ وہ وزیر علیؑ کے گھر کی خیر
جی رکھے۔

وہ شاہک محلے کی چھان بھی میں مصروف رہا بشام کو اس نے جو پرورٹ دی وہ خامی دیکھ پھٹی۔
میں نے لوجھاء انٹر ملی نے کوئی شہرت تو نہیں کی؟

”میں اس سے لڑتا تھا۔ اس کے اسی نے جواب دیا: بہت شور مچا رہا تھا۔ حسینہ بیگم کے بتا دیا ہے کہ وہ اسے کچھ دے دلا کہ معاذ حق کہ نامچا ہوتا ہے۔ لیکن میں نے حسینہ بیگم سے کہہ دیا ہے کہ اب اس کا پولیس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ مجھ سے مشورہ کیے بغیر اسے ختم کر لی گئی۔ کوئی کھمبہ تان کر ہے۔“

اسا سب آسانی جن لوگوں کے حوالے سے حسینہ بیگم کے بارے میں تفصیلات بتائی تھیں ان میں سے بعض کریں گے تھکے تھکے کارکن اور بعض سے خود رک بات جیت کی۔ اس کے علاوہ کچھ اور مسئلہ لوگوں سے بھی بات جیت کی۔ ان ملاقاتوں کے نتیجے میں جو واقعات سامنے آئے انھیں میں اپنے الفاظ میں آپ کے سامنے بھی پیش کرتا رہوں۔

*

اس شخصے کا آغاز صوفیوں کے دربار میں ہوا تھا جسے بعد کے
 پیرے شورشور کا نام مل رہا تھا۔ وہ ایک اکثر مزاج اور دلہ و کمرہ کا شخص
 تھا گوئی کہ ایک مرتبہ اس نے ایک عورت کو اپنے ساتھ لے گیا اور وہاں
 کباب کھا گئے۔ یہاں پر بڑی کڑی نگرانی ہوتی تھی اور کسی عورت
 کے ساتھ کسی شخص کے رہنے کی اجازت نہ تھی۔ وہ جو کہ کھانا کھا
 اس شخص پر زور دیا کہ وہ جلد سے اپنے گھر میں جاتا ہے۔

حلیہ بیگم کے ساتھ بہت لمبا سا کرنا تھا۔ ایک تو اسے
 وجہ فراہم کر دیتا تھا اور دوسرے پرانی باتیں بھی کرنا تھا۔
 حلیہ بیگم سے اس کو کسے پہچنے جاتے تھے جن میں سے ایک
 بچہ بیگم میں فوت ہو گیا تھا اور ایک لڑکا مبارہ سال کی عمر میں
 گھر سے بھاگ گیا تھا۔ اس کے بھائی کی وجہ باپ کی سختیاں اور
 غمگین تھی۔ کبھی غمگین کی بی بی تھی۔

حیدر علی نے یہاں سے اپنے چھوٹے بیٹے کو بھیج دیا تھا اور اس وقت سے لے کر اب تک وہاں سے اس کی خدمت میں آتا رہا ہے۔

حسینہ بیگم ان صابر شاہ کے عورتوں میں سے تھیں جو جٹیلیوں کو اپنے مقصد کے لیے حالات سے سمجھتا رہتی ہیں۔

حسین نے بتایا کہ ایک سزا منظر نے زیادتی کی انتہا کر دی۔

وہ بات کے گیارہ تھکراوا داس سے پیسے مانگے۔
 حسین نے پچاس اقس وقت پچیسویں کی کا ضرورت پڑی؟
 ہے کوئی ضرورت؟ منظور نہ تھی کہ کہا، جلدی کا
 پچاس روپے نکال دے۔ مجھے واپس جانا ہے۔
 حسین کے اس مشکل سے دن پندرہ روپے تھے جو اس نے
 راض پانی کے لیے نکال کر رکھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا، میرے
 پاس کوئی پچاس روپے نہیں ہیں۔

”کہاں جاتی ہے میری کمانی؟“ منظور نے آنکھیں نکالیں۔
 ”اے سنا کچھ کمار لےتا ہوں، کون سے یاروں کو کھلا دیتی ہو؟ جلدی سے
 کمال، پچاس روپے، دودھ مجھ سے بڑا کوئی نہیں ہو گا۔“

”مجھے میری زبان پر اعتبار نہیں تو خود دیکھو۔ جہیز کھلی چڑھا ہے۔ اور بڑے سلوک کی دیکھائیں زدیا کر لکھو۔ تو نے میرے ساتھ اچھا سلوک کب کیا ہے۔ جو میں تیرے بڑے سلوک سے

منظور نے اس کے منہ پر زور سے تھپڑ مارا، بولا: "حرام زادی"

افسوس! ہمارے ہاں ایک سیریز "شگفتہ سیریز" جھکرائی گئی، افسوس! میں نے کچھ کہہ دیا۔
آشرف ماسانی
 دوسرے ہمارے ہیں مگر تمہارے نہیں۔
اپنے سر پر
بے وقوف
 قیمت: ۱۰ روپے، ڈاک خرچ: ۱۶/۱۰ روپے
 قیمت: ۱۰ روپے، ڈاک خرچ: ۱۶/۱۰ روپے
 سیریز "شگفتہ سیریز" میں شامل ہے
 دو نئے ساروں کی شمولیت
 دو نئے کتابیں ایک ساتھ خریدنے پر ۱۸ روپے
 قیمت: ۱۰ روپے، ڈاک خرچ: ۱۶/۱۰ روپے
تعمقوں سے
باب
کتابیات پبلی کیشنز ☆ پوسٹ بزنس پریس کراچی

حیدر نے چیخ دیا کہ شروع کر دی۔ اس کی بیٹی گلہ بھیجی مگر اوروں نے دوسرے دھونے لگی۔

رو نے بیٹے کی آکاؤں میں گر پڑی کھٹے ہو گئے منظور، ہاشم آدی تھا اوردی کی پروا نہیں کرتا تھا۔ اس نے پڑوسیوں کے سامنے کہا: آخری بار کہہ رہا ہوں۔ اگر تو نے باجی منٹ کے اندر بالیاں میرے حوالے نہ کیں تو مجھے تین طلاقیں!

طلاق کا نام سن کر حیدر جھپٹا گئی اوردی جلدی بالیاں تلاش کرنے لگی۔ اتفاق کی بات کہ گھر پر سٹ اور بنگلے کی وجہ سے حیدر وہ جگہ پہنچی جہاں اس نے بالیاں چھپا کر رکھی ہوئی تھیں۔ اب اُسے بالیاں تلاش کرتے ہوئے دس منٹ گزر گئے تو ایک بڑے بڑی نے اُسے بڑے ڈوٹی سے کہا: "بی بی! اب بالیاں تلاش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں منظور نے طلاق کے لیے باجی منٹ کی شہادی تھی اور دس منٹ سے اوپر ہو چکے ہیں تبھی اب طلاق ہو چکی ہے۔ اب یہ تھا اذنا ذہن ہیں رہا ہمارا اس کے لیے حرام ہو گئی ہے۔"

دیگر افراد بھی پڑھنے کی ہاں میں ہاں ملائے گئے۔ حیدر رو نے لگی، "بولی، بتائیں! بالیاں کہاں چلی گئیں؟" نے کسی سالے کے ڈوٹی میں کبھی تھیں۔

ایک دوسرے پڑوسی نے کہا: "اندکوبی منظور تھا۔ ایک ہمدرد قسم کے پڑوسی نے کہا: "اوبھنی! اتنی جلدی فیصلہ نہیں کرو مولوی صاحب سے مشورہ کرو۔"

ایک ڈھمکے شخص نے منظور سے پوچھا: "میاں تمہاری کیا مرضی ہے؟"

منظور بڑے غصے میں تھا: "مولا! میں مردوں والی بات کرتا ہوں جو کہ دباؤ کوکہ دیا۔ یہ عورت میرے گھر میں رہنے کے تھان ہی نہیں ہے۔"

ہمدرد پڑوسی نے کہا: "پھر بھی مولوی صاحب سے فتویٰ لے لینا چاہیے۔ شرع کے معاملے میں کوئی شک شبہ نہیں رہنا چاہیے۔" سب نے ملے کہا کہ مولوی صاحب کو یہ معاملہ مولوی صاحب کے سامنے رکھا جائے گا حیدر بیگم کو ان کی منتیں کرتی رہی مگر اس نے اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ سب یہی کہتے رہے کہ اب فیصلہ ہو جائے گا کے فتوے سے ہوگا۔

پڑوسیوں کے جانے کے بعد منظور اوروں پر ہاتھ مارا۔ اُس نے لگا اور دس منٹ کے بعد بالیاں اس کے ہاتھ لگ گئیں۔ اُس نے بالیاں جیب میں ڈالیں اور گھر سے نکل گیا۔

حیدر ساری رات رو رہی تھی۔ اگلے صبح چند پڑوسی مولوی الشہ بخش کو لے کر اس کے بوسیدہ

آگے سے زبان چلاتی ہے۔ مار مار کے ٹھکڑا دے گا جلدی نکل پیسے۔ میں کوئی خیرات نہیں مانگ رہا۔ اپنی کھائی کے پیسے مانگ رہا ہوں۔"

حیدر نے ٹھمن کے پانے سے ڈوٹی سے پندرہ روپے نکال کر اس کے سامنے پھینکے۔ "یہ میری وال کے لیے رکھے ہوئے تھے۔ یہ بھی لے جا۔ کل کو گھر میں جو لہاؤ جلا تو مجھ سے نہ کہتا۔"

"جھٹکے نہیں کسوں کا تو تیرے پاس سے کسوں کا۔ اور یہ کیا ہے صرف پندرہ روپے ہیں! مجھے بچاس روپے چاہئیں۔۔۔ پونے بچاس روپے۔ جلدی کرو۔ عزت کا معاملہ ہے۔"

"جو کھٹے کے لیے چاہئیں؟" "ہاں جو کھٹے کے لیے چاہئیں۔ منظور نے ہٹ دھرمی سے کہا: میں بچاس روپے انہارے کر ہا گیا ہوں۔ وہ لوگ میری جہاں کو آئے ہوئے ہیں۔"

"میرے پاس تو میری کچھ تھیں۔" "میں تیری چائیں ابھی طرح جھٹکتا ہوں۔ ایسا کر پڑوسیوں سے جا کر انہارے کہتا۔"

"اس وقت! رات کے گیارہ بجے؟" "جہاں سے بھی کرو۔۔۔ مجھے پیسے چاہئیں۔"

"تیرا جو دماغ الٹ گیا ہے۔ میں اس وقت کچھ نہیں کر سکتی۔ ماہرین کی ہائی کے پھلے ہی میں روپے دینے میں۔"

منظور نے پندرہ روپے اٹھا کر جیب میں ڈال لیے اور سر ٹھپاتا ہے ہوئے اوروں کو دیکھنے لگا کچھ دیر بعد بولا: "تیرے پاس جو سونے کی بالیاں تھیں وہ کہاں ہیں؟"

"میں کچھ حیدر کا دل بیٹھ گیا۔ اس کے پاس جو تھوڑا سا ہت زہیر تھا وہ پہلے ہی کھ گیا تھا۔ صرف بالیوں کا جو بڑا بچا تھا۔ یہ بالیاں وہ اپنے پیڑ میں ساتھ لائی تھیں۔"

"بالیاں تو میں کبھی نہیں دوں گی! اس نے کہا: "اب بالیوں پر تیرا کوئی حق نہیں ہے۔"

"حق کیوں نہیں ہے؟ میں تجھے اپنی کھائی کھاتا ہوں۔ اگر میری بالیاں میری عزت بچانے کے لیے لگاؤ گئیں تو کوئی آفت نہیں آ بلے گی اور ہاں مائیں گی۔"

"کچھ بھی ہو اس اپنی بالیاں نہیں دوں گی۔ بے شک جہاں سے ماروے۔۔۔"

"تیرا ماں بھی دے گا بالیاں۔ تو کیا چیز ہے۔"

"نہیں... ہرگز نہیں۔"

منظور نے اُسے لاتوں اور تھپڑوں سے مارنا شروع کر دیا

اسے ہر طرح کی آسائش مل ہے۔

یہ بات بھی کہ مولوی اللہ بخش بھی حیران ہوئے اور منظور بھی

حیران ہوئے۔

مولوی اللہ بخش نے کہا یہ شیخ صاحب آپ اس عمر میں شادی

کرتا چاہتے ہیں؟

وزیر علی خاموش رہا میاں علی نواز نے کہا: مولوی صاحب،

آپ ماشاء اللہ فقہ کے عالم ہیں یہ بتائیں کہ کیا شادی کے لیے ضروری

کوئی تید یا پابندی ہے؟

”پابندی تو نہیں ہے۔“

”تو پھر اس بات کو چھوڑیں۔ اگلی بات کریں۔ میں نے

شیخ صاحب کو فری شکل سے اس بیک کا پیرا مٹی کیا ہے؟“

منظور نے کہا: ”شیخ صاحب کے پتھر اسی ہو جائیں گے؟“

”ان سے یہ معاملہ خیر رکھا جائے گا۔“ میاں علی نواز نے کہا

”حسین بیگم پہلے ہی شیخ صاحب کے گھر میں رہتی ہے۔ چار گاہوں

کی مسجد میں مولوی صاحب نماز پڑھا دیں گے۔ اللہ اللہ خیر کننا۔“

منظور نے پوچھا: اور وہ... کیا کہتے ہیں ملاوہ؟

”وہی تو ہے۔“ میاں علی نواز نے کہا: ”لیکن اس میں طلاق

کی ضرورت نہیں ہوتی! یہی شرط رکھنا تھا ہے کیوں ہی مولوی صاحب

میں نے یہ تو نہیں کہا؟

”ہرگز نہیں... ہرگز نہیں۔ یہ شیخ صاحب کی مرضی پر منحصر ہے۔“

کہ طلاق دینا پابندی؟

منظور کا منہ لٹک گیا، بولا: ”اوجی یہ تو پھر کوئی بات: ہوتی

میرا مستعد تو پورا نہ ہوا۔“

میاں علی نواز، منظور کو ایک طرف لے گیا اور کہتے ہوئے بولا:

”اؤں نے نادانوں جیسی بات ذکر دیکھتا نہیں شیخ صاحب قریب

پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں۔ آج مگر سے پرسوں سوئم۔ میں نے تمہارے

شیخ صاحب سے ایک ہزار کی بات کی ہے۔“

ایک ہزار روپے اس زمانے میں بہت بڑی رقم تھی منظور

نے خوش ہو کر پوچھا: کیا واقعی؟

”ہاں! پورے ایک ہزار روپے اس کے ملاوہ میں ایک

اور تین سو لٹائے دلا ہوں۔“

”وہ کیا ہی؟“

شیخ صاحب کو اپنا مکان حسین بیگم کے نام لگانا پڑے گا

تو خاموشی سے میری ہاں میں ہاں ملا رہا۔“

”شک ہے جی۔“ میں آپ کا تابعدار ہوں۔“

دونوں واپس آ گئے۔

میاں علی نواز نے کہا: ”شیخ صاحب! میری ایک تجویز ہے۔“

میاں علی نواز نے رازدارانہ لہجہ میں کہا: اگر میں تمہاری جگہ پر

ہوتا تو حیدر سے نکاح پڑھواتیتا۔“

وزیر علی جب کہ کچھ پہلا، چلے علی نواز نے اسے سوتی چھو

دہی ہو یہ کسی بات کر رہے ہو؟ اس پر بڑھاپے میں میں شادی کروں گا!

میری اولاد تو پہلے ہی موقع کی تلاش میں ہے۔ پھر حسین بیگم کی عمر دیکھو

اور میری دیکھو۔ اُمید میں نے سنبھلے کہ اس کا وہ منظور بھی اُدھر منتقل

رہتا ہے۔“

”اولاد کو بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ چپ چاپ نکاح پڑھو

لو حسین تو تمہارے گھر میں رہ رہ رہی ہے اور منظور کی فکر نہیں کرو۔

اس سے میں بات کر رہا تھا۔“

”اور حسین سے کون بات کر رہے گا؟“

”اس سے بھی بات ہو جائے گی۔“

وزیر علی کو یہ تجویز کچھ معقول سی معلوم ہوئی کچھ دیر سوچنے کے

بعد بولا: ”میاں علی نواز! اصل مسئلہ تو ملاوہ کا ہے۔ اگر شادی کے بعد روز

بعد حسین یا منظور طلاق کے لیے اصرار کرنے لگے تو پھر کیا ہوگا؟“

میاں علی نواز بولے: ”ہوئے سرہانے لگنا۔ بولا: یہ مسئلہ تو ہے۔“

وہ سوچا میں پڑ گیا۔ ایک لمبی وقف کے بعد اس نے وزیر علی کے

گھٹنے پر ہاتھ دانا۔ ”مل ہو گیا مسئلہ! تم ایسا کر کہہ رہی ہو میں یہ مکان

حسین کے نام کرو۔ اور شرط یہ رکھ دو کہ طلاق یا غن کی مہبت میں حسین

مکان کی اختیار میں ہوگی۔“

”منظور اس بات پر راضی ہو جائے گا؟“

”اس کے راضی یا ناراضی ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔“

لیکن پھر میری ہم اس سے بات کریں گے۔ اگر اس نے ڈیڑی قریبی

تو پیسوں سے اس کا منہ بند کر دیں گے۔“

”دیکھ لو... آخری عمر میں کہیں مٹی خراب نہ ہو جائے۔“

”مٹی کیوں خراب ہوگی۔ مارا کا اصرار کے مطابق کریں گے۔“

☆

میاں علی نواز نے منظور اور مولوی اللہ بخش سے الگ الگ بات

کر کے دونوں کو ہمارا کر لیا۔ ابتدائی بات حیثیت کے دوران اس

نے وزیر علی کا ذکر نہیں کیا صرف یہ کہا کہ اس نے ایک عمر بیدار ہوتی

کو شادی پر راضی کیا ہے۔

ایک روز اس نے مولوی اللہ بخش اور منظور کو حتی بات

طے کرنے کے لیے اپنے گھر بلا دیا۔ شیخ وزیر علی پہلے سے وہیں موجود تھا

دہی بات حیثیت کے بعد میاں علی نواز نے جھجک سے دہی

بندر دیے اور اس بات کی طرف آتے ہوئے کہا: ”مولوی صاحب

میں نے جس شخص کا ذکر کیا تھا وہ کچھ میرے دوست شیخ صاحب ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ حسین بیگم ان کے گھر میں کاکر رہی ہے اور وہاں



لگا تھا۔ قائل نے اسے نیند کی حالت میں ہی ختم کر دیا تھا۔
موت گرم ہو چکا تھا اور اختر علی صحن کی طرف دلے یا۔
میں سو رہا تھا۔

جانے واردات پر اگر قتل موجود نہیں تھا تو قائل نے
سے آیا تھا تو یقیناً دلوار پھا نکر امداد داخل ہوا تھا۔
گھر کے اندر حسین بیگم اور اس کی بیٹی کے سوا
کوئی نہیں تھا۔ فوری طور پر میر سے ذہن میں رہی بات آگیا
وہ قتل جانبداری وجہ سے کیا گیا تھا اور ایسی صورت میں
حسین بیگم کی پوزیشن شیعہ سے بالائیں تھی۔ وہ تاسی تو
عورت تھی اور سونے ہونے آدمی پر پر آسانی وار کئی تھی
میں نے ایک اسے ایس آئی کو واردات کا نقشہ کیا
کرنے کے لیے کہا اور خود حسین بیگم کے گھر سے یہ پتہ آ
وہ محلے کی دو زمین عورتوں کے درمیان تھی ہونی بیٹیں تھیں
اس کی دس سالہ بیٹی بھی وہاں موجود تھی۔

میں نے کہا "بی بی" میں تم سے اس واردات کے بارے
میں چند سوالات کرنا چاہتا ہوں۔

اس نے اپنی بیٹی سے کرسی لانے کے لیے کہا "ا
انہی اور ایک کرسی لاکر دروازے کے پاس رکھ دی
"حسین بی بی" یہ واردات کیسے پیش آئی؟ میں نے
کری پر بیٹھنے کے بعد پوچھا

"مجھے تو کچھ پتا نہیں ہے! اس نے جواب دیا میں
صبح اٹھی تو میں نے دیکھا کہ اختر علی خون میں لست پت بڑا
سے۔ لاش دیکھ کر میر سے ہاتھ پر پھول گئے۔ میں نے بیٹی کا
یاہر سہاگ۔ میری چیغیں سن کر لوگ گھروں سے باہر نکلے۔
"تم کتنے بچے اٹھی تھیں؟

"میں روزانہ پھولنے چھ بچے اٹھ جاتی ہوں۔"
بعد میں دیکھ کر اہول کے بیانات سے اس بات
کی تصدیق ہوئی۔ دو تین بڑے بچوں نے بتایا کہ انھوں نے
چھ بچے سے کچھ دیر پہلے خون کی آواز سنی تھی۔

میں نے پوچھا "اختر علی کتنے بچے اٹھتا تھا؟"
"اختر علی دیر سے اٹھتا تھا کبھی سات اور کبھی آٹھ۔
میں ایسا تو نہیں تھا کہ اس نے صبح اٹھ کر اندر
کاغذ کر دیا تھا اور پھر چوتھی ہوئی گی میں نکل گئی تھی میں نے
اس کے ہاتھوں اور کپڑوں کا جائزہ لیا مگر کہیں پر کوئی خون
کا دھبہ دکھائی نہیں دیا۔

میں نے پوچھا "تم کس دروازے سے نکل کر گئی تھ
مٹی تھیں؟

لگا تھا کہ کوئی قتل کے بعد بولا "میں صاحب میرا آپ کے ساتھ
کوئی تنازعہ نہیں ہے۔ آپ اس معاملے میں دمل نہ دیں ایک صاحب
نے فریڈ سٹوڈیا ہے۔ یہ عورت نے کس اس گھر میں رہے۔ اب میں
اسے نہیں نکالوں گا۔ عدالت نکالے گی! اس نے ہورے سے خلاف
کیا میں اسے عدالتوں میں خول کر دوں گا۔ یہ عدالت میں میرا مقابلہ
نہیں کر سکے گی!"

یہ سن کر میں علی گوانے نے براہی سے کہا "اواسے اکیلا نہ
سمجھنا۔ میں اس کے ساتھ ہوں۔"
بات ختم کرتے ہی اس نے کاغذات لے کر کے تھیلے میں
رکھے اور سلاک کر کے رخصت ہو گیا۔

خواجہ محمد حسین اور مولوی صاحب بھی اٹھ گئے۔
اختر علی مجھے دروازے تک چھوڑنے گیا اور میری ہلڑیا
مائل کرنے والی باتیں کرتا رہا اور آپ جانتے ہی ہوں گے کہ پولیس
کی ہمدردیاں مائل کرنے کے لیے کس قسم کی آہیں کی جاتی ہیں۔

چند منٹوں کے بعد مجھے پتا چلا کہ منظور واپس آگیا تھا اور میر
سے ملا بھی تھا۔ یہ سچ نہیں ہو سکا کہ دونوں کے درمیان کیا بات
چیت، ہوئی تھی! یا حسین بیگم اس کے ساتھ شادی کرنے پر راضی
ہوئی تھی یا نہیں البتہ "میں نے اسے اس کا اختر علی سے کوئی کس داخل
نہیں کیا تھا۔ نہ ہی اس نے حسین بیگم کو دوبارہ گھر سے نکلنے کی
کوشش کی تھی اس سے میں نے اندازہ لگا یا کہ دونوں نے آپس میں
کوئی سمجھوتہ کر لیا تھا۔

لیکن ایک شخص کو یہ سمجھتا رہا نہیں آیا۔
اپریل کے مہینے میں سے اطلاع ملی کہ اختر علی کو نیند کی حالت
میں کسی نے قتل کر دیا ہے۔ صبح جب میں ڈیوٹی پر پہنچا تو سب سے
پہلے اس واردات کی رپورٹ ملی۔ میں چند آدمیوں کے ہمراہ فوراً
جائے واردات پر پہنچ گیا۔

مکان کے باہر کافی لوگ جمع تھے۔
اختر علی کی لاش خون میں لست پت بستر پر پڑی تھی۔ اس
کے جسم پر تیز دھارے سے لگے گتے باغ دار کے گتے تھے۔ ان میں
سے تین زخم سینے پر اور دو دھڑ پڑے تھے۔ یہ میں آپ کو اپنے
سرسری جاننے کی رپورٹ بتا رہا ہوں۔

ایک نیم عین دل کے اوپر تھا۔ غالباً قائل نے پہلا وار
دل پر کیا تھا لیکن ایک وار سے مٹنے نہیں ہوا تھا اور مزید وار کرتا
چلا گیا تھا۔

مقتول کے ہاتھوں پر نون لگا ہوا تھا۔ مجرّم کوئی نہیں تھا۔
جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اسے مزاحمت کرنے کا موقع نہیں

اس نے باہر کی طرف اشارہ کیا: "یہ صمن والے دوائے
سے باہر کی تھی، مگر دوسرے سوچ کر اس نے اشارہ کیا: یہ وہ دوائے
کھلا تھا جو تھا جانا کرات کو میں نے خود دیکھا ہے بند کیا تھا
میں نے سوچا کیا یہ مجھے کیا چاہا وہی ہے کہ سب قاتل
ہو چکا ہے اور دوسرا دل ہوا تھا اور دوسرا دل کھل کر باہر نکلا تھا
تم نے رات کو چھیننے والے چھیننے کی آواز نہیں سنی؟
"میں نے کوئی آواز نہیں سنی۔" ہم ہاں پہنی دروازہ بند
کر کے اس کے پاس سے گئے تھے؟
"اندر میں گری نہیں گئی؟"
"گری تو تھی یہی کہ باہر کی کمرہ عزت کا خیال بھی کرنا
پڑتا ہے۔۔۔"
"بات واضح نہیں اس کے منہ سے افسانے بھی تھے
نے سوچا کیا یہ اس کے بعد سے بڑھ کر عزت کا معاملہ نہیں
تھا؟ یہ بات وہ پہلے میں بتا چکی تھی اس پر رزی
نظر رکھتا تھا اور دو دین و فروع دین کی کوشش بھی
کر چکا تھا۔
میں نے سوچا کیا اختر علی نے تمہاری عزت پر ہاتھ
ڈالا تھا؟"
"اسی باتیں کہتے تھے وہ جواب دیا: "نیت تو
اس کی گئی تھی مگر پھر اس کی ہمت نہیں بڑھی کیونکہ یہاں
علی نواز میری چیز ہے جو چھینے آئے رہتے تھے۔"
"میاں علی نواز تمہارا بہت خیال رکھتے ہیں۔"
"البتہ، ایک آدمی ہیں۔"
"میں نے سنا ہے کہ تمہارا پلاخانہ میں منظور ہے
مگر چاہتا ہے کہ وہ تم سے دوبارہ نکال کر لے جائے۔"
"وہ تو چاہتا ہے کہ میں نہیں چاہتی۔"
"کیوں؟ میں نے تو سنا ہے کہ تم نے اس سے شادی
کا وعدہ کر رکھا تھا کیا تم دونوں میں کسی نے نہیں ہوا تھا کہ
بیعت و شادی کی موت کے بعد دوبارہ شادی کرو گے؟"
"میں نہیں جانتی اس سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔
عورت مسدسہ کے لیے شادی کرتی ہے، مگر اس کے
لیے نہیں کرتی، اگر مسدسہ پاس مسدسہ ہوتا تو شاید اس
کے ساتھ شادی کر لیتی۔"
"مگر مسدسہ اس کے ساتھ ہے؟ اس کے پاس ہے؟"
"مسدسہ کے پاس ہے، مگر اس کے ساتھ نہیں ہے۔"

ساتھ تھاری کیا بات ہوئی تھی؟
اس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ سب منظور ہوتا
چلا کر شرف و زلف فوت ہو گیا ہے تو وہ بہت خوش ہوا
اور اس نے سہارک باندی۔
حیدر نے کہا کہ اس نے سب کو بہت عرصہ پاس
نے منظور ہے کہ اس میں ایسی مہارک باور لعنت بھیجی
تھی شیخ صاحب کی موت کا بہت دکھ ہوا ہے۔ انھوں
نے مجھے بہت دکھ دیا تھا۔ یہی ایک سنگ نہیں کیا تھا۔
منظور نے مکاری سے کہا: "یاں یہ تو کہہ شیخ صاحب
آوی تو بہت اچھے تھے، دیکھتے تھے میں اس کی موت پر دکھ
ہوا ہے۔ یہ تباہی کا ایک توفیر ہے جس میں ہے؟"
"میرے قتلے میں نہیں تھے۔ اختر علی نے مجھے
نکال باہر کیا تھا۔ اس نے منظور کو ماری تفصیل بتائی۔ پھر
بولی: "اللہ تعالیٰ کے یہاں علی نواز کا افسانہ دور
کر کے سہارک باندی کا دربار دیا۔ دیکھتے نہیں ہونا تھا؟"
"ابھی منظور نے گردن پھلائی۔ تو نے مجھے یہ نہیں
ا اطلاع دی؟ اس وقت اس کے سامنے حیدر سے ہوا علی اپنے
یار علی ہیں، میں اختر علی کو ایک منٹ میں مدھار دیا تھا
کا تھوڑا کماں ہے؟"
"وہ میں علی نواز کے پاس ہوا تھا۔"
"اب تو کوئی ذکر نہ کر رہا ہوں۔ میں نے سوچا
صاحب سے بات کر لی ہے۔ انھوں نے بتایا ہے کہ قدرت
پوری ہونے کے بعد کچھ ہوگا، اس کے بعد اختر علی کا بیعت
بھی ہو جائے گی۔"
"میں اب شادی نہیں کروں گی۔ اپنی دل سے لے لیں۔
"اوتے کیا ہو گیا ہے؟ باور میں تو نے میرے ساتھ
وعدہ کیا تھا شیخ صاحب سے میری شادی کا سارا بیعت
میں نے ہی کیا تھا۔ یہ شادی تو تو نے شرعی طور پر
کرنے کے لیے کی تھی۔"
"جھوٹ ڈالو۔ تو نے کہ نہیں کیا تھا تو تو میری بیعت
کری کر کے لے گیا تھا شیخ صاحب نے مجھے ماری کہانی
شادی تھی شیخ صاحب نے مجھے ہزار روپے میں دے دی تھی؟"
"وہ تو انھوں نے اپنی توفی سے دے دی تھی۔"
"مگر اس کی توفی؟"
"میں وہاں ہوں، بالوں کو، میں اب پڑھتا ہوں مگر کیا

ہوں، وہ پہلے والا دستور نہیں ہوں۔ میں اب مجھے پھولوں
کی طرح مسدسہ کے رکھوں گا۔"
"مجھے تیری باتوں کا اعتبار نہیں ہے۔"
"میں نے سب کچھ کیا ہے۔ میں نے سب سے ساتھ شادی
نہیں کر کے کی کس کے ساتھ کر کے کی، لیکن عورت کو کچھ
رکھتی۔ اختر علی کو بہت موقع ملا مجھے نکال باہر کر کے گا۔
لیکن میرے ہوتے ہوتے میں اس کی بیعت نہیں کر سکتا،
یہ شہر پر ہاتھ پھیرا شادی کے دوسرے دن اسے اٹھا کر
باہر لے گیا تو میرا نام بھی منظور جان نہیں۔
"ابھی تو میں سوچا گی۔" حیدر نے جان بچانے کے
لیے کہا سمجھو دوبارہ آئے گا کہ وہاں چلا گیا۔
"شاکر کو بہت خطر تھا کہ اگر آج حیدر نے اسے منظور کے
یاد میں میں بتایا۔"
"کیا کیا تھا؟"
"مجھے وہ دوبارہ شادی کرنا چاہا ہے۔"
"تم نے کیا جواب دیا؟"
"میں نے کہا میں سوچ کر جواب دے دوں گی وہ آپ کے
بارے میں بھی بہت کچھ کہتا تھا۔"
"میرا اس کے کا سارا؟"
"مگر ہاتھ شادی کے دوسرے ہی روز اختر علی کو
باہر بھیج دیا کہ وہ بھی کتا تھا کہ اس کے سامنے

خبر سے ہوا حال اس کے دوست ہیں۔
یہ شاکر اختر علی کے دیکھنے نظر آئے گئے اور غائب
حیدر نے مجھ سے بات سے ڈرانے کے لیے کہا میں اور
واقعہ طور پر وہ اپنے اس مقصد کی کامیاب رہی تھی۔
"تو پھر تم نے کیا فیصلہ کیا ہے؟" اختر علی نے پوچھا۔
"میں نے کیا فیصلہ کرنا ہے۔ عورت تو مرد کے سامنے
کی محتاج ہوتی ہے، تمہارا کیا ہوسام مجھے دوبارہ دکھانے
کے ہوتے۔"
اختر علی اس وقت چپ ہو گیا۔
رات کے کھانے کے بعد اس نے کہا: "حیدر لڑی
میں نے تمہارے لیے ایک طریقہ سوچا ہے، اگر تم مرضی ہو تو
میں نے زندگی بھر کا سارا دل لگا ہے۔"
"کیا سوچا ہے؟"
"اگر تم اپنے شادی نہ کر کے کا وعدہ کر تو میں ادھر
کے دو گھر سے اور باہر کی خانہ بدوار سے دو گھر کے دروازے
میں ایک دوا کر دے دوں گا، اگر تم کوئی تو اس جتنے کی
تمہارے ام پر میری ہر کردار دوں گا لیکن اس سے پہلے میں
آج ہی کا کالج نامہ اور ریمانٹ بھیج دے تو اسے لے کر آؤں گا۔
حیدر نے کہا: "صرف دو گھر سے تمہارے آج ہی آؤں
مکان میرے نام لگائے تھے۔"
"یہ مکان تمہیں اتنا آسانی سے نہیں مل سکے گا۔ تو
میں بسنے کی کوشش کر رہا ہوں۔" دوا کی دوا کر دے تو اسے لے کر آؤں گا۔

مقبول ناول نگار ایچ اقبال کی دو نئی کتابیں۔ ہر کتاب میں دو مکمل ناول

عجیب جنگلے	ریکارڈ کی چوری
ایک جلد میں	ایک جلد میں
پانچواں کالم	موت کا راستہ
صفحہ ۳۲۰، قیمت ۲۵۰ روپے	صفحہ ۳۲۰، قیمت ۲۵۰ روپے

ڈاکٹر شری ۱۰۰ روپے

کتابیات پبلیکیشنز

تنگ سے مکان میں دھپتا تھا۔ کمرے کا دروازہ ایسا تھا کہ اگر ذرا زور سے دھکا دے دیا جاتا تو وہ چھٹ سمیت باہر آ جاتا۔
ہیں دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا، بولا: ”کیسے آنا چھڑا کر؟“
اس کی عمر پچاس بیس سال کے درمیان تھی جسم مضبوط نظر آتا تھا۔ رنگ سافلا اور بال چھوٹے تھے چہرے پر اکھڑ پڑا ہوا تھا۔

میں نے اسے ایک طرف کیا اور کمرے کی تلاش لینا شروع کر دی۔ وہ مختصر سا کمرہ تھا اور اس میں زیادہ سامان نہیں تھا۔ ایک بڑانے سے رنگ میں پوشیدہ کپڑوں کے چند جوڑے رکھے تھے۔ میں نے ایک ایک کپڑے کا جائزہ لیا مگر کسی پر خون کے دھبے دکھائی نہیں دیے۔ کچھ سیلے کپڑے کھونٹی پر رنگ ہوئے تھے ان پر بھی دھبے نہیں تھے۔ البتہ ایک قمیص کی جیب سے ایک کمانی دار چاقو برآمد ہو گیا۔ میں نے بڑی باریکی سے اس کا جائزہ لیا۔ معرودہ صاف تھا۔

”سنا کیا ہے سرکار؟“ منظور نے پوچھا۔ کچھ مجھے بھی بتا دینا۔
”مگر کوتالا لگاؤ؟“ میں نے تلاش مکمل کرنے کے بعد کہا۔
”سنا تھا۔ میں پل کر بتاؤں گے۔“

”مج... جناب میں شریف آدمی ہوں۔“
”وہ تو تھوڑی سی بات ہے۔“ وہ لہجہ سے بولا۔

”زیادہ باتیں نہیں بناؤ اور دوازے سے نکلتا لگاؤ۔“
اس نے حکم کی تعمیل کی۔ ہم اسے لے کر تھانے پہنچ گئے۔ ایک اسپیشل آئی کوئٹ اختر علی کے پڑوسیوں سے پوچھ کر کہہ لے کر پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ ویسے منظور کو حکم خاصا واضح تھا۔ اس کے خیال میں یہ کچھ حسینہ بیگم کو اختر علی کا سہارا مل گیا تھا اس لیے وہ شادی سے گریز نہیں کرتی تھی۔ لہذا اسے میرے راستے پر لانے کے لیے اختر علی کا کانا کانا سامان لے کر ہر حال یہ ایک تھیں۔ تو جس کی تصدیق کی ضرورت تھی۔ چنانچہ میں نے منظور کو اپنے کمرے میں لے آیا اور پوچھا: ”تم نے اختر علی کو قتل کیا؟“

”قتل... قتل! اختر علی قتل ہو گیا ہے؟“ اس نے حیرانی سے کہا۔ اگر وہ لاداکری تھی تو وہ لاداکری تھی۔
میں نے کہا: ”حسینہ بیگم نے جس میں سب کچھ بتا دیا ہے۔ یہ وہی طرح سے اپنے بڑے کا اقتدار کو کمرے تو تکلیف سے بڑھ جاتا ہے۔“

”وہ نہیں کہنا۔ لگاؤ مجھے تو کچھ بتائیں۔ یہ میری بیوی نے تو کئی روز سے اختر علی کی شکل بھی نہیں دیکھی۔“
میں نے کہا: ”جب حسینہ بیگم نے اپنے غریبی سے شادی

لی۔ قصین ان باتوں کا تجربہ نہیں ہے۔“
حسینہ بیگم عدالتوں کے چکر بٹل کرنے کے لیے تیار نہیں تھی۔ اس کے لیے دو کمرے بہت تھے پورا مکان دو کمرے کے رقبہ میں بنا ہوا تھا۔ دو کمرے کے ساتھ حسینہ بیگم کے قتل میں دس مرلے سے زیادہ زمین آ جاتی۔
اسے تامل کرتے دیکھ کر اختر علی نے کہا: ”میں قصین ضروری سامان بھی دے دوں گا۔ اس کے علاوہ تھوڑی دو وقت کی روٹی بھی میرے ذمے ہے۔ اس کے بدلے تم میرے گھر کا کام کاج کرو باکرنا۔“

حسینہ بیگم نے سوچ کر جواب دینے کا وعدہ کیا اور دو روز کے بعد میاں علی نواز سے اس معاملے میں مشورہ کیا۔ میاں علی نواز نے اختر علی کی جگہ کو پسند نہیں کیا اور حسینہ بیگم سے کہا کہ وہ نواز اختر علی کے چکر میں آئے۔ نہ ہی منظور سے سیل چول رکھے کیونکہ وہ لوگ اسے پہچانتا چاہتے ہیں۔

حسینہ بیگم میاں علی نواز کو اپنا دشمن سمجھتی تھی اور اس کی باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتی تھی۔

”تین چار روز بعد منظور دوبارہ اس سے ملنے آیا اور پوچھا کہ اس نے کیا فیصلہ کیا ہے۔“

”میرا اختر علی سے معاملہ طے ہو گیا ہے۔“ حسینہ بیگم نے جواب دیا۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس مکان کے دو کمرے میرے نام لگا دے گا اور بنگلے میں دروازہ کھینچ دے گا۔ تاکہ میرا حق بالکل ادا ہو جائے۔“
”ادب تو یہاں مکان تیرا ہے۔ تو دو کمرے پر راضی ہو گیا؟“
”میں نے کیا کرنا ہے؟ یہاں مکان میرے لیے دو کمرے ہی بہت ہیں۔ میں کسی مقدمے بازی میں نہیں پڑنا چاہتی۔“
منظور نے حسینہ بیگم کو بہت بھانے کی کوشش کی مگر وہ نہیں ملتی۔

حسینہ بیگم کے اس بیان کی بعض باتیں وضاحت طلب تھیں۔ مثلاً ایک یہ کہ جب میاں علی نواز نے اسے اختر علی سے بھونٹا کرنے سے منع کر دیا تھا تو پھر اس نے منظور سے کیوں یہ کہا کہ اس کا اختر علی سے بھونٹا ہو گیا ہے۔
تاہم اس کے بیان سے بظاہر یہ شبہ نکلتا تھا کہ اختر علی کے قتل میں منظور کا ہاتھ تھا۔

میں نے کہا: ”میرا خیال ہے کہ منظور نے اختر علی کی شکل بھی نہیں دیکھی۔“
اور وہ...

میں نے اس کی بات نہ توجہ دینے کے بجائے ایک اسے اس آئی کو لیا اور کہا: دو آدمی ساتھ لے جاؤ اور حینہ بیگم کو تھکے میں بٹھا کر یہاں لے آؤ۔ ایک آدمی مولوی اللہ بخش کی طرف بیچ دو۔ اس سے کتنا کہ مولوی صاحب کو ساتھ ہی لیتا آئے۔

میاں علی نواز آہستہ آہستہ کرسی پر بیٹھ گیا، بولا حینہ بیگم سے آپ کیا بات کر لیا جاتے ہیں؟
 ”آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟ آپ کا کیا تعلق ہے حینہ؟ وہ حیرت انگیز خطہ ہند پر نرم پڑ گیا، بولا: تعلق تو کوئی نہیں ہے... میں یونی پوچھ رہا ہوں۔ وہ بیوہ عورت مجھ پر بہت بھروسہ کرتی ہے۔“

”میاں صاحب، عورت سے تو آپ کو بہت ہمہ دلی ہے مگر اس کے بھوتوں کے باپ کو آپ دھتکتے دیتے ہیں؟“
 ”ملک صاحب، میں اس کا اس قدر معاش سے کیا... دی کوئی گھڑی تو وہ وہ حینہ بیگم کا سودا کر چکا ہے۔“

لفظ ”دو دفعہ“ سن کر میں چونکا۔ اندیش نے دیکھا کہ میاں علی نواز بھی یہ بات کہہ کر قند سے پریشان ہو گیا تھا۔ میں نے یہ بات ذہن میں رکھ لی، مگر اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔
 قند سے توقف کے بعد اس نے کہا: ملک صاحب آپ ایسا کریں کہ حینہ بیگم سے گھر جا کر بات کر لیں۔ عورت کو کھانا بلانا کچھ اچھا نہیں لگتا۔

میں نے ہالائی سے کہا: چلیں آپ کی یہ بات میں مان لیتا ہوں۔ پھر میں نے اس کو کھانے کے لیے ایک حوالہ دار کو بلا کر کہا: تم... اسے اس آئی سے کوہ حینہ بیگم کے گھر نہ جائے۔ میں کل کسی وقت خود چلا جاؤں گا۔
 بات کرتے وقت میں نے اسے اشارہ بھی کیا، مگر وہ سمجھا نہیں۔ اسے اس آئی بھی تھا۔ میں ہی تھا۔ اس نے اسے حینہ بیگم کے گھر جانے سے منع کر دیا۔ لیکن یہ غلطی فائدہ مند ہی ثابت ہوئی۔

میری چھٹی کا وقت ہو چکا تھا۔ علی نواز کو رخصت کر کے میں گھر پہنچا اور اتنے منہ دھو کر کپڑے تبدیل کیے اس ماہی وقت میں یہ بات میرے ذہن میں گردش کر رہی تھی کہ علی نواز حینہ بیگم کے گھر ضرور جائے گا۔ غالباً وہ اسے کچھ باتیں کھانا چاہتا تھا۔ سوچتے سوچتے میں نے اچانک فیصلہ کیا اور سادہ کپڑوں میں حینہ بیگم کے گھر پہنچ گیا۔ ایک پرشوسن اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی جو میری آمد پر اٹھ کر چلی گئی۔
 دسی کھات کے بعد میں نے حینہ بیگم سے کہا: بی بی میں

نے کہا تھا مکان کے بارے میں نکاح سے پہلے فیصلہ ہو گیا تھا اور اسٹیپنڈی پر نکاح فارم کے ساتھ ہی دیکھ لیے گئے تھے۔“

”ملک صاحب، آج یہ پاسی کڑھی میں آیاں کیوں آئے؟
 رہا ہے۔ اگر میرے منہ سے اسی کوئی بات نکل بھی گئی تھی تو کون سی آفت لگتی۔ مکان کی بات شادی سے پہلے طے ہو چکی تھی۔ اسٹیپنڈی پر چار چھ روز بعد میں تیار کروایا گیا تھا۔“
 ”منظور کا کتنا ہے کہ مکان کی بات بعد میں طے ہوئی تھی جب اس نے وزیر علی پر طلاق کے لیے زور ڈالا اور شادی کا راز افشا کرنے کی دھمکی دی تو اس نے مکان کا لالچ دے کر منظور کا منہ بند کر دیا۔“

”چھوڑ دیجی، اس کہیں کی میرے سانسیت نہ کریں۔“
 ”مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وزیر علی نے ملاکہ کی شرط پوری کرنے کے لیے حینہ سے شادی کی تھی لیکن بعد میں اس نے اس لیے طلاق دینے سے انکار کر دیا کہ اس طرح مفت کی ملازمہ اس کے ہاتھ سے جاتی۔“

”جو اس دینا سے گزر گیا اس کی بات کرنے کا کیا فائدہ؟ وہ ہر بات سے اپنا دامن بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور میں آہستہ آہستہ اس کے گرد گھیرا تنگ کر رہا تھا۔“
 ”میاں صاحب، اس بات کو چھوڑیں کہ مکان کی بات پہلے ہوئی تھی یا بعد میں، لیکن منظور کو آپ ہی نے حینہ بیگم سے بات کرنے پر راہ دکھایا تھا اور اسے یہ سمجھایا تھا کہ وزیر علی کے مرنے کے بعد وہ دونوں مکان کے مالک بن جائیں گے میں نے غلط تو نہیں کہا؟“

”ہاں، کہا تھا۔ لیکن وہ عورت اب اس کے ساتھ دواوا نکاح کرنے پر تیار نہیں ہے۔ میرا اس میں کیا تصور ہے؟“
 ”آپ کا تصور یہ ہے کہ جب منظور آپ کے پاس مدد کے لیے آیا تو آپ نے اسے گایاں دے کر بھگا دیا۔“
 ”میں کوئی کمیشن رجسٹر نہیں ہوں گی۔“

”آپ نے حینہ بیگم کا نکاح نامہ اور اسٹیپنڈی پر نکاح میں کیوں رکھا ہوا ہے؟“
 ”حینہ بیگم نے یہ چیزیں حفاظت کے لیے میرے پاس رکھوائی ہوئی ہیں۔“
 میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے ہوئے پوچھا۔
 ”کیا آپ حینہ بیگم کے کمیشن رجسٹر ہیں؟“
 وہ ایک دم کھڑا ہو گیا۔ ملک صاحب میں حضرت دار آدمی ہوں۔“

کپڑے تھے جنہیں میں اس کے گھر میں کھنڈی پر لٹکا ہوا دیکھ چکا تھا۔ اب ان پر خون کے دھبے بھی موجود تھے۔ واضح طور پر وہ کسی مرنے والی بکری کا خون تھا۔

”علی نواز! اب جھوٹ سے کام نہیں چلے گا۔ میں نے کہا ہے آج شام جب تم حیدر بیگم سے ملنے آنے تھے تو میں اندر کمرے میں موجود تھا۔ میں نے تھوڑی سی بات بہت سن لی تھی اور یہ جو تم ثبوت لانے ہو اس کی حقیقت بھی مجھے معلوم ہے۔ یہ کپڑے منظور کے ہیں۔ واردات والی جمع جب ہم نے اس کو گرفتار کیا تھا تو یہ کپڑے اس کی کھنڈی پر لٹکے ہوئے تھے۔ اس وقت ان پر خون کے دھبے نہیں تھے۔ یہ دیکھتے تم نے دھکے دیے ہیں؟“

حالیہ لڑنے میرے انشا سے برائے تھکڑی لگادی۔ وہ بولہ آوی تھا، کوئی نزاحت نہ کر سکا۔

”علی نواز! میرے پاس تمہارے خلاف کافی شہادتیں جمع ہو چکی ہیں۔ بستر ہی ہے کہ اقرار جرم کر لو! میں نے اسے ایس آئی سے کہا: اس پاس رہنے والے چار عہدہ زین کو بلالو۔ یہاں کی ساری کارروائی ان کے سامنے رکھاؤ ہوگی۔“

”ملک صاحب! ٹھہریں۔ میں عزت دار آدمی ہوں۔ اگر آپ نے میرے خلاف کوئی کارروائی کی تو میں اپنی اولاد کے سامنے انھیں منسلک کرنے کا قابل نہیں رہوں گا۔ میری ہتھکڑی کھول دیں۔ میں آپ کو قاتل کا نام بتا دیتا ہوں۔ وہ اقبال جرم بھی کر لے گا۔ اس بات کی میں آپ کو ضمانت دیتا ہوں۔“

مجھے اندازہ تھا کہ قاتل اس نے خود نہیں کیا تھا کسی سے کروایا تھا۔ میں نے اس کی ہتھکڑی کھلوادی۔ اس نے بتایا کہ قاتل اس کا ایک مزارع تھا جس کا نام جمال دین تھا۔ میں نے علی نواز سے اس کا بتا پوچھا اور دو کوئی اس کے ہتھکڑیاں کر دیے جو تقریباً ایک گھنٹے میں اسے گرفتار کر کے لے آئے۔

جمال دین پچیس گھنٹے سلا کا ایک صحت مند نوجوان تھا۔ اس نے قتل کا سدا الزام اپنے سر لے لیا اور کہا کہ آخر علی کو اس نے قاتل و شہنشاہی بنا پر قتل کیا تھا۔

میں نے میاں علی نواز کو بھی شامل تفتیش رکھا مگر محلات نے اسے بڑی کر دیا کیونکہ کوئی شخص اس کے خلاف کوئی دینے پر تیار نہیں ہوا تھا۔ حیدر بیگم بھی اپنے بیان سے معترف ہو گئی تھی۔ جمال دین کو عرق قید ہو گئی۔

میں فوراً تھانے پہنچا اور دو سادہ لباس پہنوں کو حیدر بیگم کے گھر کی چوڑائی کرنے بھیج دیا۔ انھیں تاکید کر دی کہ حیدر بیگم کو گھر سے باہر نہ جانے دیں۔

رات کے دس بجے میں چار آدمیوں کے ہمراہ حیدر بیگم کے گھر میں موجود تھا۔ دو سادہ لباس آدمی ملے جیسے پہنے ہوئے تھے۔ تقریباً سو اس بیچے دروازے پر دستک سنانی دی۔ حیدر بیگم میری ہدایت کے مطابق اس وقت تھکڑی میں موجود تھی۔ دستک کی آواز سن کر وہ اٹھی اور دروازہ کھولا۔ اس وقت تھکڑی کے سوا اسکان کی تمام تھکڑی بھی ہوئی تھیں۔ میں اندرونی دروازے سے تھکڑی میں جھانک رہا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی میاں علی نواز کمرے میں داخل ہوا اور فوراً اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کیوس کا تھیلہ تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور بولا: یہ تھیلہ کسی محفوظ جگہ پر رکھ دو۔“

”اس میں کیا چیز ہے؟ حیدر بیگم نے پوچھا۔ اس کی آواز کپکپا رہی تھی۔

”اس کو کون نہیں؟“ علی نواز نے کہا۔ وہ بدستور دم ادھر دیکھ رہا تھا۔ شہر، میں خود اسے کسی جگہ پر رکھ دیتا ہوں۔ تم اسے تھانہ دار کے حوالے کر دینا۔“

بات کرتا ہوا وہ میدان اس دروازے کی طرف آیا جس کی دوسری طرف میں اور میرے آدھی کمرے تھے۔ میں نے دیواروں کا لگا لگا اور دروازہ کھول کر سامنے آیا۔ پچھو دیکھ کر وہ بری طرح اچھلا اور تھیلہ چھین کر دروازے کی طرف چھا گا لیکن میرے آدھی باہر سے دروازہ بند ہو چکا تھا۔ ”میاں علی نواز! کھیل ختم ہو چکا ہے۔“ میں اس کے سر پر پہنچ گیا۔ مکان کے باہر بھی میرے آدھی موجود تھیں۔ اب تم جھانک کر میں جانستے۔“

وہ غصے سے حیدر بیگم کی طرف جھپٹا: ذلیل عورت! میں تیری بھلائی کے لیے پریشان ہو رہا ہوں اور تو مجھانہ کوٹنے کی کڑی ہے میں تیرا بیڑا بھڑکا کر دوں گا۔

ایک حوالہ دار اس کے راستے میں حائل ہو گیا۔ ”ملک صاحب! میں اس عورت کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا، سگریہ دعا باز تھی۔ اس نے منظور کے ساتھ مل کر آخری قتل کیا تھا۔ ثبوت اس تھیلے میں موجود ہے۔“

میں نے تھیلہ کھول کر دیکھا تو اس میں کپڑوں کا ایک میلا سا بٹھا تھا جس میں ایک خون لکڑی ہوئے ہوا تھکڑی پکڑوں کو میں نے فوراً پہچان لیا۔ وہ منظور کے کپڑے تھے۔ یہ وہ